نوائے

افغان جہاد

شعبان ۱۴۳۷ھ مئی 2016ء

وہ دشمنانِ دین پر خُدا کا ایک قہر تھا
جسے نہ کفر چکھ سکا وہ ایسا تیز زہر تھا
نہ موت جس کو چھو سکی وہ زندگی لہر تھا
اُفق پہ اس کو ڈھونڈنا وہ دن کا پہلا پہر تھا

بیادمُحسِنِ اُمّت

شَیخ اُسَامَہ بِن لَادن رَحِمَہُ اللہ

بارِ خلافت اٹھاتے وقت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت بدر بن عثمان رحمہ اللہ کے چچا بیان کرتے ہیں کہ جب اہل شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو گئے تو اس وقت وہ بہت غمگین تھے، ان کی طبیعت پر بڑا بوجھ تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف لائے اور لوگوں میں بیان فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، اس کے بعد فرمایا:

"تم ایسے گھر میں ہو جہاں سے تمہیں کوچ کر جانا ہے اور تمہاری عمر تھوڑی باقی رہ گئی ہے لہٰذا تم جو خیر کے کام کر سکتے ہو موت سے پہلے کر لو۔ صبح اور شام موت تمہیں آنے ہی والی ہے۔ غور سے سنو! دنیا سراسر دھوکہ ہے۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٣٣﴾

"سو تم کو دنیاوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ وہ دھوکہ باز (شیطان) اللہ سے دھوکہ میں ڈالے"۔ (لقمان: ٣٣)

اور جو لوگ جا چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور خوب محنت کرو اور غفلت سے کام نہ لو کیونکہ موت کا فرشتہ تم سے کبھی غافل نہیں ہوتا! کہاں ہیں دنیا کے وہ بھائی اور بیٹے جنہوں نے دنیا میں کھیتی باڑی کی اور اسے خوب آباد کیا اور لمبی مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا دنیا نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ چونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پھینکا ہوا ہے، اس لیے تم بھی اسے پھینک دو اور آخرت کو طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اور آخرت کی جو کہ دنیا سے بہتر ہے دونوں کی مثال اس آیت میں بیان کی:

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ○ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ○ (الکہف: ٤٥،٤٦)

"اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے پانی برسایا ہو پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہوں پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے لیے پھرتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں، مال اور اولاد حیاتِ دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی"۔

بیان کے بعد لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے لگے۔

ابن جریر: ج ٢، ص ٣٠٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۴

شعبان ۱۴۳۷ھ | مئی 2016

حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کے راستے میں ضرور ہجرت کرتے رہو کیونکہ ہجرت جیسا کوئی عمل نہیں یعنی ہجرت سب سے افضل عمل ہے'' (سنن نسائی)۔

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

Nawaeafghan.weebly.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اللہ کے دِیں کے چاند کا ہالہ تھا اُسامہ!

شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو اس دنیائے فانی کے بدلے ربِ رحمن کی جنتوں کا سودا کھرا کیے ہوئے پانچ سال بیت گئے... شیخ رحمہ اللہ کے کارنامے کی تفصیل تو کئی ایک تذکرہ ہائے دفتر' کی متقاضی ہے! شیخ رحمہ اللہ نے جس صبر اور ثبات کے ساتھ اپنی منزل پر ہمہ وقت نظریں جما کر جہادی کاررواں کی قیادت کی ہے اور اس قیادت کا حق ادا کیا ہے، یہ آپ رحمہ اللہ پر خاص توفیقِ الٰہی تھی! اور اللہ تعالیٰ کا یہ کرم اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ رحمہ اللہ کے بعد بھی قیادتِ جہاد کو صبر واستقامت کی ویسی ہی صفات سے متصف فرمایا ہے! آپ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی بجاآوری کو اپنی زندگی کا منتہا اور مقصد بنایا تھا...

اللہ تعالیٰ نے کارخانۂ حیات میں آزمائش کے لیے بہت سے انسانوں کو جسمانی طاقت و قوت اور صلاحیت واستعداد عطا فرمائی اور بہت سوں کو مال و زر اور وسائلِ کثیر سے نوازا... پھر ان تمام انعامات کو اپنی راہ میں لگا دینے کا حکم دیا! شیخ رحمہ اللہ' کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی بھی عطا کی تھی اور جسم و جان کی بہترین طاقتیں اور صلاحیتیں بھی! اور آپ اوائل عمری ہی سے اللہ جل شانہ کے اس حکم کی تعمیل میں جُت گئے... آپ رحمہ اللہ کے سامنے مسلم خطوں پر قابض پرلے درجے کے رذیل اور بے وقعت حکمرانوں کی مثالیں موجود تھیں کہ جن کے ہاں نہ عقل و خرد کا گزر ہوا نہ ہی اخلاق و تمیز ہی سے وہ شناسا ہیں، ان میں سے اکثر تو اپنی عمر کے اوائل میں معاشرے کے ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے نوازے گئے تو بجائے شکر گزار بندہ بننے کے باغی بن بیٹھے، رب کی سرکشی پر اُتر آئے اور اپنے خالق و مالک سے ہی دشمنی مول لے کر اِترانے لگے! لیکن شیخ رحمہ اللہ نے ان بدبخت اور ناہنجار حکمرانوں اور طبقۂ مترفین کی طرف کبھی اُچٹی نگاہ بھی نہیں ڈالی! آپ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر دنیاوی نعمتوں اور فراوانیوں سے سرفراز فرمایا تھا اُس سے کہیں زیادہ ایمان، خوفِ خدا، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، دنیا سے استغنا، آخرت کی چاہت اور دردِ امت بھی آپ کو ودیعت فرمایا تھا... اسی لیے آپ نے اپنی کُل متاع' رب کے حضور لا کر ڈھیر کر دی! آپ نے ذوالنورین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اپنے مال کا بالکل ویسا ہی استعمال کیا جیسا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر انفاق کی لازوال تاریخ رقم کرتے ہوئے کیا تھا... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں خوش خبری سنائی: ماضر عثمان ماعمل بعد الیوم... اور یہ کہ ''اللہ! میں عثمانؓ سے راضی ہوں، اے اللہ! تو بھی اس سے راضی ہو جا''... آج کے زمانے میں امت کو اِدبار کے دور سے نکالنے اور عروج کی جانب گامزن کرنے کے لیے شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے بھی ''سنت عثمانی'' ادا کی اور اس کی ادائیگی کا حق ادا کیا! کیا خبر کہ مجاہدین اور جہاد پر ہر طرف سے امڈتی عسرت و تنگی کے دور میں شیخ رحمہ اللہ کے انفاق فی سبیل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مقبولیت کا ایسا درجہ دیا ہو کہ اسی نبوی بشارت' کا مصداق آپ علیہ الرحمہ کو بھی بنا دیا گیا ہو! اور صرف مال ہی کیا آپ نے اللہ کے مبارک دین پر اپنی آل اولاد کو بھی کٹوا دیا! آپ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے ''اسامہ کے لیے ہے خدا کا رسول بس!'' ہی کو اپنے عمل سے ثابت کیا! اللہ تعالیٰ کو اپنے اس بندے کی یہ ''ادائے صدیقانہ'' ایسی پسند آئی کہ آپ کو اس زمانۂ فتن میں قرونِ اولیٰ جیسوں والی عطاؤں، سرفرازیوں، بلندیوں اور رفعتوں سے نوازا، وہ تمام مقامات جن کو پانے والوں کے متعلق اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں کہ: ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ

تورا بورا کے پہاڑی سلسلہ میں آپ رحمہ اللہ اپنے چند درجن رفقا کے ساتھ محصور ہو گئے، صلیبی طیاروں نے کئی ہفتے پر محیط ہولناک بم باریوں سے اس پورے پہاڑی سلسلے کو ادھیڑ کر رکھ دیا، لیکن اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کی حفاظت فرمائی اور آپ رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں اور دیگر قائدین جہاد کے ساتھ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ آج پندرہ سال بعد اُس وقت کی درپیش صورت حال کا اندازہ لگانے کے لیے سوچ کے بہتے دھارے تورا بورا کی گھاٹیوں سے گزر رہے ہیں! تصور ہی تصور میں وہ صبر آزما اور جاں گسل گھڑیاں' ذہن کے دریچوں میں نقش ہو رہی ہیں کہ جب حوصلہ و ہمت کے ساتھ پہاڑوں کی طرح ثابت قدم رہنے والے مجاہدین بھی اپنے قائد شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے پاس آتے اور حالات کی سختیوں، پیہم بم باریوں اور لحہ بہ لحہ تنگ ہوتے محاصرہ کی کیفیات بیان کرتے ہوں گے' تو ایسے میں اللہ کا یہ بندہ اُسی وحدہ لاشریک پر توکل و انحصار کا اظہار کرتے ہوئے وہی الفاظ ہی تو ادا کرتا ہو گا جو ''ثانی اثنین''، صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ ثور کے دہانے پر مشرکین مکہ کو دیکھ کر اپنے رفیقِ خاص کو تسلی دیتے ہوئے ادا فرمائے تھے کہ: لاتحزن ان اللہ معنا... اللہ تعالیٰ کی معیت اور اُس کی نصرت پر یہ کامل ایمان ہی تھا کہ شیخ اسامہ رحمہ اللہ تورا بورا سے نکلنے والے آخری لوگوں میں سے تھے اور جب تک آپ کو یہ یقین اور تسلی نہیں ہو گئی کہ باقی تمام افراد بحفاظت نکل گئے ہیں' آپ اُس وقت تک بم باریوں کے نیچے بیٹھے' اپنے ساتھیوں کے انخلا کی ترتیب بناتے رہے! بلاشبہ قیادتِ جہاد پر سرفراز ہونے کے باوجود اپنی جان پر دوسروں کی حفاظت کو ترجیح دینے کی یہ نایاب مثال ہے! یہ ایک واقعہ ہی آپ رحمہ اللہ کے غیر معمولی جذبہ ایثار و قربانی، کامل توکل، بہادری و جرأت اور 'لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا' پر ایمان و یقین بیان کرنے کو کافی ہے!

آپ رحمہ اللہ کا یہی ایمان اور یقین تھا جس نے اُس وقت اللہ کے دین کو علو و برتری دلانے کی جُہد کی بنیاد ڈالی جب اکیسویں صدی کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا، 'نیو ورلڈ آرڈر' کے ذریعے پوری مسلم دنیا کو ''غلاموں کی منڈی'' میں تبدیل کر دینے کی تیاریاں مکمل تھیں، اسلامی تمدنِ حیات کو ناکارہ اور ازکارِ رفتہ قرار دے کر End of Civilization کے عنوان سے کفار 'تہذیبِ انسانی کے عروج و کمال کا فیصلے اپنے تئیں کر چکے تھے ! اور اکیسویں صدی ''سائنس و ٹیکنالوجی کے رب'' کا زمانہ قرار دی جا رہی تھی ! ایسے میں آپ نے امریکہ کو 'ہبلِ عصر' قرار دیا اور اس کی گردن پر وار کرنے کا تہیہ کیا ! وہ وقت کہ جب امریکہ اپنی معاشی و عسکری قوت و برتری کے زعم میں اندھا ہوا چلا جا رہا تھا، آپ رحمہ اللہ کے تیار کردہ فدائین نے دنیا بھر میں غارت گری کرتے اس اندھے شیطان کو گیارہ ستمبر کی مبارک عملیات کی صورت میں اُس کی گردن سے جا دبوچا اور اُس کے عسکری و معاشی قلعوں پر ایسا وار کیا کہ اُسے (نعوذ باللہ) خدائی طاقتوں کا مالک سمجھنے والوں پر بھی اُس کی کمزوری، ضعف، بے ثباتی اور بے بسی عیاں ہو گئی ! یہ تو ان فدائین کی قربانی کا فوری نتیجہ نکلا ! جب کہ اگلے ڈیڑھ عشرے میں شیخ رحمہ اللہ کے قافلے والوں نے محض رب ذوالجلال والاکرام کے سہارے اور نصرت سے 'ہبلِ عصر' کا سارا کروفر، تمام غرور و تکبر، ہر طرح کی رعونت و فرعونیت کو دریا بُرد کر کے اُسے حقیقی معنوں میں ناک رگڑنے، مجبورِ محض بن جانے اور منتوں ترلوں کی سطح پر اتر آنے پر مجبور کر دیا... آج وہی امریکہ جو امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد فتوحات کی ڈینگیں مارتا اور طالبان مجاہدین کے فنا ہونے کی خبریں سناتا تھا، اُنہی طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگنے پر مجبور ہے ! بھلا کوئی فاتح بھی مفتوح کو مذاکرات کی میز پر لانے کے لیے اتنے پاپڑ بیلتا ہے جتنے امریکہ ''بہادر'' طالبان کو مذاکرات پر راضی کرنے کے لیے بیل رہا ہے ! پھر یہی امریکہ تھا جس نے اپنے تئیں تورابورا کے پہاڑوں غاروں میں القاعدہ کو دفنا دیا تھا، لیکن آج جماعت قاعدۃ الجہاد کے مجاہدین منظم طور پر دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلتے چلے جا رہے ہیں !

شریعت کی سربلندی کے لیے کفر کا مغلوب اور ذلیل ہونا اولین شرائط میں سے ہے، شیخ رحمہ اللہ نے اس شرط کو اس انداز میں پورا کیا کہ آپ کفر کو جو چوٹیں اور ضربیں لگا کر گئے ہیں 'اُن کے زخم کبھی مندمل نہیں ہوں گے اور طویل عرصہ تک ائمۃ الکفر کو ان زخموں سے اٹھنے والی ٹیسیں اور درد بے حال و بے چین رکھے گا ! اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت اور خوش بختی بھی آپ ہی کے نصیبے میں رکھی کہ کرۂ ارضی پر موجود 'دو سرکش فرعونوں کا سر آپ نے اپنے ہاتھوں سے کچلا ! یہ دونوں اپنے اپنے دور میں ''انا ربکم الاعلیٰ'' کہتے اور پھنکارتے ہوئے زمین میں پھیل گئے تھے لیکن آپ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ان دونوں متکبر طاقتوں کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا ! اللہ نے اپنے اس بندے کے ذریعے ملحد روس کو بھی ریزہ ریزہ، داغ داغ کر چھوڑا اور متکبر امریکہ کو بھی ذلت و خجالت کے گھونٹ پلوائے...

شیخ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد ان پانچ سالوں میں مجاہدین نے بھی اور تحریک جہاد نے بھی بہت سے اتار چڑھاؤ دیکھے...بلا کی سختیاں اور کٹھن آزمائشوں سے بھی سابقہ پیش آیا، قائدین کی شہادتوں کے غم اور مجاہدین کی گرفتاریوں کے دُکھ بھی بے تحاشا جھیلنا پڑے، فوجی آپریشنوں اور بے دریغ بم باریوں کو بھی سہنا پڑا، مسلمانوں کے خون کو کفار کے ہاتھوں بھی ارزاں ہوتا دیکھنا پڑا اور غلاۃ کے جرائم کی بنا پر خونِ مسلم کی بے توقیری بھی سہنی پڑی... مجاہدین کی صفوں میں انتشار و افتراق کے مراحل بھی آئے اور افراط و غلو کے ماروں کے ہاتھوں سے قیادتِ جہاد کی شہادتیں بھی زخم زخم کرتی رہیں... لیکن اس سب کے باوجود اللہ پاک نے اپنے بندوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی تنہا نہیں چھوڑا اور امیر جماعت قاعدۃ الجہاد مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ ورعاہ کے بقول: ''یہ تمام آزمائشیں تو اس حقیقت کا اعلان ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب و سرخرو فرما کر جہاد کے اگلے مرحلوں میں داخل فرما رہے ہیں''... بلاشبہ دنیاوی لالچ اور حرص و ہوس میں گھری ہوئی کسی بھی اجتماعیت پر ایسی دشواریوں اور کٹھنائیوں کا ایک فی صد بوجھ بھی پڑتا تو وہ بکھر کر اور ٹوٹ پھوٹ کر رہ جاتی !... لیکن یہاں تو شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ ورعاہ کی قیادت میں یہ قافلۂ جہاد تمام تر مصائب و آزمائشوں کو انگیز کرتا ہوا چلتا چلا جا رہا ہے اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ سمیت کئی ایک قائدینِ جہاد کے جنتوں کی منزل پر پہنچنے کے باوجود یہ قافلہ ایک لمحے کے لیے بھی نہ ہی رُکا اور نہ ہی بددل ہوا ! ہمیں تو ان شہداء اور سعداء کے راستے پر ہی گامزن رہنا ہے حتیٰ کہ ''شریعت یا شہادت'' میں سے ایک یعنی قرآن مجید کی بابرکت اصطلاح میں 'احدی الحسنیین' حاصل ہو جائے ! ہم میں سے جو بھی نفاذ شریعت اور وفائے رب کے راستے میں اپنی جان پیش کر بیٹھا وہ تو ہے ہی حقیقی کامیاب، ان شاء اللہ ! اور جو بھی پیچھے رہے گا وہ محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی اس قسم کو ہر وقت بہر صورت اپنے پیش نظر رکھے گا کہ :

أقسم بالله العظيم الذي رفع السماء بلا عمد لن تحلم أمريكا ولا من يعيش في أمريكا بالأمن قبل أن نعيشه واقعا في فلسطين وقبل أن تخرج جميع الجيوش الكافرة من أرض محمد صلى الله عليه وسلم

''میں اُس اللہ عظیم و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے آسمان کو بغیر ستون کے بلند فرمایا... نہ تو امریکہ اور نہ ہی امریکہ والے سکون کا سانس لے سکیں گے، جب تک ہم حقیقی معنوں میں فلسطین میں امن و سکون سے نہیں رہیں گے اور جب تک ارض محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام کافر فوجیں نکل نہیں جاتیں''۔

مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے وصال سے تین دن پہلے یعنی ۲۶ ذی القعدہ بمطابق ۳۰ مارچ ۱۹۶۵ء منگل کے دن، بعد نماز فجر، رائیونڈ مرکز میں یہ تقریر فرمائی تھی۔ یہ آپ کی زندگی کی آخری تقریر تھی۔

"دیکھو! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ساری رات مجھے نیند نہیں آئی، اس کے باوجود ضروری سمجھ کر بول رہا ہوں، جو سمجھ کر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے چمکائے گا، ورنہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔

اُمت مسلمہ بڑی مشقت سے بنی ہے، اس کو امت بنانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی مشقتیں اُٹھائی ہیں اور اُن کے دشمنوں یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں کہ مسلمان ایک امت نہ رہیں بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔ اب مسلمان اپنا امت پنا (یعنی امت ہونے کی صفت) کھو چکے ہیں۔ جب تک یہ اُمّت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے۔ ایک پکا مکان نہیں تھا۔ مسجد تک پکی نہیں تھی۔ مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا، مسجد نبوی میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا تھا۔ سب سے پہلا چراغ جلانے والے تمیم داریؓ ہیں۔ وہ ۹ھ میں اسلام لائے اور ۹ھ تک نہ صرف قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عرب کے باہر بھی پھیل چکی تھی اور مختلف قومیں، مختلف زبانیں، مختلف قبیلے ایک اُمت بن چکے تھے۔ پھر یہ اُمت دنیا میں اُٹھی جدھر کو نکلی ملک کے ملک پیروں میں گرے۔ یہ اُمت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان، اپنی برادری، اپنی پارٹی، اپنی قوم، اپنے وطن، اپنی زبان کا حامی نہ تھا۔ مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا۔ بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھا تھا کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔ اُمت جب ہی بنتی ہے جب اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلہ میں سارے رشتے اور سارے تعلقات کٹ جائیں۔ جب مسلمان ایک اُمت تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری اُمت ہل جاتی تھی۔ اب ہزاروں لاکھوں کے گلے کٹتے ہیں اور کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

اُمت کسی ایک قوم اور ایک علاقہ کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ سیکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جڑ کر اُمت بنتی ہے۔ جو کوئی کسی ایک قوم یا ایک علاقہ کو اپنا سمجھتا ہے اور دوسروں کو غیر سمجھتا ہے، وہ اُمت کو ذبح کرتا ہے اور اُس کے ٹکڑے کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محنتوں پر پانی پھیرتا ہے۔ اُمت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی اُمت کو کاٹا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر اُمت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکتیں۔ ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے۔ لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم اُمت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا سکیں گی۔

مسلمان ساری دنیا میں اس لیے پٹ رہا اور مر رہا ہے کہ اُس نے اپنی اُمتی حیثیت کو ختم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی پر پانی پھیر دیا ہے۔ ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ اُمت اُمت نہ رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ اُمت کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اُمت بنائی تھی۔

اُمت ہونے کے لیے اور مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لیے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو، ذکر ہو، مدرسہ ہو اور مدرسہ کی تعلیم ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ایسا ذاکر تھا کہ جب اُس کو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے اُس کی زبان کاٹنی چاہی تو اُس نے کہا سب کچھ کر لو لیکن میری زبان مت کاٹو تاکہ زندگی کے آخری سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کا قاتل میری اُمّت کا سب سے زیادہ شقی اور بدبخت ترین ہوگا اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی۔ حالانکہ اُنہوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا، تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل، فیضی میں تھیں وہ اُمت بننے کے لیے اور خدا کی غیبی نصرت کے لیے کیسے کافی ہو سکتی ہیں؟

حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور اُن کے ساتھی دین داری کے لحاظ سے بہترین نمونہ تھے، وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے اُن کو اپنا بڑا بنا لیا تو شیطان نے وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ، اُن کی بات یہاں کیوں چلے۔ اُنہوں نے اُن کے خلاف بغاوت کرائی، اُن کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیے گئے اور اس طرح خود مسلمانوں نے علاقائی بنیاد پر اُمت کو توڑا، اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا۔ یہ خدا کا عذاب تھا۔

یاد رکھو! "میرا علاقہ" اور "میری برادری" یہ سب اُمّت کو توڑنے والی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جیسے بڑے صحابی سے اس بارہ میں جو غلطی ہوئی (جو اگر دب نہ گئی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں انصار اور مہاجرین میں تفریق ہو جاتی) اِس کا نتیجہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دُنیا ہی میں بھگتنا پڑا، روایات میں یہ ہے کہ اُن کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینہ میں یہ آواز سنائی دی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن قتادۃ رمیناہ بسھم فلم یخط فوادہ

اس واقعہ نے مثال قائم کر دی اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا آدمی بھی اگر قومیت یا علاقہ کی بنیاد پر اپنی اُمتّی حیثیت کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو توڑ کے رکھ دے گا۔

اُمّت جب بنے گی جب اُمت کے سب طبقے بلا تفریق اُس کام میں لگ جائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے ہیں۔ اور یاد رکھو اُمّت کو توڑنے والی چیزیں معاملات اور معاشرت کی خرابیاں ہیں۔ایک فرد یا طبقہ جب دوسرے کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اُس کا پورا حق اُس کو نہیں دیتا یا اُس کو تکلیف پہنچاتا ہے یا اس کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور اُمت ٹوٹتی ہے۔اس لیے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے اُمت نہیں بنے گی۔ اُمّت معاملات اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی جب دوسروں کے لیے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اور اپنے پر تکلیفیں جھیل کے اس اُمّت کو اُمّت بنایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک دِن لاکھوں کروڑوں روپے آئے ،اُن کی تقسیم کا مشورہ ہوا،اُس وقت اُمت بنی ہوئی تھی،یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی قبیلہ یا ایک ہی طبقہ کے نہ تھے بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے وہ لوگ تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے، اُنہوں نے مشورہ سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح پر ہو کہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے والوں کو دیا جائے اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ والوں کو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ والوں کو،اِس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے۔ جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی گئی تو آپ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اس اُمت کو جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مل رہا ہے،اس لیے بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تعلق کو معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ صلی اللہ علیہ سلم سے زیادہ قریب ہوں اُن کو زیادہ دیا جائے جو دوم، سوم، چہارم نمبر پر ہوں اُن کو اُسی نمبر پر رکھا جائے۔اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے،اس کے بعد بنی عبد المناف کو، پھر قصی کی اَولاد کو، پھر کلاب کو، پھر کعب کو، پھر مرّہ کی اولاد کو،اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اُس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلہ کو اسی قدر پیچھے ڈال دیا۔اس طرح بنی تھی امت!

اُمت بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ ہو، پھوٹ نہ پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا جس نے دنیا میں نماز، روزہ، حج، تبلیغ سب کچھ کیا ہو گا مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا، کیونکہ اُس کی کسی بات نے اُمت میں تفریق ڈالی ہو گی اُس سے کہا جائے گا پہلے اپنے اس ایک لفظ کی سزا بھگت لے جس کی وجہ سے اُمت کو نقصان پہنچا اور ایک دوسرا آدمی ہو گا جس کے پاس نماز، روزہ، حج وغیرہ کی بہت کمی ہو گی اور وہ خدا کے عذاب سے بہت ڈرتا ہو گا مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا۔ وہ خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے؟ اُس کو بتایا جائے گا کہ تُو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے اُمت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رُک گیا اور بجائے توڑ کے جوڑ پیدا ہو گیا۔ یہ سب تیرے اُسی لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔

اُمت کے بنانے اور بگاڑنے میں جوڑنے اور توڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے۔ یہ دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے، زبان سے ایک بات غلط اور فساد کی نکل جاتی ہے تو اس پر لاٹھی چل جاتی ہے اور ہنگامہ کھڑا ہو جاتا ہے اور زبان سے نکلی ہوئی ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے۔ اس لیے سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ زبانوں پر قابو ہو اور یہ جبھی ممکن ہے کہ بندہ ہر وقت یہ خیال رکھے کہ خدا ہر وقت اور ہر جگہ اس کے ساتھ ہے اور اس کی ہر بات کو سُن رہا ہے۔

مدینہ میں انصار کے دو قبیلے تھے، اوس اور خزرج، ان میں پشتوں سے عداوت اور لڑائی چلی آ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے اور انصار کو اسلام کی توفیق ملی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اسلام کی برکت سے اُن کی پشتوں کی لڑائیاں ختم ہو گئیں اور اوس اور خزرج شیر و شکر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر یہودیوں نے اسکیم بنائی کہ کسی طرح اُن کو پھر سے لڑایا جائے۔ ایک مجلس میں جس میں دونوں قبیلوں کے آدمی موجود تھے۔ ایک سازشی آدمی نے ان کی پرانی لڑائیوں سے متعلق کچھ شعر پڑھ کر اشتعال پیدا کر دیا۔ پہلے تو زبانیں ایک دوسرے کے خلاف چلیں، پھر دونوں طرف سے ہتھیار نکل آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے جا کر کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کرو گے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مختصر مگر درد سے بھرا ہوا خطبہ دیا جس سے دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا، دونوں روئے اور گلے ملے پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (البقرة: ۱۰۲)

”اے مسلمانو! خدا سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنا چاہئے اور مرتے دم تک پورے پورے مسلم اور خدا کے فرماں بردار بندے بنے رہو“۔

جب آدمی ہر وقت خدا کا خیال رکھے گا اُس کے قہر و عذاب سے ڈرتا رہے گا اور ہر دم اس کی تابعداری کرے گا تو شیطان بھی اُسے نہیں بہکا سکے گا اور اُمّت پھوٹ سے اور ساری خرابیوں سے محفوظ رہے گی۔

وَاعتَصِموا بِحَبلِ اللَّهِ جَميعًا وَلا تَفَرَّقوا ۚ وَاذكُروا نِعمَتَ اللَّهِ عَلَيكُم إِذ كُنتُم أَعداءً فَأَلَّفَ بَينَ قُلوبِكُم فَأَصبَحتُم بِنِعمَتِهِ إِخوانًا وَكُنتُم عَلىٰ شَفا حُفرَةٍ مِنَ النّارِ فَأَنقَذَكُم مِنها(ل عمران:۱۰۳)

''اور اللہ کی رسّی کو یعنی اس کی کتابِ پاک اور اُس کے دین کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رہو، یعنی پوری اجتماعیت کے ساتھ اور اُمت ہونے کی صفت کے ساتھ سب مل جل کر دین کی رسی کو تھامے رہو اور اس میں لگے رہو اور قوم کی بنیاد پر یا علاقہ کی بنیاد پر یا زبان کی بنیاد پر، یا کسی اور بنیاد پر۔ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور اللہ کے اُس احسان کو نہ بھولو کہ اُس نے تمہارے دلوں کی وہ عداوت اور دشمنی ختم کرکے، جو پشتوں سے تم میں چلی آرہی تھی، تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کردی اور تمہیں باہم بھائی بھائی بنادیا اور تم (آپس میں لڑتے وقت) دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، بس گرنے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تھام لیا اور دوزخ سے بچا لیا''۔

شیطان تمہارے ساتھ ہے جو ہر آن تمہیں بہکاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جس کا موضوع ہی بھلائی کی اور نیکی کی طرف بُلانا اور ہر برائی اور فساد سے روکنا ہو

وَلتَكُن مِنكُم أُمَّةٌ يَدعونَ إِلَى الخَيرِ وَيَأمُرونَ بِالمَعروفِ وَيَنهَونَ عَنِ المُنكَرِ ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ المُفلِحونَ(آل عمران:۱۰٤)

اُمت میں ایک گروہ وہ ہو جس کا کام اور موضوع ہی یہ ہو کہ وہ دین کی طرف اور ہر قسم کی خیر کی طرف بلائے۔ ایمان کے لیے اور خیر اور نیکی کے راستہ پر چلنے کے لیے محنت کرتا رہے، نمازوں پر محنت کرے، ذکر پر محنت کرے۔ حضور کے لائے ہوئے علم پر محنت کرے، برائیوں اور معصیتوں سے بچانے کے لیے محنت کرے اور محنتوں کی وجہ سے اُمت ایک اُمت بنی رہے۔

وَلا تَكونوا كَالَّذينَ تَفَرَّقوا وَاختَلَفوا مِن بَعدِ ما جاءَهُمُ البَيِّناتُ ۚ وَأُولٰئِكَ لَهُم عَذابٌ عَظيم(آل عمران:۱۰۵)

''جو لوگ ان ہدایتوں کے بعد بھی شیطان کی پیروی کرکے اور الگ راہوں پر چل کے اختلاف پیدا کریں گے اور اُمت کی حیثیت کو توڑیں گے، تو اُن پر خدا کی سخت مار پڑے گی''۔

وَأُولـٰئِكَ لَهُم عَذابٌ عَظيمٌ

دین کی ساری تعلیم اور ساری چیزیں جوڑنے والی ہیں۔ نماز میں جوڑ ہے، روزہ میں جوڑ ہے۔ حج میں قوموں اور ملکوں اور مختلف زبان والوں کا جوڑ ہے، تعلیم کے حلقے جوڑنے والے ہیں۔ مسلمانوں کا اکرام اور باہم محبت اور تحفہ تحائف کا لین دین یہ سب جوڑنے والی اور جنت میں لے جانے والی چیزیں ہیں اور قیامت میں ان اعمال کے لیے محنتیں کرنے والوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے برخلاف باہم بغض و حسد، غیبت، چغل خوری، توہین و تحقیر اور دل آزاری یہ سب پھوٹ ڈالنے والے اور توڑنے والے اور دوزخ میں لے جانے والے اعمال ہیں اور ان اعمال والے آخرت میں رُوسیاہ ہوں گے۔

يَومَ تَبيَضُّ وُجوهٌ وَتَسوَدُّ وُجوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذينَ اسوَدَّت وُجوهُهُم أَكَفَرتُم بَعدَ إيمـٰنِكُم فَذوقُوا العَذابَ بِما كُنتُم تَكفُرونَ O وَأَمَّا الَّذينَ ابيَضَّت وُجوهُهُم فَفى رَحمَةِ اللَّهِ هُم فيها خـٰلِدونَ(آل عمران:۱۰۶۔۱۰۷)

''جنہوں نے پھوٹ ڈال کے اور پھوٹ والے اعمال کرکے اُمت کو توڑا ہوگا، وہ قیامت کے دن قبروں سے کالے منہ اُٹھیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ تم نے ایمان و اسلام کے بعد کفر والوں کا طریقہ اختیار کیا، اب تم یہاں دوزخ کا عذاب چکھو اور جو ٹھیک راستہ پر چلتے رہے ہوں گے اُن کے چہرے نورانی اور چمکتے ہوئے ہوں گے۔ اور وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں اور جنت میں رہیں گے''۔

میرے بھائیو دوستو! یہ سب آیتیں اس وقت اُتری تھیں، جب یہود نے انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی اور اُن کے دو قبیلوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کردیا تھا۔ اِن آیتوں میں مسلمانوں کی باہمی پھوٹ اور لڑائی کو کفر کی بات کہا گیا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ آج ساری دُنیا میں اُمت کو توڑنے کی کوششیں ہو رہی ہیں' اس کا علاج اور توڑ یہی ہے کہ تم اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی محنت میں لگادو، مسلمانوں کو مسجدوں میں لاؤ، وہاں ایمان کی باتیں ہوں، تعلیم اور ذکر کے حلقے ہوں، دین کی محنت کے مشورے ہوں، مختلف طبقوں کے اور مختلف برادریوں کے اور مختلف زبانوں والے لوگ مسجد نبوی کے طریقہ پر ان کاموں میں جُڑیں۔ ان باتوں سے بچیں جن سے شیطان کو پھوٹ ڈالنے کا موقع ملے، جب تین بیٹھیں تو اس کا خیال رکھیں کہ چوتھا ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ چار پانچ بیٹھیں تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ پانچواں یا چھٹا اللہ ہمارے ساتھ ہی موجود ہے۔ اور وہ ہماری ہر بات سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ ہم اُمّت بنانے کی بات کر رہے ہیں یا اُمت توڑنے کی۔ ہم کسی کی غیبت اور چغل خوری تو نہیں کر رہے، کسی کے خلاف سازش تو نہیں کر رہے۔

یہ اُمّت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون اور فاقوں سے بنی تھی۔ اب ہم اپنی معمولی معمولی باتوں پر اس کو توڑ رہے ہیں، یاد رکھو نماز جمعہ چھوڑنے پر اتنی پکڑ نہیں ہوگی جتنی اُمت کے توڑنے پر ہوگی۔ اگر مسلمان پھر سے اُمت بن جائیں تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے، رُوس اور امریکہ کی طاقتیں بھی اُن کے سامنے جھکیں گی اور اُمّت تب بنے گی جب اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤمِنِيْنَ پر مسلمانوں کا عمل ہو۔ یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلہ میں چھوٹا بننے اور ذلّت و تواضع اختیار کرنے کو اپنائے۔ جب مسلمانوں میں یہ صفت آجائے گی تو وہ دنیا میں اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی کافروں کے مقابلہ میں زبردست اور غالب ضرور ہوں گے چاہے وہ کافر یورپ کے ہوں یا ایشیا کے۔

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

آج کے نوجوان کے لیے قصّۂ یوسف علیہ السلام

شہید مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

جان لیں کہ جو اللہ کے مقرب اور محبوب ہوتے ہیں، ان پر آزمائشیں بھی بہت آتی ہیں۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے: نزدیکاں را بیش بود حیرانی! یعنی مقربینِ بارگاہ کے لیے حیرانی اور پریشانی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اور آزمائش کی بھی مختلف صُورتیں ہوتی ہیں۔

انسان کو کبھی فقر وفاقہ سے آزمایا جاتا ہے اور کبھی سونے چاندی کے انبار دے کر آزمایا جاتا ہے۔ کبھی صحت سے آزمایا جاتا ہے اور کبھی بیماری سے آزمایا جاتا ہے۔ کبھی کچھ دے کر آزمایا جاتا ہے اور کبھی کسی نعمت سے محروم کرکے آزمایا جاتا ہے۔

حضرتِ یوسف علیہ السلام کو پہلے آزمایا گیا بھائیوں کی بے وفائی سے، وطن سے بے وطن کر کے، کنوئیں کی تاریکی میں ڈال کر، بازارِ مصر میں ایک بدوی غلام کی حیثیت سے بولی لگوا کر، وسائل واسباب سے محروم رکھ کر، اور اب آزمایا جارہا ہے خوش حالی اور فراوانی عطا کر کے اور یہیں سے ایک دوسری آزمائش شروع ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بے پناہ حُسن دے رکھا تھا۔

جمال ورعنائی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جو ان کے اندر موجود نہ ہو۔ چہرہ سورج اور چاند کی طرح روشن تھا۔ عصمت وحیاء کی فراوانی نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ جو دیکھتا تھا بس دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ جس حُسن سے سب ہی متاثر ہو رہے تھے اس سے عزیزِ مصر کی بیوی متاثر ہوئے بغیر کیسے رہ سکتی تھی جب کہ آپؑ اس کے گھر میں رہتے تھے۔

وہ آزاد سوسائٹی کی آزاد منش عورت تھی اور آزاد سوسائٹی میں جو کچھ آج ہو رہا ہے وہ کچھ کل بھی ہو رہا تھا۔ کل کے مصر کی داستانیں آج کے یورپ میں بکثرت دہرائی جارہی ہیں، اس وقت بھی ایسی حیاباختہ عورتیں تھیں جو مردوں کی عصمت وعفّت داغ دار کرنے کے دَر پے ہو جاتی تھیں اور آج بھی ایسی عورتیں بے شمار ہیں، جو مردوں کی عزت وآبرو لوٹ لیتی ہیں۔

صرف مرد ہی عورتوں کو اغواء نہیں کرتے، عورتیں بھی مردوں کو اغواء کر لیتی ہیں، عزیزِ مصر کی بیوی حُسنِ یُوسف کو دیکھ کر دِل پر قابو نہ رکھ سکی اور اس نے یوسفؑ کو حاصل کرنے اور انہیں معصیت کی گندگی میں مبتلا کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف متوجّہ کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا مگر وہ خانوادۂ نبوت کے چشم وچراغ کو عفّت وعصمت کے راستے سے ہٹانے میں ناکام رہی۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پوتے اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی آنکھوں کے نور پر زلیخا کا کوئی داؤ نہ چل سکا تو اس نے مکان کا دروازہ بند کر لیا اور یوسف علیہ السلام کو دعوت دی: قَالَتْ هَيْتَ لَكَ، کہنے لگی ''آ بھی جاؤ!''

یوسف علیہ السلام کی جوانی کا زمانہ ہے، دروازہ بند ہے۔ نہ بدنامی کا ڈر ہے نہ قانون کا خوف۔ سامنے شاہی خاندان کی حسین وجمیل عورت ہے جو عشوہ طرازیوں کی بارش کر رہی ہے (عشوہ طرازیاں، معشوق کی دِل فریب اداؤں کو کہتے ہیں) اور مطلوب نہیں بلکہ طالب، معشوق نہیں بلکہ عاشق بن کر آئی ہے اور اس عزم کے ساتھ آئی ہے کہ آج وہ بہر صورت شاد کام (یعنی بامراد وکامیاب) ہو کر رہے گی۔

اُس نے سوچا بھی نہ ہو گا کہ خلوت کی خاموشیوں میں شاہی خاندان کی نوجوان اور خوبصورت عورت اور اس کے حُسن کی بے پناہ نمائش سے یوسف جیسا صحرائی اور بدوی نوجوان اتنی بے توجہی بَرت سکتا ہے۔ وہ جس سوسائٹی میں پلی بڑھی تھی، اس سوسائٹی میں تو ایسے مواقع کو تلاش کیا جاتا تھا، نہ کہ ان سے فرار اختیار کی جاتی تھی۔

عزیزِ مصر کی بیوی نے اپنے حُسن وجمال کو تو دیکھا۔ یوسفؑ کی جوانی اور رعنائی کو تو دیکھا۔ خلوت کی خاموشی اور پردہ داری کو تو دیکھا۔ مگر وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے نورِ دِیدہ (یعنی آنکھوں کے نور) کے ایمان ویقین اور عفّت وعصمت کے جوہر کو نہ دیکھ سکی۔

اس بے چاری کو کیا خبر تھی کہ جس انسان کے دِل میں اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا یقین پیدا ہو جائے، اس کی خلوت وجلوت ایک ہو جاتی ہے، اسے رقیب کا ڈر اور قانون کا خوف برائی سے نہیں روکتا، بلکہ اسے صرف اور صرف مالکِ حقیقی کا خوف گناہ کی گندگی میں آلودہ ہونے سے بچا لیتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر کی بیوی کی ترغیب اور دعوتِ گناہ کے جواب میں صرف دو باتیں کہیں، ایک یہ کہ میں اس ذات کی پناہ مانگتا ہوں جس کا اسم جلالت اللہ ہے۔ اللہ کی پناہ مانگ کر آپ نے زلیخا کو بتایا کہ جس اللہ کو میں مانتا ہوں وہ دن کے اُجالے میں بھی دیکھتا ہے اور رات کی تاریکی میں بھی دیکھتا ہے۔ وہ تنہائی کی سرگوشیوں سے بھی باخبر ہے اور بازار کی مجلس آرائیوں سے بھی اسی کی پناہ اور اسی کا حصار مجھے معصیت کی غلاظت سے بچا سکتا ہے۔ دوسری بات آپ نے اسے یہ سمجھائی کہ میں اِحسان شناس ہوں، احسان فراموش نہیں۔ میں اپنے اس محسن سے خیانت کیسے کر سکتا ہوں، جس نے مجھے غلام بنا کر رکھنے کی بجائے عزت وحُرمت عطا کی ہے۔ اگر میں ایسا کروں تو یہ ظلم ہو گا، اور ظالم کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔

قرآنِ کریم میں ہے، آپؑ نے فرمایا:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لاَ يُفْلِحُ الظَّالِمُونَo

''یوسف علیہ السلام نے کہا اللہ کی پناہ! بلاشبہ وہ (عزیزِ مصر) میرا مربّی ہے، جس نے مجھے کو عزت سے رکھا، بلاشبہ ظالم فلاح نہیں پاتے۔'' (سورۃ یوسف: ۲۳)

یہاں سے ایک سبق یہ بھی ملا کہ گناہ سے بچنے کے لیے انسان کو اپنی حد تک کوشش ضرور کرنی چاہیے وہ جب کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی کی مدد شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے مالک وخالق کے احسانات کا مراقبہ کیا پھر زلیخا کو سمجھانے کی

کوشش کی، اس پر بھی وہ باز نہ آئی بلکہ دست درازی پر اُتر آئی تو آپ وہاں سے بھاگے۔ سب دروازے مقفّل تھے (یعنی تالے لگے ہوئے تھے)، فرار کا کوئی راستہ نہ تھا مگر جو کچھ اپنے بس میں تھا، اس سے گریز نہیں کیا، قدم اٹھا لیے، دروازے کی طرف دوڑ لگا دی، تب اللہ کی رحمت متوجّہ ہوئی، قفل (تالے) ٹوٹتے گئے اور دروازے کھلتے گئے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید

خیرہ یوسفؑ وار می باید دوید

یعنی اگرچہ دنیا میں کوئی بھی راستہ نظر نہ آئے تو بھی یوسف علیہ السلام کی طرح دوڑ لگا دینی چاہیے۔ وہ اللہ جس کے ڈر سے آپ گناہ سے بھاگیں گے وہ اپنے فضل و کرم سے خود بخود راستہ کھول دے گا۔

انسان ہمت بھی کرے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرے تو رحمتِ حق ضرور متوجّہ ہو گی۔

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میں تو گناہ گار ہوں، میری دعا کیسے قبول ہو گی، وہ مالک بڑا رحیم و کریم ہے۔ اسے جب کوئی گناہ گار بھی پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کو بھی قبول کرتا ہے۔ مولانا رُوم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

چوں بر آرند از پریشانی حنین

عرش برزد از انین المذنبین

ایں چنیں سرزد کہ مادر بَر ولد

دست شاں گیرد ببالا مے کشد

یعنی گنہگار انسان جب ندامت و پریشانی سے روتا ہوا اللہ کو پکارتا ہے، تو عرشِ عظیم اس طرح کانپ اٹھتا ہے، جیسے ماں اپنے بچے کے رونے پر کانپ جاتی ہے... اور ربّ کریم اس کا ہاتھ پکڑ کر بلندی اور اپنا قرب عطا فرما دیتے ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ انسان ہمت کرے اور اللہ سے دعا بھی کرے تو اللہ کی رحمت اس کی طرف ضرور متوجّہ ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی، اور بے مثال ہمت و استقامت اور ضبطِ نفس کا ثبوت بھی دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے گناہ سے بچنا آسان کر دیا۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ اکیلی عزیزِ مصر کی بیوی ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں مبتلا نہیں تھی بلکہ شاہی خاندان کی دوسری عورتوں نے بھی جب حُسنِ یوسف کو قریب سے دیکھا تو وہ بھی ان پر ڈورے ڈالنے لگیں، البتہ عزیزِ مصر کی بیوی نے یہ دھمکی بھی سرِ عام دے ڈالی تھی کہ اگر یوسف نے میری بات نہ مانی تو میں اس جیل میں ڈلواؤں گی، اور یہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

یہاں سے ایک تو اس وقت کی مصر کی گندی سوسائٹی کا اندازہ ہوتا ہے کہ شاہی خاندان کی ساری عورتیں ایک عفیف اور پارسا نوجوان کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں بلکہ ان میں سے ایک سب کے سامنے کہہ رہی ہے کہ اگر یوسف نے اس گندگی میں مبتلا ہونے سے انکار کر دیا تو میں اس سے اس کی آزادی چھین لوں گی، اسے ذلت سے دوچار کر دوں گی... انسان جب اپنے مقام سے گرتا ہے تو کتنا گرتا ہے؟ اِس کا اندازہ مصر کے ''شرفا'' کی ان منتخب اور ''معزز'' خواتین کے کردار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

دوسری عبرت کی بات جس کی طرف توجّہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ انسان کو اپنی دولت اور پرانے اختیارات پر کتنا ناز ہوتا ہے کہ اپنی حماقت کی وجہ سے سمجھنے لگتا ہے کہ کسی سے عزت کا چھیننا اور اس ذلت سے دوچار کرنا یہ تو بس میرے اختیار میں ہے حالانکہ جسے اللہ عزت دینا چاہتا ہے اس سے کوئی عزت نہیں چھین سکتا۔ یوسف علیہ السلام اس کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ اپنے مالکِ حقیقی سے التجا کی:

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ

''اے میرے پروردگار! جس بات کی طرف یہ مجھ کو بلاتی ہیں مجھے اس کے مقابلے میں قید خانہ زیادہ پسند ہے۔'' (سورۃ یوسف: ۳۳)

یوسف علیہ السلام نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ عزیزِ مصر کی بیوی سے خطاب کرتے یا ان ان عورتوں کو گفتگو کا موقع دیتے بلکہ آپ نے اپنے اللہ کو پکارا، اور یوں ان سب پر واضح کر دیا کہ تمہاری باتوں سے متاثر اور مرعوب ہونا، تو دُور کی بات ہے، میں تمہارے جیسی آزاد منش عورتوں کے ساتھ بات کرنے کا بھی روادار نہیں اور یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم و خطا کے جیل بھیج دیا گیا!

انتخاب از: ندائے منبر و محراب، جلد ۵

☆☆☆☆☆

(قارئینِ کرام! یہاں یہ نقطہ نہایت قابلِ غور ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل جانا پسند کر لیا مگر اس گناہ کی جانب مائل نہ ہوئے جس پر آپ کو یہ عورتیں بلا رہی تھیں، اور یہ عورتیں کوئی عام عورتیں نہ تھیں بلکہ اس زمانے کے سب سے اونچے خاندان یعنی شاہی خاندان کی عورتیں تھی، اس زمانے کی سب سے زیادہ ناز و نعم میں پلی حسین و جمیل شہزادیاں تھیں، جن کے پاس حُسن بھی تھا اور سٹیٹس بھی، مال و دولت بھی تھا اور اچھا حسب و نسب بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا ہی ایمان اور تقویٰ عطا فرمائیں، آمین، بلاشبہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے قصے میں آج کے نوجوانوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ مدیر)

اہلِ حق اور اہلِ باطل کے مابین دورانِ معرکہ مشاورت نہیں ہوتی!

عرب دنیا میں تبدیلیوں کے حوالے سے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کا امت مسلمہ کے نام آخری پیغام

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا وسيأات اعمالنا من يهدى الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريكَ له واشهد ان محمداً عبده و رسوله

ہر تعریف اللہ کے لیے ہے ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفوس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی بھی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

امابعد: میری امّتِ مسلمہ!

آج ہم (مسلم دنیا میں تبدیلی کے واقعات کے) اس عظیم تاریخی واقعے کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس خوشی، سرور وتازگی اور فرحت میں آپ کے ساتھ شریک ہیں، آپ کی خوشی سے ہی ہماری خوشی اور آپ کے دکھ سے ہی ہمارا دکھ وابستہ ہے۔ یہ کامیابیاں آپ کو مبارک ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کے شہدا پر رحمت نازل کرے اور زخمیوں کو صحت دے اور اسیروں کو رہا کرائے۔

وبعد:

هلت بمجدبنى الاسلام أيام-----واختفى عن بلاد العرب حكام

طوت عروش حتى جاء نا خبر-----فيه مخايل للبشرى واعلام

''فرزندانِ اسلام کی عظمت کے ایام چمکنے لگے اور عرب ممالک سے وہ حکام غائب ہونے لگے جنھوں نے مسندیں سنبھالی ہوئی تھیں، حتیٰ کہ ہمارے سامنے ایسی علامتیں ظاہر ہونے لگیں جن میں خوش خبری کے پیغامات ہیں''۔

مشرق سے آنے والی فتح کے آثار واضح تھے اور امت اس فتح کے لیے سراپا انتظار تھی ...اسی دوران ایک عجیب انقلاب کا سورج مغرب سے طلوع ہو گیا، اس کی کرنیں تیونس سے روشن ہوئیں تو اُنہوں نے امت کی آنکھوں میں اپنے لیے مانوسیت پائی، لوگوں کے چہرے چمک اُٹھے، حکمران غصے میں لال پیلے ہونے لگے اور یہود بے بہبود آنے والے خطرات سے دہشت زدہ ہو گئے ______ طاغوت کے گرنے سے مسلمانوں پر چھائی ذلت، غلامی اور خوف وپسپائی کی تمام نشانیاں بھی مٹ گئیں ______ اور اُنہوں نے حریت وعزت، جرأت اور پیش قدمی کے اسباق دہرانا شروع کیے۔ طواغیت سے آزادی کی چاہت لیے تبدیلی کی ہوائیں چل پڑیں۔ تیونس اس معاملے میں بازی لے گیا۔ پھر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ کنعانہ (مصر) کے شاہسوار تیونس کے باسیوں سے شمعِ آزادی کی ایک چنگاری تحریر اسکوائر میں لے آئے، یہاں بھی ایک عظیم تبدیلی رونما ہوئی، اور تبدیلی بھی کیسی! یہ تبدیلی مصر اور تمام امت کے لیے اس شرط پر عطا ہوئی ہے کہ یہ اپنے رب کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ یہ تبدیلی بعام ولباس کی تبدیلی نہیں بلکہ یہ عزت وغیرت کی تبدیلی تھی، جود وسخا کی تبدیلی تھی، جس نے نیل کے شہروں اور دیہاتوں کو زمیں تا فلک روشن کر دیا، فرزندانِ اسلام کے سامنے ان کی عظمتوں کو واشگاف کر دیا اور انہیں اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ یاد دلا دی۔ وہ قاہرہ کے تحریر اسکوائر میں مشعلیں تھامے کھڑے رہے تاکہ وہ ظالم حکومتوں پر قہر ڈھائیں، انہوں نے باطل کے سامنے کھڑے ہو کر اسے مقابلے کے لیے دعوت مبارزت دی، اس کے سپاہیوں سے ڈرے نہیں، انہوں نے عہد کیا اور پھر اسے پورا کیا۔ اب حوصلے بڑھ رہے ہیں اور بازوؤں میں نئی قوت انگڑائیاں لے رہی ہے۔

ہر خطے میں طاغوت سے آزادی کے متوالوں کے لیے پیغام:

فتح کی طرف اٹھتے قدم رکنے نہ پائیں، مذاکرات کے جال میں پھنسنے سے بچیۓ اس لیے کہ اہل حق اور اہل باطل کے درمیان دورانِ معرکہ مشاورت نہیں ہوتی، ایسا کبھی سوچیے بھی نہیں! یاد رکھیے اللہ نے ان دنوں میں ملنے والی کامیابیوں کی صورت میں آپ پر احسان کیا ہے، جن کے بعد آپ ہی ان کامیابیوں کے ثمرات کو سمیٹنے والے ہوں گے اور حالات کی لگام آپ کے ہاتھ میں ہی ہوگی، امت نے آپ کو اسی عظیم فتح کے لیے بچار کھا ہے سو اب بڑھتے رہیے اور تنگیٔ حالات سے مت گھبرائیے۔

بدأالمسير الى الهدف-----والحرفى عزم زحف

والحران بدأالمسير-----فلن يكل ولن يقف

''ہدف کی جانب پیش قدمی شروع ہو چکی اور مردِ حُر پختہ عزم کے ساتھ پیش قدمی کرنے لگا ہے۔ اور جب مردِ حُر پیش قدمی کرنے لگے تو پھر نہ وہ تھکتا ہے اور نہ ہی وہ رکتا ہے''۔

یہ قافلہ نہیں رکے گا جب تک کہ اللہ کے اذن سے مطلوبہ اہداف حاصل نہ ہو جائیں اور امت کی امیدیں برنہ آئیں۔ یہ تبدیلی سنگِ میل کی حیثیت کی حامل ہے، مجروحوں اور زخمیوں کی امیدوں کا مرکز ہے، آپ نے امت سے ایک بڑی مصیبت دور کی ہے اللہ تمہارے مصائب دور کرے، آپ امیدوں کے محور ہیں، اللہ آپ کی امیدیں برلائے۔

وقف السبيل بكم كوقفة طارق-----اليأس خلف والرجزء أمام

وتردبالدم عزه أخذت به-----ويموت دون عرينه الضر غام

من يبذل الروح الكريم لربه-----دفعا لباطلهم فكيف يلام

''تم رات کے مسافر کی مانند ہو، جو مایوسی پیچھے چھوڑ آیا ہے اور جسے صبح کی امید ہے۔ خون بہے گا تب ہی کھوئی ہوئی عزت واپس ملے گی۔ شیر اپنی کچھار کے بچاؤ میں جان دے دیتا ہے

توجواپنی پاکیزہ جان اپنے رب کی رضا کے حصول میں باطل کو پیچھے دھکیلنے میں کھپادے، اُسے کیوں کر ملامت کی جاسکتی ہے؟''۔

اے فرزندانِ امت:

تمہارے سامنے پر خطر راستوں کا چوراہا ہے، اور امت کی یہ بیداری، اسے اللہ سے باغی حکمرانوں کی خواہشات، اُن کے وضع کردہ قوانین اور صلیبی تسلط کی غلامی سے آزادی دلانے کا تاریخی اور نادر موقع ہے۔ اس موقع کو ضائع کردینا بڑا گناہ اور بہت بڑی نادانی ہوگی کیونکہ امت اس موقع کی کئی دہائیوں سے منتظر تھی للہٰذا اس موقع کو غنیمت جانو، سارے بت توڑ ڈالو اور عدل وایمان کو قائم کردو۔

میں مخلص ساتھیوں کو یاد دہانی کراتا ہوں کہ ایسی مجلس کا قیام جو عامۃ المسلمین کو تمام اہم امور پر رائے اور مشورہ فراہم کرے، شرعی طور پر واجب ہے۔ یہ مجلس اُن باغیرت افراد کے لیے اور بھی زیادہ ضروری ہے جنہوں نے بہت پہلے اِن ظالم حکومتوں کا جڑ سے خاتمہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا تھا، ایسے افراد جنہیں عامۃ المسلمین کا وسیع تر اعتماد حاصل ہے۔ اب انہیں چاہیے کہ ظالم حکام کے تسلط سے بچتے ہوئے اس منصوبے کو شروع کریں، اس پر فوری عمل درآمد کی سبیل نکالیں اور ایسے گروہ ہمہ وقت موجود رہیں جو موجودہ واقعات کے تسلسل کو برقرار رکھیں۔ اس کا مقصد یہ ہو کہ ایسی ہمہ جہت کارروائی کی جاسکے جس کے ذریعے امت کے تمام مسائل حل ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ امت کے عالی دماغوں کی تجاویز سے استفادہ کیا جائے، اہلیت کے حامل تحقیقی مراکز اور اہلِ علم و معرفت میں سے فکر و فہم رکھنے والوں کی مدد حاصل کی جائے۔ اسی طرح اُن لوگوں کی نصرت کی جاسکتی ہے جو امت پر مسلط طواغیت کو زوال سے دوچار کرنے کی جدوجہد میں شریک ہیں، جن کے جگر گوشے قتل وغارت گری کا شکار ہو رہے ہیں۔ اسی نہج پر کئی عشروں سے مسلط حکمرانوں اور ان کے قریبی افراد سے گلوخلاصی حاصل کرنے والی اقوام اس تبدیلی کے ثمرات کو سمیٹ سکتی ہیں اور اُنہیں اس کے اہداف حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ اقدامات کی راہ نمائی فراہم کی جاسکتی ہے۔

ایسے ہی جن خطوں میں عامۃ المسلمین ابھی تک بیدار نہیں ہوئے اُنہیں بیداری کے لیے تیار کرنے، وہاں تبدیلی کے عمل کی ابتدا کرنے اور اس سے پہلے ضروری تیاریوں کے سلسلے میں ان کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ تاخیر سے موقع کھودینے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جب کہ درست اور مناسب وقت سے پہلے پیش قدمی کی صورت میں زیادہ قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تبدیلی کی یہ ہوائیں باذن اللہ سارے ہی عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔ چنانچہ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر پیش آمدہ حالات سے پیدا ہونے والی صورت حال کے مطابق حکمتِ عملی وضع کرنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ کسی بھی حتمی اقدام سے قبل ایسے مخلص ماہرین سے ضرور مشورہ کرلیں جو نہ بیچ کی راہیں تلاش کرنے کے متمنی ہوں اور نہ ہی ظالم حکمرانوں کی چاپلوسی کرتے ہوں۔

الرأی قبل شجاعة الشجعان-----هو اول وهی المحل الثانی

''بہادروں کی بہادری سے پہلے مشورہ اہم ہے، کہ پہلے رائے اور پھر بہادری کا کام ہے''۔

اے میری محبوب امّتِ مسلمہ:

یقیناً آپ نہیں بھولے ہوں گے کہ چند دہائیوں قبل بھی کئی انقلابی مظاہرے ہوئے تھے، لوگ ان سے بہت مسرور ہوئے مگر پھر کچھ ہی عرصے بعد انہیں ان کے ہولناک نتائج بھگتنا پڑے، چنانچہ آج امّت کے اندر آنے والی تبدیلیوں کو بہکنے، زائل ہونے اور ظلم سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ بنیادی حیثیت کے حامل تمام میدانوں میں شعوری کوشش کرکے طاغوت سے آزادی اور نظام کی تبدیلی کے درست مفاہیم زیادہ سے زیادہ اجاگر کیے جائیں۔ اُن میں سب سے اہم اسلام کا پہلا رکن توحید ہے، اور اس موضوع پر لکھی جانے والی اچھی کتابوں میں سے یہ کتاب' جو استاذ محمد قطب کی تصنیف ہے ''مفاہیم ینبغی ان تصحح''(وہ مفاہیم جن کی تصحیح ہونی چاہیے)' کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

ماضی میں فرزندان امت کی اکثریت کی طرف سے ہی وہ شعوری کوتاہی برتی گئی جس کے نتیجے میں یہ فسادزدہ تہذیب ہم پر مسلط ہوگئی اور اس تہذیب کی اقدار کو کئی دہائیوں سے ہمارے اوپر مسلط حکمران مستحکم کررہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے اور امت کے دیگر مصائب محض اسی المیے کے کڑوے پھل ہیں۔ مغرب کی طرف سے مسلط کردہ اس تہذیب کے نتائج ہمارے حق میں بہت ہی بھیانک نکلے ہیں، ان نتائج میں ذلت ورسوائی، عاجزی وبے بسی، اپنے اوپر مسلط حکمرانوں کی مکمل غلامی' جو درحقیقت اللہ کے بجائے اُن کی عبادت کے مترادف ہے'، اُن کے حق میں اہم دینی ودنیاوی حقوق سے دستبرداری، تمام اعلیٰ اقدار، اصول وضوابط اور شخصیات کو انہی حکمرانوں کے ذاتی محور کے گرد گھمانا شامل ہیں۔ چنانچہ یہ سب باتیں تو انسان سے اس کی انسانیت تک چھین لیتی ہیں اور اسے حکمران اور اُس کی خواہش کے پیچھے بلاادراک وبصیرت بگٹٹ دوڑنے والا بنا دیتی ہیں۔ نتیجتاً ہر فرد ایسا چاپلوس بن جاتا ہے، 'اگر لوگ اچھا کریں گے تو وہ بھی اچھا کرے گا اور اگر لوگ برا کریں گے تو وہ بھی برا کرے گا'۔ یہ فلسفہ اُس کی فطرتِ ثانیہ بن جاتا ہے۔ یہی چیز اُسے اُس پتھر جیسا بنا دیتی ہے جو ٹھوکروں کی زد میں ہو کہ جس کے ساتھ حکمران جیسا چاہیں سلوک کرے۔ ہمارے ملکوں میں اسی قسم کے لوگ ظلم واستبداد کی بھینٹ چڑھے ہوئے ہیں، جنہیں حکمران اس لیے سڑکوں پر نکال لاتے ہیں کہ وہ اُن کے ناموں کے نعرے بلند کریں، اُن کی حفاظت کے لیے مورچے مضبوط کریں۔ ان حکمرانوں کی اولین کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگ اپنے ان اساسی حقوق سے بھی دستبردار ہو جائیں جو انہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب کرلیں اور اہم

امورِ عامہ میں ان کے کردار کو محدود کرنے کے لیے سرکاری دینی اداروں اور ذرائع ابلاغ کی باہم کوششوں کے ذریعے ایسا نظام وضع کیا جواُن (حکمرانوں کے افعال) کو قانونی رنگ دے۔ اُن کی چالوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دیں،اُن کی عقلوں کو ماؤف کردیا،'بلند عزائم' جیسے الفاظ کواُن کے لیے اجنبی بنادیا،ان میں حکمرانی کے بت کی عبادت کورائج کیا۔ پھر جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہوئے اپنےان کریہہ افعال کو دین کالبادہ بھی اوڑھادیااور وطن کے نام کی بنیاد بھی فراہم کی تاکہ لوگ ان کا احترام کریں، انہیں اپنے دلوں کی گہرائیوں میں بٹھالیں، قوم کے اکابرانہیں مقدس قرار دیں، حتیٰ کہ وہ اطفالِ نوعمر بھی اس فتنہ سے محفوظ نہیں جو ہمارے ذمے امانت ہیں اور جو فطرت پر پیدا ہوئے،اُنہوں نے شقاوت قلبی اور بے رحمی کے ساتھ اُن کی فطرت کو بھی چھین لیا۔انہی حالات کی ستم ظریفیوں میں جوان بوڑھا ہوگیا اور بچہ جوان ہو جب کہ سرکش اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے،اور کمزور اپنی کمزوری میں اور بڑھ گئے۔

اب تم کس بات کا انتظار کررہے ہو؟! اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بچالو کہ اب موقع میسر ہے، خصوصاً اس لیے بھی کہ جوانان امت انقلابات کی تکالیف و مشکلات اور طاغوتوں کی گولیوں اور تشدد کو برداشت کررہے ہیں، پس انہوں نے قربانیاں دے کر راہ ہموار کردی ہے اور اپنے لہو کے ذریعے طاغوت سے آزادی کا پل قائم کردیا ہے۔ عمر کے بہترین حصے میں ان جوانوں نے ذلت اور مغلوبیت کی دنیا کو طلاق دے دی، عزت یا قبر سے رشتہ جوڑ لیا۔ کیا جابر حکمران اس بات کا شعور رکھتے ہیں کہ اب عوام نکل کھڑی ہوئی ہے اور اب اس وقت تک نہیں لوٹے گی جب تک سارے وعدے پورے نہ ہو جائیں، باذن اللہ تعالیٰ۔

آخر میں کہوں گا کہ ہمارے ممالک میں ظلم اپنی انتہا کو پہنچ چکا اور ہم نے اس کا انکار اور مقابلہ کرنے میں بہت تاخیر کردی ہے لہٰذا اب جو شروع کرے تو اسے پورا کرے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور جس نے اب تک شروع نہیں کیا تو وہ حالات کے مطابق تیاری کرے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صحیح حدیث میں غور کریں جس میں انہوں نے فرمایا:

ما من نبی بعثه الله فی امة قبلی الا کان له من امته حواریون وااصحاب یاخذون بسنته ویتقیدون بأمره،ثم انها تخلف من بعدهم خلوف یقولون مالایفعلون،ویفعلون مالا یؤمرون،فمن جاهدهم بیده فهو مومن،ومن جاهدهم بلسانه فهو مومن ،ومن جاهدهم بقلبه وهو مومن ،ولیس وراء ذلک من الایمان حبه خردل

''مجھ سے پہلے جس امت میں بھی اللہ نے کوئی نبی بھیجا تو اس کی امت میں اس کے کچھ حواری اور ساتھی ضرور ہوتے جو اس کی سنت پر چلتے اور اس کے حکم کی پابندی کرتے، پھر ان کے بعد کچھ ناخلف آئے (جن کا طرز عمل یہ تھا کہ) جو کہتے وہ کرتے نہیں، اور کرتے وہ جس کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا۔ تو جس نے ان سے اپنے ہاتھ کے ذریعے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان سے اپنی زبان کے ذریعے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے ان سے اپنے دل کے ذریعے جہاد کیا وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

سیدالشهداء حمزه بن عبدالمطلب ،ورجل قام الی امام جائز فأمره ونهاه فقتله

''شہدا کے سردار حمزہ بن عبد المطلب ہیں اور وہ شخص بھی جو جابر حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) منع کیا اور اس (حکمران) نے اُسے قتل کردیا''۔

جو اس عظیم ارادے سے نکلا اسے مبارک باد، کہ اگر وہ قتل کیا گیا تو سید الشہداء ہے اور اگر وہ زندہ رہا تو عزت و آبرو اور غیرت و حمیت کے ساتھ رہا، لہٰذا حق کی مدد کریں اور ذرا بھی پریشان نہ ہوں۔

فقول الحق للطاغی------هوالعز هوالبشری

هوالدرب الی الدنیا------هوالدرب الی الأخری

فان شئت فمت عبدا------وان شئت فمت حرا

طاغوت کے سامنے کلمہ حق کہنا ______ یہی عزت ہے یہی بشارت ہے

یہی دنیا میں (عزت سے) جینے کا راستہ ہے ______ یہی آخرت کی کامیابیوں طرف جانے کا راستہ ہے

سو اب چاہو تو غلامی میں ہی مر جاؤ ______ اور چاہو تو حریت اور آزادی کی موت پالو

یااللہ! اپنے دین کی مدد کرنے والوں کو فتح مبین عطا فرما اور انہیں صبر، سیدھی راہ اور یقین عطا فرما۔

یااللہ! اس امت کو ہدایت کا ایسا معاملہ عطا فرما جس میں تیرے فرماں بردار معزز اور نافرمان رسوا ہو جائیں، جس میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں حسنات دے اور آخرت میں بھی حسنات دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

اے اللہ! ہماری کمزوری کو قوت سے بدل دے اور ہماری کوتاہی دور فرما اور ہمارے قدم جمادے۔

اے اللہ! مقامی اور عالمی ظالم حکمرانوں کو پکڑ اور کافر و مشرک اقوام کے خلاف ہماری مدد فرما۔

وآخردعوانا أن الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا شیخ عطیۃ اللہ اللیبی رحمہ اللہ کے نام مکتوب

مترجم: سید محمد صائم

زیرِ نظر خط امریکیوں کی جانب سے نشر کیے گئے محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے خطوط میں سے ایک ہے جو آپ نے جماعت قاعدۃ الجہاد کے مرکزی ذمہ دار شیخ محمود (شیخ عطیۃ اللہ رحمہ اللہ) کے نام لکھا۔ اس خط کو امریکی انتظامیہ نے SOCOM-2012-0000010-HT کے عنوان سے نشر کیا ہے اور اس پر ۲۶ اپریل ۲۰۱۱ء کی تاریخ درج ہے، یعنی شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے یہ خط اپنی شہادت سے صرف پانچ دن پہلے تحریر فرمایا تھا۔ اللہ پاک اس خط کو امتِ مسلمہ کے لیے فائدے کا سبب بنائے اور ہمارے مترجم ساتھی کے لیے توشۂ آخرت کرے، آمین (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

محبوب و ہر دل عزیز بھائی، شیخ محمود حفظہ اللہ کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ کو یہ خط آپ کی، آپ کے اہل و عیال اور تمام بھائیوں کی بہترین ایمان و صحت کی حالت میں موصول ہو گا۔

مجھے آپ کا پہلا اور دوسرا پیغام موصول ہوا، اس کے اندر جو کچھ بھی موجود تھا، اللہ تعالیٰ اس پر آپ کو بھرپور اجر دے۔ اولاً، اس حالیہ عرصہ میں درپیش آنے والے کچھ اہم واقعات پر کچھ باتیں پیش کرنا تھیں۔ ان میں بھی سب سے اہم نقطے یعنی 'ظالموں کے خلاف عوامی انقلاب کے برپا کرنے کی مہم' پر بات کرنا چاہوں گا، اور اس کے لیے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ان انقلابات کو اسلام کی بحالی اور عظمت کا باعث بنائے۔

آج ہم جو پے درپے انقلابات دیکھ رہے ہیں، یہ ایک بڑا اور عظیم معرکہ ہے۔ اور اس کے بہت امکان ہیں کہ حقیقت اور تاریخ کے مطابق، اللہ کے اذن سے یہ مسلم دنیا کے ایک بڑے خطے میں پھیلیں گے۔ اللہ کے فضل سے حالات تیزی سے مسلمانوں کے امریکی تسلط سے باہر نکلنے کی سمت رواں ہیں۔ اور امریکیوں کی پریشانی بھی دیدنی ہے، جو کہ ہمارے لیے اچھی بات ہے۔ امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ نے یمن کے دورے میں اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ ''ہمیں خوف ہے کہ یہ خطہ مسلح اسلام پسندوں کے ہاتھ میں نہ چلے جائے'' اور یہ تنبیہ علی عبد اللہ صالح اور دیگر حکمرانوں کی طرف اشارہ تھی جب صرف تیونس میں انقلاب برپا ہوا تھا، یعنی مصر کے انقلاب سے پہلے جس میں بعد ازاں حسنی مبارک کو اقتدار سے ہٹادیا گیا تھا۔ اس خطے کے باقی ظالم و جابر حکمرانوں کے تختہ کا الٹایا جانا بھی اب، اللہ کے اذن سے یقینی ہو چکا ہے، اور یہ اس امت کے لیے ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔

یہ واقعات ان چند اہم ترین (خوش گوار) واقعات میں سے ہیں کہ جو امت مسلمہ نے صدیوں تک انتظار کے بعد دیکھے ہیں۔ جب سے یہ امت اس دور (غلامی) کا شکار ہوئی ہے، اس دوران میں اس نے اپنی نجات کے لیے اتنی بڑی تحریکیں نہیں دیکھی تھیں جو اللہ کے فضل سے ان دنوں میں برپا ہوئی ہیں۔ اور یہ بات تو معروف ہے کہ موثر اور مقبول تحریکیں ہر حال میں حالات بدل دیتی ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی کوششیں اور توانائیاں مسلمانوں کی تربیت اور درست سمت متعین کرنے میں صرف کریں اور انہیں اس بات سے آگاہ کریں کہ ادھورے راستوں (جمہوریت وغیرہ) سے ہوشیار رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم ان کو اچھی نصیحتیں کریں، تو اگلا مرحلہ اسلام کے نام ہو گا، باذن اللہ۔

اس بات کا ادراک رکھیے کہ ادھورے راستوں کی طرف بلانے والی اخوان جیسی تحریکوں نے گزشتہ سالوں میں اپنے اراکین میں درست عقائد کی وسیع ترویج دیکھی ہے، خصوصاً اس کے نوجوان طبقے میں۔ ایک اخوان کے کارکن نے اس کیفیت کا تذکرہ ایک طویل سوال کی صورت میں شیخ ابو محمد (شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ) سے کیا۔ اسی طرح میڈیا ذرائع سے اس بات کا بھی اندازہ ہوا ہے کہ اخوان میں اتباعِ سلف کا مزاج کافی پروان چڑھ چکا ہے۔ لہٰذا اخوان اور اس جیسی تنظیموں کے درست منہج کی طرف پلٹنے کی امید ہم بتدریج وقت کے ساتھ کرتے ہیں، باذن اللہ۔ جتنی زیادہ توجہ اسلامی فہم و فکر سمجھانے پر دی جائے گی، اتنی ہی جلدی وہ صحیح سمت پر گامزن ہوں گے، تو آج کی اسلامی تحریکوں کی تربیت اور ان کی صحیح سمت متعین کرنے میں محنت شاقہ اور کامل توجہ درکار ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھا جائے کہ کئی دہائیوں سے بھٹکی ہوئی راہوں پر چلنے والے امت کے بیٹوں سے نرم گوئی اور حسنِ اخلاق سے تعلق رکھنا بہت ضروری ہے۔

یہ ایسی ذمہ داری ہے جو بلاشبہ عظیم حکمت کی متقاضی ہے کیونکہ اسی سے امت کا مقدر جڑا ہوا ہے، اس ذمہ داری کے لیے ایسے اہل افراد کی ضرورت تھی جو علمِ دین سے پوری طرح آراستہ ہوں اور اس منظم شریعت کے مطابق فیصلے کرنے والے ہوتے، لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں نے گزشتہ پیغامات میں بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مسلمان اپنی قوم سے علما اور سمجھ دار افراد کو چن لیں، جو کہ ایک شوریٰ کا قیام کریں جس کا کام امت کے مسائل کے حل تلاش کرنا ہو اور جو عام مسلمانوں کی راہنمائی و معاونت اپنی ہدایات، آرا اور نصیحتوں سے کریں۔ لیکن جب انہوں نے اپنا فرض نبھانے میں کوتاہی کی اور جب امت ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو گئی تب یہ ہم 'مجاہدین' پر لازم ہو گیا کہ اس فرض کو نبھائیں اور اس مقصد کو پانے کے لیے جتنا ہو سکے ہم کر گزریں، جو ایمان کے بعد ہم پر سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ تاکہ یہ امت اللہ کے اذن سے آزاد ہو جائے اور اسلام کا پھر سے بول بالا ہو جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مجاہدین کی ذمہ داریاں بے شمار ہیں، لیکن یہ ذمہ داری (یعنی امت کی رہنمائی) ہماری جد وجہد کی سب سے اولین ترجیح ہونی چاہیے تاکہ ہم اس کو نظر انداز نہ کریں اور امت کو تحریکوں کے ناکام ہونے کی وجوہات بتائیں، جیسا کہ پہلے مغربی استعمار کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کے ساتھ ہوا (اس کو بیان کیا جائے)۔

ہمیں یہ اہم معاملہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ افغانستان میں ہمارا جہاد کرنا اللہ کے نظام، یعنی شریعت کے نفاذ کی ذمہ داری ہے۔ اور یہ فریضہ ایک بڑے فریضے کی طرف متوجہ کرتا ہے جو ڈیڑھ ارب لوگوں پر مشتمل امت مسلمہ کی آزادی اور مقدسات کی بالادستی کا راستہ ہے۔ ہم افغانستان میں جہاد کر رہے ہیں اور عالمی کفر وارتداد کے اژدھے کے سر پر وار کرتے رہیں گے، جب تک کہ ان کی کمزوری اس نہج تک نہ پہنچ جائے کہ مسلمان پھر سے خود اعتمادی اور جرأت اپنے اندر پیدا کر لیں اور اپنے اوپر مسلط ظلم وجبر کے مہیب سائے سے چھٹکارا نہ حاصل کر لیں جو ان امریکی کٹھ پتلیوں کی وجہ سے چھایا ہوا ہے۔ ان کے فرعونی اقتدار کا وہ سایہ اور دباؤ کہ جس کی بدولت یہ جس کو چاہتے ہیں رہنے دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں مار دیتے ہیں۔ اور اس دباؤ کے بتدریج ختم ہونے سے، اسلام سے والہانہ محبت کرنے والی عوام کے ذریعے ایک مضبوط انقلاب برپا ہوا ہے۔

اب آنے والے مراحل بہت اہم اور پُر خطر ہیں اور ہمارے درمیان پائے جانے والے فروعی اختلافات برداشت نہیں کیے جا سکتے۔ ایسے میں ہمیں چاہیے کہ ہم دعوت وابلاغ کے کام کو ترویج دیں، پھیلائیں۔ اور اس کے ذریعے ہماری کوشش یہ ہو کہ امت کی سوچ و فکر کا رُخ درست ہو جائے اور لائحہ عمل کی منصوبہ بندی صحیح سمت پر گامزن ہو جائے۔ اولاً، میرے خیال میں اس درپیش مرحلے میں سب سے اہم قدم لوگوں کو تحریض دلانا ہے، جو لوگ اب تک کھڑے نہیں ہوئے اور ان کو ابھارا جائے کہ وہ اپنے حکمرانوں اور ان کی حکومتوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اس بات پر زور دیا جائے کہ یہ اب شرعی اور عقلی ہر ایک اعتبار سے ایک اہم ذمہ داری بن چکی ہے۔ ہمیں شعور وآگاہی پھیلانے کے لیے اپنی توجہ کو زیادہ سے زیادہ مرکوز کرنا ہو گا اور فہم دین کے عوامل کو درست کرنا ہو گا، تاکہ تمام قوتیں اسی امر میں لگیں کہ فروعی معاملات میں الجھے بغیر ان حکمرانوں کا تختہ الٹایا جا سکے۔

اسی ضمن میں ہر خطے میں موجود بھائیوں کو شیخ محمد قطب رحمہ اللہ کی کتاب ''مفہومات'' کی ترویج وتشہیر کرنے پر توجہ دینے کی ہدایات کی جائیں۔

موجودہ فضا کو استعمال میں لانے کی ہماری اس جستجو اور امت کی رہبری کرنے کے منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے ہمیں چاہیے کہ ہم امت کے نوجوانوں کی رہبری اور ان کو درست راستوں پر استوار کرنے کے لیے اپنے صوتی وبصری ذرائع استعمال کرتے ہوئے خطابت اور شعر وشاعری کی صلاحیتیں رکھنے والے ساتھیوں کے سپرد یہ ذمہ داری کریں اور افغانستان اور وزیرستان میں ان ساتھیوں کو رکھیں کہ جن میں میدانوں اور انتظامی معاملات کو سنبھالنے کی صلاحیتیں موجود ہوں اور حسنِ اظہار کی صلاحیتوں میں آگے نہ ہوں۔

اسی ضمن میں شیخ ابو یحییٰ اور دیگر بھائیوں کو، کہ جن میں موثر اور بلیغ پیرائے میں بات کرنے کی صلاحیتیں موجود ہوں، اس نقطے سے مطلع کیجیے اور مجھے ان تمام بھائیوں کی آرا سے آگاہ کیجیے، کہ اس مرحلے پر ہر اس آواز کی ضرورت ہے جو اس مقصد کے حصول کے لیے اپنا حصہ ڈال سکے۔

دوسرے پیغام کے حوالے سے چند عمومی نکات:

- اس خط کے ساتھ ہی حالیہ انقلابات کی بابت امت کے نام پیغام ہے۔ براہِ مہربانی اس کی نظر ثانی کر لیجئے گا اور اگر آپ کی یا بھائیوں کی طرف سے کوئی کمی بیشی درکار ہو تو کر لیجئے گا۔ پھر اسے الجزیرہ نیٹ ورک کو ارسال کر دیجیے۔ اس نئے کارڈ میں صرف وہی پیغام ہے اور کچھ نہیں۔ حالیہ حالات و واقعات کی اہمیت کے پیشِ نظر اس پیغام کو نشر کرنے میں اور اس کی تشہیر کرنے میں جلدی کیجیے گا۔
- آپ نے جو مضمون لکھا بعنوان 'عرب انقلابات سے متعلق تحقیقی عوامل'، یہ بہت اہم ہے، اس پر کام شروع کر دیں۔ وقت کی کمی کی وجہ سے میں اپنے اگلے خط میں انقلابات کے حوالے سے بات کرنے کے بعد آپ کی دیگر اعلامی سرگرمیوں پر بھی لکھ دوں گا۔

یہاں درج ذیل ایک پیغام بھیج رہا ہوں، ''یمن میں حالیہ مصائب و آلام پر چند ایک تجاویز'' اگر آپ اس میں موجود خیالات کو ترتیب دے سکیں اور اگر مناسب سمجھیں تو اپنے نام سے نشر کر دیں یا پھر میرے بیٹے خالد کے نام سے جاری کروا دیں۔ اس پیغام کو یمن کے علما ومشائخ سے منسوب کر دیں۔ حالات حکمت و مصلحت کا تقاضہ کرتے ہیں، جتنا جلدی ممکن ہو سکے۔

- اس خطے میں اپنے بھائیوں کو اس بات کی یاد دہانی کرانا اچھا رہے گا کہ وہ صبر و استقامت کے پیکر بن جائیں۔ اور ان کو مسلمان جماعتوں سے مڈبھیڑ کرنے سے متنبہ کرتا ہوں۔ یہ ممکن ہے کہ زیادہ تر علاقوں میں حکومتیں کم و بیش پرانی حکومتوں کی طرز پر قائم ہو جائیں۔ قوی امکانات ہیں کہ یہ حکومتیں اسلامی جماعتوں اور گروہوں سے وابستہ لوگوں کے ہاتھ میں ہوں، جیسے کہ اخوان اور اس جیسی دیگر جماعتیں... موجودہ حالات نے غیر متوقع مواقع ہمارے سامنے لا کھڑے کئے ہیں اور سلف کے طریقے پر اسلامی حکومتوں کا قیام ہونا اسلام کے لیے ایک خوش آئند بات ہے۔ اس نہج پر ہماری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم مسلمانوں کو دعوت دینے پر توجہ دیں، ان کے دل جیتیں اور

درست منہج کا ابلاغ کریں۔ جیسے جیسے وقت گزرے گا، دعوت کا کام بھی پروان چڑھے گا، اسی طرح لوگوں میں حمایت بھی بڑھے گی اور اسی طرح آنے والی نسلوں میں اسلامی جماعتوں کے اندر صحیح نظریات تیزی سے پھیلیں گے۔

- یمن میں بھائیوں کی جانب سے زہر استعمال کرتے ہوئے جس کارروائی کا منصوبہ بنایا جارہا تھا اس کے حوالے سے: براہ کرم تمام پہلوؤں کا بغور جائزہ لیے بغیر کام کرنے سے ہوشیار رہیں! جس میں مجاہدین کے خلاف سیاسی اور اعلامی رد عمل اور مجاہدین کے حوالے سے عوامی رائے متاثر ہونے کا اندیشہ ہو۔ لہٰذا براہ کرم ان معاملات پر توجہ رکھیے گا۔
- عراقی بھائیوں سے رابطہ کاری کے حوالے سے: اس کی پیش رفت کے حوالے سے بتائیے گا اور کم رابطوں کی وجوہات سے بھی آگاہ کیجیے گا۔
- ایران سے آنے والے بھائیوں کی بابت: آپ اپنی طرف اور بلوچستان کے احتیاطی معاملات سے زیادہ واقف ہوں گے۔ ان کے لیے محفوظ ترین جگہوں کا انتظام کیجیے۔ اور کارساز و محافظ تو اللہ ہی ہے!
- برطانوی خفیہ ادارے کے بارے میں جو آپ نے بتایا کہ برطانیہ افغانستان اس شرط پر چھوڑے گا کہ اگر القاعدہ ان کے ٹھکانوں کو نشانہ بنانا چھوڑ دے۔ میرے خیال میں یہ مؤقف بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ دمشق کے لوگوں کا تھا جب حضرت خالد بن ولیدؓ اس شہر میں داخل ہوئے اور ادھر کے لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ اب شکست ان کی مقدر ہے، تو وہ صلح بندی کرنے کے لیے حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف لپکے۔ ان حالات میں میرا کہنا ہے کہ ہم ان کی اس پیشکش کو کسی صورت قبول کرنے والے نہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہمارے دروازے ہمیشہ کے لیے بند ہیں!
- جہاں تک اسلامی مغرب (یعنی الجزائر وغیرہ) میں ہمارے بھائیوں کے ہاتھوں میں موجود فرانسیسی جنگی قیدیوں کا تعلق ہے، میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر لیبیا کے لوگوں کے ذہن میں موجود فرانسیسیوں کے حوالے سے آرا کو سامنے رکھا جائے، تو فرانسیسیوں کو قتل کرنا مناسب نہیں ہوگا، کہ اس سے منفی رجحان پھیلے گا۔ جیسا کہ یہ واضح ہوا کہ عام عوام سرکوزی کی حمایت کرتے ہیں۔ اگر انہیں قتل کرنا ہے تو لیبیا میں حالیہ رونما ہونے والے واقعات اور پیش رفت کے ختم ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔ اور اس کا سب سے اچھا حل یہ ہے کہ جنگی قیدی عورت کے بدلے اپنے محبوب بھائیوں میں سے کچھ کی رہائی کا سامان کر لیا جائے۔ جہاں تک مرد جنگی قیدی کا تعلق ہے، اگر بھائی انتظار کر سکتے ہیں تو انتخابات تک انتظار کر لیں، اور اگر یہ مشکل ہے تو آدھوں کا تبادلہ کر لیں اور ان آدھوں کو اپنے پاس ہی رکھیں جو اہم اور اونچے مناصب پر فائز ہیں۔ اگر یہ بھی مشکل ہے تو کم سے کم ان کے اہم لوگوں کو فرانسیسی انتخابات تک کے لیے رکھ لیں۔ ایک وقت کا بھی تعین کر لیں تاکہ فرانسیسی اس کو انتخابات تک ٹال نہ سکیں، تو یہ وقت ان کے ہاتھوں میں ایک سنہرا موقع ہوگا، اگرچہ انتخابات کے ہونے میں ابھی اتنا کم وقت بھی نہیں ہے۔
- جہاں تک صومالیہ میں موجود بھائیوں کے ہاتھوں میں قید برطانوی افسر کا تعلق ہے، میں کہتا ہوں کہ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے بدلے اپنے قیدی بھائیوں کی رہائی کا بندوبست کریں، یا پھر ان کے اتحادیوں کے ساتھ تبادلہ کریں۔ اور اگر یہ ہو جاتا ہے تو یہی ہماری تمنا ہے۔ اگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہوتے اور اس قیدی کے ذریعہ فرانس کو سرکوزی کے انتخابات سے پہلے افغانستان سے نکلنے پر دباؤ نہیں ڈال پاتے تو اس کو پیسے لے کر رہا کر دیں۔ ان کو بھی ان فرانسیسی قیدیوں کے قتل کے حوالے سے منفی نتائج والی میری رائے سے آگاہ کر دیں۔ گو کہ صومال کے بھائیوں کی طرف سے قیدیوں کے قتل کرنے پر رد عمل کم ہوگا بنسبت اسلامی مغرب کے بھائیوں کی طرف سے قتل کرنے پر رد عمل سے۔
- یہ بھی بہت اچھا ہوگا کہ صومالی بھائی ہمیں اُن علاقوں کے معاشی حالات سے آگاہ کریں ان کے زیر نگیں ہیں۔ جیسا کہ یہ ظاہر ہے کہ لوگوں کے معاش کو بحال کرنا دین کا ایک اہم حصہ ہے، اور یہ امیر کی ایک بہت اہم ذمہ داری ہے، اس حوالے سے بھی ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ایک معاشی قوت قائم ہو جائے۔ میں نے اپنے پچھلے خط میں معاشی معاملات کو بہتر کرنے کے حوالے سے چند ایک مشورے صومالی بھائیوں کے لیے ارسال کیے تھے۔ لیکن اس حوالے سے آپ سے کوئی اشارہ نہیں ملا کہ آپ نے وہ پیغامات آگے بھیجے ہیں یا نہیں۔ اگر تو وہ بھیجے جا چکے ہیں تو ان کے پر عمل درآمد کے حوالے سے استفسار کیجیے اور اگر وہ کسی رکاوٹ کی وجہ سے اب تک نہیں جا سکے ہوں تو میں نے ان کو دوبارہ بھیجنے کے لیے اس پیغام کے ساتھ لگا دیا/لف کر دیا ہے۔
- بہت اچھا ہوگا کہ صومالی بھائیوں کو شک کا فائدہ دینے کے فوائد کے حوالے سے نصیحت بھی کی جائے کہ جب بات جرائم اور شرعی حدود قائم کرنے کی آتی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو پیش نظر رکھیں: ''شک کی بنیاد پر سزائیں ترک کرو'' (مفہوم حدیث)۔
- جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے کہ کچھ بھائیوں کی خواہش ہے کہ وہ اپنے ممالک میں جا کر کام شروع کریں، جہاں پر انقلابات برپا ہو چکے ہیں۔ اس حوالے سے میں نے آپ کو پہلے لکھا ہے، مجھے ان بھائیوں کو خواہش کا اندازہ

تھا،اس بات کی ضرورت کا بھی ادراک ہے کہ کچھ باصلاحیت بھائیوں کوان کے ملکوں میں ان میدانوں میں بھیج دیا جائے جہاں انقلابات برپا ہیں کہ وہ وہاں معاملات کواسلامی قوتوں کے تعاون سے حکمت اور شرعی بنیادوں پر منظم کریں، لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی بھائی کو بھیجنے سے پہلے یہاں اس بات پر ذہن سازی کرنے کی جائے کہ خیر کے دونوں راستوں میں سے کون سا زیادہ بہتر ہے؟ جن بھائیوں کو ہم نے کہنا ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں جا کر کام کریں اور جنہوں نے خود سے جانے پر اصرار نہیں کیا، ان کے لیے تو سب سے پہلے محفوظ ترین ترتیب کا بندوبست کرنا لازمی ہے۔ جو بھائی جانے پر بہت اصرار کر رہے ہیں اور یہاں نہیں رک سکتے، توان کے لیے حتی الامکان محفوظ ترین راستے کا بندوبست کر کے ان کو بھیج دیں۔

- جہاں تک شیخ بشیر المدنی (یونس موریطانی) کا تعلق ہے، اگر جہاں وہ مقیم ہیں وہ جگہ محفوظ ہے، تو وہ اپنا سفر ملتوی کر دیں جب تک کہ شام یا یمن کی حکومتیں ڈھا نہیں دی جاتیں اور جہاں تک ان کے ساتھ موجود بھائیوں کا تعلق ہے، ان کے لیے بھی وہی لائحہ عمل رکھیے جیسے میں نے پچھلے نقطے میں بیان کیا۔
- حمزہ کے حوالے سے: ان کو باہر نکالنے میں اللہ آپ کو اجر عظیم سے نوازیں۔ جہاں تک آپ کی طرف سے دیے گئے مشوروں کا تعلق ہے، تو میرے خیال میں تیسرا مشورہ صحیح رہے گا، جو کہ یہ ہے کہ ان کو جلد از جلد بلوچستان پہنچایا جائے، جو کہ سندھ پہنچنے کا یہاں سے واحد راستہ ہے، تو ان کو وہاں انتظار ہرگز نہیں کرنا چاہیے الا یہ کہ سفر کی طوالت کی وجہ سے دیر ہو، اور وہاں کسی بھائی سے ملنے کی بھی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک ان کو تربیتی مراحل سے گزارنے کی بات ہے جب تک وہ وہاں پر ہیں، میں کہتا ہوں کہ وہ ذرا احتیاط کریں۔ تربیتی مرحلے کو کسی اور موقع تک کے لیے ملتوی کر دیں۔ اور ان کو چاہیے کہ وہ بغیر اہم ضرورت کے باہر نہ نکلیں، اور اگر باہر جانا ہی پڑے تو اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ یہ وہ بات ہے جو میں نے شیخ سعیدؒ کو پہلے بھی بتائی تھی، کہ جہاں بھی خطرہ لاحق ہو وہاں غیر متعلقہ افراد سے فاصلہ اختیار کر لیا جائے، اور بچے بھی اسی ضمن میں آتے ہیں۔ میں نے یہ تنبیہ اس وقت کی تھی جب السحاب کی ایک ویڈیو میں ایک بچہ 'ایک بھائی کے ساتھ کھڑا تھا اور وہ بھائی بارود کے ساتھ کام کرنے میں مصروف تھے۔ براہ کرم بھائیوں کو اس امر پر توجہ دلائی جائے۔
- یہ بھی اچھا ہو گا کہ آپ مجھے پاکستان کے اندر اور باہر سے آنے والی مجاہدین کے لیے مالی امداد کے حوالے سے بھی مطلع کر دیں، اور ہر ملک سے آنے والے پیسوں کا الگ الگ بتا دیجیے، اور صومالیہ کے بھائیوں والے پیسوں کا بھی بتائیے۔

پہلے پیغام سے قبل خط کے عمومی نکات:

- جو آپ نے پہلے خط میں تذکرہ کیا تھا اس سے متعلق: کہ آپ کی طرف کچھ بھائی اس خیال میں ہیں کہ موت قید سے بہتر ہے، اور اسی لیے ساتھیوں کو ان جنگی علاقوں سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ عنوان کا درست ہونا اس بات کی ضمانت نہیں دیتا کہ اس کے تحت جو بھی آتا ہے وہ بھی درست ہو۔ جب عنوان ہی یہ ٹھہرا کہ موت قید سے بہتر ہے اور اس مفروضے کو بھی ساتھ تھام لیا گیا کہ میدانوں کو چھوڑنے سے قید و بند کی نوبت آ جاتی ہے، جب کہ یہ ایک ثابت شدہ سچ ہے کہ امریکی ٹیکنالوجی اور اس کا جدید نظام کسی مجاہد کو اس وقت تک نہیں پکڑ سکتا جب تک کہ وہ خود اپنی حفاظتی تدابیر میں کوئی غلطی نہ کر دے جو ان کو اس تک پہنچاتی ہیں۔ تو حفاظتی تدابیر سے چمٹے رہنے سے ان کی تکنیکی برتری شکست خوردہ ہوئے جاتی ہے اور وہ ملامت کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر کوئی بھائی اپنا کام بخوبی سمجھتا ہو اور حالات کے بہتر ہونے تک روپوش رہنا جانتا ہو تو حفاظتی تدابیر پر عمل درآمد کرنا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اس میں کوئی خطا یا کوتاہی ہو۔ یہ بات سامنے رہے کہ ایک طبقہ ہے ایسا کہ جو ایسے نہیں کر سکتا، اور ایسے بھائیوں کو چلانے کا طریقہ دوسروں سے الگ ہو گا، اور ان کو میدانوں میں مواقع دینا زیادہ بہتر ہو گا۔

ساری بات کو سمیٹتے ہوئے، یہ عرض کرنا چاہوں گا، کہ ہمارا کام اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی ہے، اور اللہ کی قدر پر راضی ہونا ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس حوالے سے اختلافِ رائے بھی موجود ہے کہ کیا بہتر ہے، خصوصاً میدانِ عمل میں موجود بھائیوں کے درمیان اختلافِ رائے۔

نوٹ: میں نے بھائیوں کے حوالے سے مندرجہ بالا جن حفاظتی ترتیبات کا ذکر کیا، وہ آپ کے پچھلے پیغام کی بنیاد پر تھیں۔ سوائے اس کے جو آپ نے اپنے پچھلے خط میں حفاظتی حالات کی بہتری کے حوالے سے کی تھیں۔ تو اگر ایسے ہی حالات رہے، جس کی ہم امید کرتے ہیں، پھر جو میں نے اوپر ہدایات دیں وہ حالات کے بدلنے سے تبدیل ہو جائیں گی۔

- آپ نے انسپائر میگزین کے حوالے سے بھی کچھ باتیں لکھی تھی۔ براہ کرم یاد دہانی کے لیے چند ایک نکات یمن کے بھائیوں کو بھی لکھ دیں اور انہیں ان معاملات کے خطرات سے آگاہ کر دیں، تاکہ غلطیوں کو دہرایا نہ جائے۔
- طالبان کی کارروائی کے حوالے سے، جس میں انہوں نے ایک قبیلے کو نشانہ بنایا۔ آپ نے بتایا تھا کہ وہ قبائل طالبان کے خلاف تھے، اگر ایسا ہے بھی، تو

بھی اس کارروائی کا کوئی جواز نہیں ہے، کیونکہ اس میں تو غیر محارب لوگوں کی بھی اموات ہوئی ہیں۔ یہ عمل شریعت مطہرہ کے بھی خلاف ہے، تاہم آپ تحریک کو متنبہ کرتے رہیں۔

- میرے شہید بیٹے سعد رحمہ اللہ کے خطوط کے حوالے سے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ان کے خطوط کی کاپیاں ضائع کر دیں اور میں نے اپنے اگلے پیغام میں جو کاٹنا ہو گا وہ کاٹ کر دوبارہ پیغام بھیج دوں گا، جس میں ایرانی حکومت کے حقائق منظر عام پر لائے گئے ہیں، پھر وہاہم معلومات کی وجہ سے السحاب میڈیا کے پاس چلی جائے گی۔
- آپ نے سعدؒ کی تصویر کے متعلق جو بات کی۔ میرے خیال میں ان کی السحاب میڈیا میں کام کرتے ہوئے جو تصویر ہے وہ لگا دیں۔ لیکن ہم سے مشورہ کیے بغیر کوئی حصہ نشر نہیں کیجئے گا۔ جہاں تک ان کی شہادت کے بعد کی تصاویر ہیں،ان کو السحاب میڈیا پر ہر گز نشر نہیں کروایئے گا۔
- جہاں تک کہ فرانسیسی بیان کا تعلق ہے اور جو آپ نے الجزیرہ سے نشر ہونے والا ابہام ظاہر کیا۔ تو وہ تو انہوں نے ہی نشر کیا ہے اور انہوں نے معاملات پر تجزیہ کرنے کے لیے کچھ شخصیات کا انٹرویو لیا تھا۔

آخر میں، میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو ہدایت کے ساتھ رکھے، آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

ابو عبد اللہ

پیر، ۲۲ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ

☆☆☆☆☆

بقیہ: مسلمانوں کو امت بننے کی دعوت

میرے بھائیو دوستو! اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں سے شدت اور سختی سے منع فرمایا ہے جن سے دلوں میں فرق پڑے اور پھوٹ کا خطرہ بھی ہو، دو دو چار چار الگ الگ کانا پھوسی کریں، اس سے شیطان دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے۔ لہٰذا اس سے منع فرمایا اور اس کو شیطانی کام بتایا۔

اِنَّمَا النَّجویٰ مِنَ الشَّیطٰنِ لِیَحزُنَ الَّذینَ ءامَنوا وَلَیسَ بِضارِّهِم شَیـًٔا اِلّا بِإِذنِ اللّٰهِ(المجادلة: ۱۰)

اسی طرح تحقیر اور استہزا اور تمسخر سے منع فرمایا گیا:

لا یَسخَر قَومٌ مِن قَومٍ عَسیٰ أَن یَکونوا خَیرًا مِنهُم(الحجرات: ۱۱)

نیز اگر دوسرے کی کوئی برائی کسی کو معلوم ہو گئی ہو تو اس کو دوسروں کے سامنے ذکر کرنے سے منع فرمایا، غیبت کو حرام قرار دیا۔ غیبت یہ ہے کہ جو واقعی برائی کسی کو معلوم ہو اُس کا ذکر کسی سے کیا جائے۔ ﴿وَلا یَغتَب بَعضُکُم بَعضًا﴾ یہ تحقیر اور تمسخر اور تجسس اور غیبت، سب وہ چیزیں ہیں جو آپس میں تفرقہ پیدا کر کے اُمت کو توڑتی ہیں لہٰذا ان سب کو حرام قرار دیا گیا۔ اور ایک دوسرے کا اکرام و احترام کرنا جس سے اُمت بنتی نہیں بگڑتی ہے۔ اُمت جب بنے گی جب ہر آدمی یہ طے کرے کہ میں عزت کے قابل نہیں ہوں اور دوسرے سب لوگ اس قابل ہیں کہ میں اُن کی عزت کروں اور اُن کا احترام کروں۔

اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو اُمت بنے گی اور اُمت بنے گی تو عزت ملے گی، عزت اور ذلت خدا کے ہاتھ میں ہے اور اُس کے ہاں اُصول اور ضابطہ ہے، جو شخص، قوم، خاندان یا طبقہ، چمکانے والے اُصول اور اعمال لاوے گا اُس کو چمکا دیا جائے گا جو مٹنے والے کام کرے گا اُس کو مٹا دیا جائے گا، یہود نبیوں کی اولاد ہیں لیکن اُصول توڑے تو اللہ نے ٹھوکر مار کر اُن کو توڑ دیا۔ صحابہ کرامؓ بت پرستوں کی اولاد تھے، اُنہوں نے چمکانے والے اُصول اختیار کیے تو اللہ نے اُن کو چمکا دیا۔ اللہ کی رشتہ داری کسی سے نہیں ہے اُس کے ہاں اُصول اور ضابطہ ہے۔

دوستو! اپنے کو اس محنت پر جھونک دو کہ حضور کی اُمت، اُمت بن جائے، اس میں ایمان و یقین آجائے۔ یہ ذکر و تسبیح اور تعلیم والی، خدا کے سامنے جھکنے والی، خدمت کرنے والی، برداشت کرنے والی اور دوسروں کا اعزاز و اکرام کرنے والی اُمت بن جائے۔ نجویٰ نہ کرنے والی، نافرمانی نہ کرنے والی، اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کی تحقیر اور اُن سے تمسخر نیز تجسس و غیبت نہ کرنے والی اُمّت بن جائے۔ اگر کسی ایک علاقہ میں بھی یہ محنت اس طرح ہونے لگے جس طرح ہونی چاہیے تو ساری دُنیا میں بات چل پڑے۔ اب اس کا اہتمام کرو کہ مختلف قوموں، علاقوں اور طبقوں اور مختلف زبان والوں کو جوڑ جوڑ کر جماعتوں میں بھیجو اور اُصول کی پابندی کراؤ۔ پھر ان شاءاللہ اُمت بننے والا کام ہو گا اور شیطان اور نفس، خدا نے چاہا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے"۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہؒ... تجدید و احیائے دین کی جدوجہد کا سنگِ میل

ڈاکٹر عبد اللہ محسن

۲ مئی ۲۰۱۶ء؛ شیخ اسامہؒ کی شہادت کو پانچ سال مکمل ہو گئے۔ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ اس بحث میں مگن ہیں کہ شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد دنیا ایک ''محفوظ جگہ'' بن سکی یا نہیں؟ جواب خود ان پر بھی واضح ہے کہ کفار اور شرکین کے لیے دنیا مزید ''غیر محفوظ'' ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس حوالے سے اے بی سی نیوز کی رپورٹ قابل ذکر ہے جو بتاتی ہے کہ القاعدہ کے ۶۷ چوٹی کے ارکان کی ڈرون حملوں میں شہادت کے باوجود بھی اسامہؒ کے پانچ سال بعد... القاعدہ ۶۰ ممالک میں اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

البتہ اہل ایمان کسی بھی عمل کو لازماً اس کے نتائج کے ساتھ منتھی کرنے کے عادی نہیں ہوتے، اصحاب الاخدود (سورہ البروج) تمام کے تمام شہید کر دیے گئے... کسی نبی کو آرے کے ساتھ چیز دیا گیا اور کسی کو مظلومیت کی حالت میں دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ اِن پاکباز ہستیوں کی شہادت کے بعد بھی کسی طاغوتِ وقت نے کہا ہو گا کہ 'دنیا اب محفوظ ہے!' یا 'دنیا کو فساد سے پاک کر دیا گیا' وغیرہ، لیکن کیا وہ ناکام ہوئے؟؟؟ ہم اور آپ سب جانتے ہیں کہ ناکام اہل حق نہیں ہوتے... بدنصیب تو اہل حق کو جھٹلا دینے والے ہوتے ہیں۔ سو اگر شیخ اسامہؒ اور ان کی جماعت بیک جنبش قلم صفحہ ہستی سے مٹا دی جاتی تو بھی یہ حق و باطل کا معیار کبھی تھا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے کہ کس کے عمل نے دنیا میں کتنے نتائج دکھلائے... ہاں ایسا ضرور ہے کہ اللہ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، اس کی مشیت ہو تو دنیا میں بھی نتائج دکھلاتا ہے، جب کہ اصل اجر جو انتظار کر رہا ہے، آخرت کا اجر ہے۔

ولاجر الاخرة خير ولنعم دار المتقين

اس لیے یہ محض نتائج کی بحث کرنا اور حق و باطل کو اسی پیمانے سے پرکھنا مادیت پرستوں کا کام ہے۔ دنیا یہ کام کر رہی ہے اور مالک کائنات ان کے خود ساختہ پیمانوں کے تحت بھی ان کو ذلیل و رسوا دکھا رہے ہیں۔ آیئے ہم ایک اور زاویے سے جائزہ لیتے ہیں؛ یہ ہے امت میں تجدید و احیائے دین کا زاویہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ اس امت میں ایسی پاک باز ہستیاں پیدا فرماتا رہے گا جو دین کی حقیقت پر پڑے جاہلیت کے گرد و غبار کو صاف کر کے لوگوں کے دل و دماغ پر اسلام کے چشمہ صافی کو بالکل واضح کر کے دکھلانے کا کام انجام دیتے رہیں گے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ، امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مجدد الف ثانیؒ اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں۔ بیسویں صدی میں خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مختلف شعبوں میں تجدیدی کام کے لیے رجالِ کار کھڑے ہوئے، انہی میں ایک شعبہ عملِ جہاد کی تجدید کا تھا جس کے چھوڑنے کے نتیجے میں امت بزدلی اور ادبار کی ان اتھاہ گہرائیوں میں جا گری جس کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پانی کی سطح پر تیرتے بے وزن خس و خاشاک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ چنانچہ مختلف خطوں میں عملِ جہاد کے احیا کے لیے تحریکیں کھڑی ہوئیں، سوڈان میں مہدی سوڈانی، لیبیا میں سنوسی تحریک اور انڈونیشیا ملائیشیا کی تحریکات... لیکن اکثر مساعی استعمار سے ظاہری آزادی پر اختتام پذیر ہو گئیں اور گورے طاغوتوں کے کالے عبادت گزاروں (عباد الطاغوت) نے انہی کے نظام مسلم ممالک پر مسلط رکھے۔

ستر اور اسی کی دہائی میں افغان جہاد کا موقع آیا تو اللہ نے شیخ عبد اللہ عزامؒ کے ہاتھوں پر امت میں عمل جہاد کی تجدید فرمائی۔ شرق و غرب میں روح جہاد دوڑنے لگی اور امت کے پیر و جواں بے تاب ہونے لگے۔ شیخ اسامہؒ کی نسبت شیخ عبد اللہ عزامؒ کے ساتھ ویسی ہی ہے جیسی نور الدین زنگیؒ سے صلاح الدین ایوبیؒ یا سید احمد شہید کے ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی نسبت! چنانچہ شیخ عبد اللہ عزامؒ نے احیاء جہاد کا جو عَلم اکنافِ عالم میں بلند کیا، اللہ نے شیخ اسامہؒ اور ان کے زیر قیادت اللہ کے سپاہیوں کے ہاتھ پر مشرق و مغرب میں اس کو عملی صورت میں ظہور پذیر فرما دیا۔ یہ شیخ اسامہؒ کا اعزاز ہے! اور یہ شیخ کا اصل کارنامہ ہے کہ عمل جہاد کی اس رَو کو کامیابی کے ساتھ نہ صرف طاغوتِ اکبر کے خلاف بلکہ ان نام نہاد کلمہ گو طاغوتوں کے خلاف بھی اللہ کی ودیعت کردہ تدبیر و بصیرت کے ساتھ امت کے جوانوں کے رگ و پے میں سرایت کرا دیا۔

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

شیخ عبد اللہ عزامؒ کی تحریر و تقریر میں جا بجا عراق، شام، مصر و عرب و عجم کے 'کلمہ گو' طاغوتوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مسلم دنیا کے طاغوتوں کے بارے میں کوئی غلط فہمی ان کے ہاں راہ نہیں پا سکی اور وہ برملا ان کو بے نقاب کیا کرتے۔ شیخ اسامہؒ نے ان کی فکر کو آگے بڑھاتے ہوئے اسلامی دنیا کو کالے انگریزوں سے نجات کے لیے عملی اقدامات کی طرف راغب کیا۔ شیخ رحمہ اللہ کی فکر نے سکھایا کہ مصر و خلیج اور عرب و عجم کے مسلم علاقوں پر مسلط 'ہمارے' حکمران اور 'ہماری' افواج نہیں ہیں، یہ رائل آرمی اور امریکن آرمی کا حصہ ہیں جن کا موثر استعمال نفاذِ اسلام کے نہیں نفاذ کفر کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ آج وزیرستان سے شام تک یہ حقیقت ہر مسلمان پر عیاں ہے!

خاص خطۂ برصغیر میں توحید کی بہت سی جوانب اور اسلام کے بہت سے بنیادی تصورات شیخ اسامہؒ کی پاکیزہ دعوت کے نتیجے میں صاف ہوئے۔ توحید حاکمیت جو جمہوریت کے گرد غبار میں گم ہو چکی تھی، طاغوت کی شرعی حیثیت جس کا مفہوم شرعی سے زیادہ سیاسی بن چکا تھا، کلمہ گو طاغوتوں کی حقیقت جو فتنہ ارجاء کے سہارے اپنا کاروبار جاری رکھے ہوئے ہیں،

عدالتوں میں ہونے والے کفریہ فیصلے جو اسلامی تنظیموں اور علما کی مذمت سے خارج ہو چکے تھے، مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کا شرعی حکم جس پر زبانیں گُنگ تھیں، الولاء والبراء، دوستی اور دشمنی کے اسلامی تصورات... یہ وہ خالص اسلامی مفاہیم ہیں جو اسلامی جہاد کی بنیاد ہیں اور جن کو جاہلیت بڑی کامیابی کے ساتھ گرد و غبار کی چادر اوڑھا چکی تھی، شیخ اسامہؒ کی دعوت سے ان مفاہیم کا از سر نو احیا ہوا۔

شیخ اسامہؒ اُس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ تحریکوں کا اپنے بنیادی نظریے سے رابطہ کس قدر ضروری ہے۔ بالخصوص اُس افراط و تفریط سے بچنے کے لیے جس کے مناظر ہم آج اپنے چاروں طرف دیکھ رہے ہیں۔ علمِ شرعی اسلامی تحریک کے بدن میں خون کی طرح ہے جس کے بغیر یا تو شیطان اُسے افراط و غلو کے راستے پر لے اُڑتا ہے یا پھر وہ حالات کی اسیر ہو کر عملاً طاغوت کی باندی بن جاتی ہے اور کلمہ حق مصلحت نما مداہنت کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ شیخ اسامہؒ نے تحریک جہاد میں اس بات کو عملاً راسخ کیا کہ اعتدال کا دامن تھامنا تبھی ممکن ہے جب علم سے پیہم واسطہ اور علما سے مسلسل رابطہ و راہنمائی حاصل رہے۔ چنانچہ رابطے کی تمام تر مشکلات کے باوجود شیخ نے عالمی تحریکِ جہاد کو علما کی ہر ممکن راہنمائی سے سیراب کرنے کی کوشش کی۔ ہمارے ہاں عمومی جہادی تحریکوں میں علما کا ایک طرح کا استخفاف نظر آتا ہے جس سے شیخ اور ان کا مکتبِ فکر کوسوں دور ہیں۔ والحمد للہ۔ عالم عرب کے اَجل سلفی علما ہوں یا برصغیر میں احناف کے اکابرین علما، شیخ سبھی سے منسلک رہے، احوال شرعی میں ان کی راہنمائی سے مستفید ہوتے رہے اور احوال الواقع سے ان کے باخبر کرتے رہے۔ جہادی تنظیموں میں دیکھا گیا ہے کہ علما موجود ہوں تو بھی برائے نام ہی ان کی رائے لی جاتی ہے، عملاً امرا یا کمان دان کی بات ہی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جماعت القاعدہ میں ایک ایسی شرعی کمیٹی (لجنۃ الشرعیۃ) کا قیام عمل میں لایا گیا جو عملاً موثر ہے۔ کئی ایک چوٹی کی عسکری کارروائیاں صرف لجنۃ شرعیۃ کے علما کی طرف سے اعتراض آنے پر ترک کر دی گئیں۔ اس سلسلے میں کئی ایک واقعات معروف ہیں۔

شیخ اسامہؒ کے تجدیدی کام میں ایک بڑا قدم جہاد کو طاغوت کے اثر ورسوخ سے آزاد کروانا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کو ادراک تھا کہ ہمارا مقابلہ طواغیت سے بھی ہے جیسے طاغوت اکبر امریکہ سے ہے۔ اس لیے ابتدا ہی سے جہاد کو خالص رکھنا ضروری ہے۔ بلاشبہ یہ راستہ آسان نہ تھا لیکن اسوۂ ابراہیمی یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ کے ساتھ ان کے پجاریوں کے بھی برات کا اعلان کیا جائے اور اسوہ ابراہیمی پر عمل آسان رہا ہی کب ہے! نتیجہ یہ ہے کہ بہت سی 'عمل پسند' تحریکیں (مثلاً کشمیر کی تحریک) اسلامی جہاد کے راستے سے دور وطنی مفادات کی دلالی کا ذریعہ اور خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئی ہیں جب کہ عالمی تحریکِ جہاد ابتدا سے تادمِ تحریر دارے درمے قدمے سخنے منزل کی طرف گامزن ہے۔ آج یہ بات کرنا بہت آسان ہے کہ جہاد ریاستوں کی پشت پناہی کے بغیر بھی ہو سکتا ہے اور خفیہ ایجنسیوں کی آشیر واد کے بغیر بھی لیکن اس راہ کو پاک صاف رکھنا آسان نہ تھا۔ خود شیخ اسامہؒ اگر 'سمجھوتوں' اور 'مفاہمت' کی زندگی گزارنا چاہتے تو راہیں بڑی کشادہ تھیں لیکن سب جھٹک دیا اور راہِ جہاد کو آلودہ نہ ہونے دیا۔ فی زمانہ عملِ جہاد کی کی تجدید کا یہ عظیم کام اللہ نے شیخ اسامہؒ سے لیا۔

شیخ اسامہؒ نے تکفیر وارجاء کے مابین شیخ عزامؒ کے منہج کو آگے بڑھایا۔ بجائے اس کے کہ غالی تکفیریوں کی طرح عامۃ الناس کی تکفیر کر کے ہاتھ جھاڑ لیے جائیں، ان کو امت کا حصہ اور مظلوم و قابل تربیت قرار دیا۔ اسی طرح مختلف اسلامی تحریکوں کو غلطیوں اور انحرافات کے باوجود بدستور اپنا بھائی اور بازو ہی قرار دیا۔ نیکی میں اُن سے تعاون اور غلطی ہر نصیحت کا منہج اختیار کرنے کی فکر آگے بڑھائی۔ خود اپنی تنظیم کا دامن شرک و رافضیت سے پاک رکھتے ہوئے اہلِ سنت کے تمام مکاتبِ فکر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہلحدیث، اِخوانی، سلفی سب کے لیے یوں کھلا رکھا کہ 'انما المؤمنون اخوۃ' کا عملی نمونہ پیش ہو گیا! یوں تکفیری فکر کو عملاً پنپنے کا موقع نہیں دیا۔ دوسری طرف عرصہ دراز سے مسلم ممالک میں غیر اللہ کا نظام و قانون نافذ کرنے والے طاغوتوں کی 'ہر ممکن اطاعت' سے بھی کھلا انکار کیا اور یوں تحریکِ جہاد کو جدید ارجاء کے اثرات سے پاک کیا جس کا لازمی نتیجہ کچھ مقامی طاغوتوں کی چاکری اور اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد کے ثمرات کا انہیں کی گود میں جا گرنا ہوا کرتا ہے۔

مسلم ممالک پر مسلط حکمرانوں کے بارے میں شیخ اسامہؒ کا طرزِ فکر اور طرزِ عمل اہلِ سنت کے انصاف و اعتدال کے احیا کا ایک اور نمونہ تھا۔ شیخ رحمہ اللہ نے ایک طرف مسلم سرزمینوں کے طاغوتوں کو 'کلین چٹ' اور 'ولی الامر' کے القابات دینے سے انکار کیا، ان کی حقیقت کو دنیائے اسلام پر واضح کیا اور دوسری طرف ساتھ ہی ساتھ امت اور مجاہدین کو حکمت و بصیرت کا سبق بھی دیا کہ مرتد و طاغوت حکمران اپنی جگہ سہی لیکن ان کی اصل جان اُسی چڑیا میں ہے جسے طاغوتِ اکبر امریکہ کہا جاتا ہے! امریکہ گر جائے گا تو یہ کٹھ پتلیاں ریت کی دیوار سے بھی زیادہ بودی ثابت ہوں گی، لیکن اگر اپنی توجہ غیر ضروری طور پر طاغوتِ اکبر امریکہ کے مقامی اور علاقائی کارندوں پر صرف کر دی گئی تو طاغوتِ اکبر کا قلع قمع نہ ہو سکے گا۔ اس لیے جب تک ضرورت نہ پڑے اصل دشمن پر ہی توجہ مرکوز رکھی جائے لیکن اگر طاغوتِ اکبر کے خلاف جنگ میں صورت حال ایسی ہو جائے کہ مقامی طواغیت ان کی ڈھال بن رہے ہوں اور کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہے تو ان کو نشانہ بنانے میں آپ کو کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔ اِن کا تقدس کتاب اللہ اور سنت رسول کی کسی نص سے ثابت نہیں ہے!! اب ملاحظہ فرمائیں کہ علاقائی طاغوت کا حکم بیان کرنے اور امت کو ان کی حقیقت کھول کھول کر سمجھانے اور شریعت میں ان کا حکم بیان کرنے میں بھی کوئی کمی نہیں ہے... جیسا کہ ہمیں اکثر داعی حضرات اور اہلِ علم کی ایک کثیر تعداد کے ہاں نظر آتا ہے کہ طواغیت کی حقیقت کا بیان ہی مفقود ہے...

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں میرے احساسات

معین الدین شامی

اپنے محبوب شیخ اسامہ کے بارے میں کیا لکھا جائے؟

کچھ بھی تو نہیں لکھنے کو۔ کئی بار انسان بہت کچھ کہنا چاہتا ہے، لیکن کہہ نہیں پاتا۔ بولنا چاہتا ہے، لیکن زبان ساتھ نہیں دیتی۔ ہاں قلب کی حدّت اور جذبات کی گرمی، آنکھوں کی چمک یا اداسی کی صورت ان احساسات کی زباں ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی چشمِ دیدہ چشمے کی مانند ابلنے پر معلوم ہوتا ہے کہ احساسات کا ایک سمندر دل و دماغ میں ہے۔ خلق الانسان ضعیفاً، اللہ پاک نے انسان کو کمزور ہی پیدا فرمایا ہے۔ یہ اتنا کمزور ہے کہ نہ صرف اپنے احساسات وجذبات کو اپنی زبان سے بیان نہ کر سکنے کی قوت رکھتا ہے بلکہ آنسوؤں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی جذبہ دل میں امنڈتا ہے۔

اس دو مئی کی صبح کو ہم وانا میں تھے۔ ابو عیسیٰ بھائی ہاتھ میں ریڈیو پکڑے آئے۔ ''یار! یہ خبیث لوگ کہتے ہیں کہ آج رات انہوں نے شیخ اسامہ کو ایبٹ آباد میں آپریشن کر کے شہید کر دیا ہے۔۔۔!'' وہ کسی عجیب سی کیفیت میں بول رہے تھے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں؟''، شاید میں نے اپنے آپ سے سوال کیا یا پھر کچھ اتنا جلدی، اتنا کچھ ہو گیا تھا کہ سوال، جواب، خیال، سوچ یہ سب چیزیں کہیں محو ہی ہو گئی تھیں۔

میں نے بھی جلدی جلدی ریڈیو کھولا۔ فریکوئنسی ملانے لگا۔ نجانے کون سا ریڈیو اسٹیشن ملا۔ کوئی انجان سی، اجنبی زبان تھی۔ لیکن اپنا مطلب چند الفاظ میں سمجھا رہی تھی: ''اسامہ''، ''بن لادن''، ''القاعدہ''۔۔۔ شاید واقعی کچھ ہو گیا تھا! دِل ڈوبنے لگا۔

غم ایسا تھا کہ کمرے میں داخل ہوا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ نہ آنکھوں میں آنسو تھے نہ جسم میں کسی بھی قسم کے ردعمل کی جان۔ پورا دن یونہی گزر گیا۔ شام تک شاید حادثہ دل تک پہنچا، دل نے دماغ کو اشارہ کیا اور آنسو بہہ نکلے۔

میرے ذہن میں شیخ رحمہ اللہ کی کئی تصاویر ہیں۔ پہلی تصویر ان کے بچپن کی ہے۔ موٹی موٹی آنکھیں، ذہانت بھری چمک، شاید کوئی درد بھی۔ ایک شہزادہ۔ دنیا کے امیر ترین گھرانوں میں سے ایک کا چشم و چراغ۔ چھوٹا سا اسامہ۔ شاید اپنے آپ سے بھی انجان اسامہ۔

پھر وہ افغانستان میں خود (لوہے کی ٹوپی) پہنے ہوئے نوجوان اسامہ کی تصویر۔ وہاں ایک جذبہ ہے۔ ایک عزم ہے۔ ایک عمل ہے۔ بر سرِ جہاد نوجوان اسامہ بن لادن۔

پھر کبھی وہ کسی بھاری مشین پر بیٹھے نظر آئے، کہیں مخابرہ (وائرلیس مواصلاتی سیٹ) تھامے، کہیں کسی کے پیر کے زخم پر ٹانکے لگاتے، کہیں غار میں کھانا کھاتے۔ پھر وہ عالمی صلیبی صہیونی محاذ کے خلاف محاذ بناتے کسی اخباری کانفرنس میں شیخ عاطف اور شیخ ایمن کے ساتھ دِکھے۔ کہیں بیٹے کی شادی میں ایسے مسکراتے نظر آئے کہ ان کی مسکراہٹ ہم سے دیکھنے والے عاشقوں کے لیے دل و روح کی راحت و تسکین کا عنوان ہوئی۔

بان کی کھرّی چارپائیوں کے ساتھ وہ ہمیں جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرتِ کعب ابنِ مالک رضی اللہ کا قصہ سناتے نظر آئے۔ وہ ہمیں سمجھا رہے تھے کہ کھیتیاں بھی پکی ہوئی ہیں، شدید گرمی میں ٹھنڈے میٹھے دراز سائے بھی ہیں، ہمیں خوش کرنے والے گھر بھی ہیں، گھر والے بھی ہیں، دنیا اپنی تمام لذتوں کے ساتھ متوجہ بھی ہے، لیکن ساتھ ہی تبوک ایسا زمانہ بھی ہے۔ جہاد فرضِ عین ہے۔ شرافت و بزرگی، عزت و شرف کے متلاشیو! وہاں نہیں یہاں، بلادِ غرب میں نہیں، بلادِ شرق میں طلوع ہونے والے سراجاً منیراً، صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین سے اہلِ صلیب کو نکالنے میں ذلت و رسوائی سے نجات پنہاں ہے۔ ان کی آواز میں درد تھا۔ وہ درد شاید اسامہ کی آواز سنے بغیر سمجھا جا ہی نہیں سکتا!

پھر وہ سر پر رومال اوڑھے، جبہ پہنے خطبۂ عید دیتے نظر آئے۔ اس عید کے خطبے میں اسامہ کی آواز رندی ہوئی تھی۔ یقیناً وہ راتوں کو روتا، ہلکان ہو رہا تھا۔ دن کو شمشیر زنی کی بھولی سنت ادا کرتے ہوئے، بھلا دیے گئے اک فرض کو نبھاتا تھا۔ اور اسی لیے اس کی آواز رندی ہوئی تھی۔ وہ لیل و نہار یہی صدا لگا رہا تھا، حی علی الجہاد!

پھر وہ خوشخبریاں سناتے، مسکراتے نظر آئے۔ امت کو اصل سمجھا رہے تھے۔ آپ شجرۂ خبیثہ کی جڑ کاٹ دیجیے، یہ وحشت ناک درخت خود بخود سوکھ کر گر جائے گا۔ کہہ رہے تھے کہ مدد آنے والی ہے۔ آپ کے بھائی گئے ہوئے ہیں اور عنقریب فتح و ظفر کا سورج طلوع ہو گا۔

پھر صلیب کے جدید مرکز، امریکہ کے معاشی قلب، عسکری ہیڈ کوارٹر پر دو چار ابابیل گرتے نظر آئے۔ اللہ نے ان ابابیلوں کے ذریعے ورلڈ ٹریڈ سنٹروں اور پینٹاگانوں کا وہ حشر کروایا جو رہتی دنیا کے اہلِ ایمان کے سینوں کی ٹھنڈک ہے۔ پھر کفر جب اپنا کل ساز و سامان اور لاؤ لشکر لے کر اہلِ ایمان کے مقابلے کے لیے نکلا تو وہ اسامہ عزم و توکل کا مینار بنا تورہ بورہ کے پہاڑوں میں نظر آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ کفر کا سرغنہ امریکہ اور اس میں بسنے والے چین نہ دیکھ سکیں گے یہاں تک کہ ہم تمہاری شرارتوں اور لے پالک اولاد اسرائیلی شیطانوں سے فلسطین میں امن و سکون حاصل نہ کر لیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تمہیں چین نہ ملے گا یہاں تک کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین سے کافر فوجیں نہ نکل جائیں۔

پھر اسامہ اپنی قسم کھا کر کہنے لگا کہ عزت تو اہلِ اسلام کے لیے ہی ہے۔ سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ اسے اپنی بات سمجھانے کے لیے لمبی چوڑی تقریر نہیں چاہیے تھی۔ عمل کے چار جہاز، انیس شہیدی شہ سوار، اور ایک پیغام! یہ کافی تھا۔ آج پندرہ برس ہو گئے کفر کی سرزمین

ایک لمحے کو محفوظ نہ ہو سکی۔ یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو اور میری ملت، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، اللہ کے بندے تمہارے ہاتھوں عذاب میں ہوں؟ ہر گز نہیں، ہر گز نہیں! بڑھ رہے ہیں تمہارے قلعوں کی طرف، آگ کے کچھ بگولے، کچھ آتش فشاں، ہمتوں کے دھنی، جرأتوں کے نشاں، کچھ ابابیل ایسے شہیدی جواں...جو جلد ثابت کر دیں گے کہ تمہارے قلعے، قلعے نہیں یہ مٹی کا ڈھیر ہیں، کھایا ہوا بھوسا ہیں، مکڑی کا جالا ہیں!

پھر عرب کا شہزادہ، عجم میں بے گھر ہو گیا۔ غربت کی زندگی گزارنے لگا۔ اس کے عمل کا مقناطیس، لاکھوں نوجوانوں کو گھروں سے نکال لاتا رہا۔ اس کی آواز کے درد، آنکھوں کی چمک اور لبوں کی جنبش کے لاکھوں کروڑوں منتظر رہنے لگے۔

اب اسامہ کو سمجھانے کے لیے جذبات واحساسات کی ضرورت ویسی نہیں رہی۔ منظر واضح ہو چکا ہے۔ کل کا روسی قبرستان آج امریکہ ویورپ کا قبرستان ٹھہرا ہے۔ روحِ جہاد، افغانستان سے پھیلتی ہوئی پاکستان میں آئی، ہندوستان میں داخل ہوئی، بنگلہ دیش پہنچی، برما گئی، انڈونیشیا کو گرمایا، فلپین کو سہارہ دیا، چین (سنکیانگ) میں نظر آئی، کوہ قاف وشیشان، عراق وشام، یمن وصومال، مالی والجزائر۔۔۔ شرق وغرب میں پھیلی۔ آج شاید ہی کوئی ہو جو نہ جانتا ہو کہ اسامہ کیا چاہتا تھا؟

چاہے کوئی اسامہ کو دہشت گرد کہے یا مجاہد۔ کوئی بھی نام دے مگر اسامہ کا عمل دنیا پر واضح کر چکا ہے کہ وہ کیا چاہتا تھا اور کیا کر گیا ہے اور آج اس کے لاکھوں بیٹے کیا کرنے والے ہیں! ہر ہر آدمی اپنے دل میں اسامہ کی باتوں کو سمجھنے والا اور چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے قائل ہے! وہ امت کو ایک بار پھر خلافت علی منہاج النبوۃ کے طریق پر ڈال گیا ہے۔

بس ایک احساس ہے۔ ایک شکوہ ہے۔ اپنے لوگوں سے جو روز کسی ابنِ قاسم، صلاح الدین ایوبی کے منتظر ہوتے ہیں۔ تمہارا صلاح الدین ایوبی اسامہ ہی تو تھا۔ ابنِ قاسم کا کام بن لادن ہی نے تو کیا۔ صلاح الدین ایوبی کو جانو، ابنِ قاسم کو سمجھو تو سمجھ میں آجائے گا کہ اسامہ بن لادن کون تھا؟!

آپ سب اسامہ کے بارے میں ایک لمحے کو سوچئے گا۔ آپ کا احساس اور میرا احساس شاید ایک ہی ہو لیکن ہم دونوں ہی اس احساس کو بیان کرنے سے شاید قاصر ہیں۔

یا اللہ! ہم تجھ سے اچھا گمان کرتے ہیں۔ تُو ہمیں مثلِ اسامہ سعادت کی زندگی دے اور شہادت کی موت دے، آمین یا ربَّ العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: شیخ اسامہؒ... تجدید واحیائے دین کی جد وجہد کا سنگِ میل

اور دوسری طرف حکمت کے باب میں بھی پوری تعلیماتِ شیخ اسامہؒ میں پورا فہم دیا جا رہا ہے کہ پرائمری ٹارگٹ یعنی اصل ہدف پر نظریں جمانا کتنا ضروری اور مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کتنا لازم ہے۔

فکرِ شیخ پر بات کی جائے تو موضوع بہت وسیع ہے اور اگر اصحابِ فکر اس جانب توجہ فرمائیں تو یہ موضوع ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہے، سرِ دست صرف ایک جہت کی طرف مزید اشارہ کیا جاتا ہے۔ شیخ اسامہؒ کی فکر کا ایک گوشہ یہ ہے کہ جماعت القاعدہ امت کو جگانے کے لیے ایک پرائمری چارج کی طرح ہیں جو خود تو چھوٹا سا ہوتا ہے لیکن ایک بڑے بارود کو پھٹاتا ہے۔ ہم امت کا ایک حصہ ہیں، کل امت نہیں۔ ہم امت کو کامیابی کے رستے کی طرف بلانے والے ہیں اور یہی ہمارا کام ہے، اصل کام امت کا ہے کہ وہ آئے اور اس راستے پر چلے۔

شیخؒ کی فکر کے مطابق جہاد کا عمل اصل ہے نہ کہ تنظیم یا جماعت، چنانچہ خیر میں تعاون ہم پر لازم ہے اگرچہ وہ القاعدہ سے باہر ہی کیوں نہ ہو اور لازم ہی نہیں ہے کہ ہر جہاد کرنے والا القاعدہ کے جھنڈے تلے جہاد کرے، اصل بات یہ ہے کہ منہج درست ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ اسامہؒ اپنی زندگی ہی میں ایک ہستی سے آگے بڑھ کر ایک فکر کا نام بن چکے تھے۔ آج بنگلہ دیش میں گستاخوں کو واصل جہنم کرنے والے القاعدہ کے کسی معسکر سے تربیت یافتہ ہوں یا نہ ہوں، شیخ کی فکر ان کی مشعل راہ ہے۔ مالی کے صحراؤں میں بر سرِ پیکار امت کے بیٹے ہوں یا کشمیر تا یورپ اور امریکا فکرِ شیخ سے راہنمائی پانے والے مسلم نوجوان...چراغ سے چراغ جل رہا ہے، اولادِ ابراہیم آگ میں کودنے کے لیے تیار ہو رہی ہے۔۔۔ کہیں دور سے آواز آرہی ہے اصحاب الاخدود کے اُس شیر خوار بچے کی جو اپنی ماں کے کان میں کہہ رہا ہے 'ماں کود جاؤ یہ آگ نہیں جنت ہے'!

ہم روحِ عصر ہیں ہمیں ناموں سے نہ پہچان
کل اور کسی نام سے آجائیں گے ہم لوگ

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے قابل قدر داعیانِ دین اور اسلامی تحریکوں نے بھی فکرِ شیخ اسامہؒ کو ایجابی طور پر توجہ نہیں دی اور بہت سوں نے تو سطحیت کی معراج سر کرتے ہوئے شیخ اسامہؒ کو محض ایک 'جذباتی نوجوان' ہی سمجھا جو ردِ عمل کا شکار ہو کر اندھا دھند اقدامات کیے چلا جاتا ہو۔۔۔ ظاہر ہے اس سے بڑی زیادتی اس عظیم شخصیت کے ساتھ اور کوئی نہیں ہو سکتی!! شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ وابستگی کا درجہ عموماً فکری سے زیادہ جذباتی رہا ہے، حالانکہ شیخ کا فکری کارنامہ اس بات کا کہیں زیادہ مستحق ہے کہ اس کی طرف توجہ دی جائے اور اس کی روشنی میں راہِ عمل کے لیے راہنمائی اخذ کی جائے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ علمائے امت، داعیانِ دین، اسلامی تحریکوں اور ساری امت کو شیخ اسامہؒ کی تجدیدی کوششوں سے حقیقی معنوں میں فیض یاب ہونے والا بنادے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

کہ خونش بانہالِ ملّتِ ما سازگار آمد

صہیب احسن

رب العزت، بزرگ و برتر نے ہمیں اس کسمپرسی و بے دست و پائی کے دور میں، اپنے دو شیروں کی صورت میں عزیمت و غلبہ، اور عزت و غیرت کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد دلوایا ہے۔ امت کے وہ ابطالِ بے بدل امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ اور مجددِ جہاد شیخ اسامہ بن محمد بن لادن رحمہ اللہ ہیں۔

اس دور میں جہاد کے حقیقی معنوں کے ساتھ اس کا احیاء، جو ہر طاغوت کی سازشوں سے پاک، وطنیت، لسانیت، قومیت کے بتانِ باطلہ کی بنیاد پر کھڑی پراگندہ فکروں سے محفوظ، اور خالص اعلائے کلمۃ اللہ کی سربلندی اور مظلوم امت کی دادرسی کے لیے وقف ہے، اس کا سہرا جن اشخاص کے سر جاتا ہے، ان میں شیخ اسامہ رحمہ اللہ کا ایک خاص اور بلند تر مقام ہے۔ ایک ایسے وقت جب امت کی دولت پر خائن واھواپرست حاکم تھے (ابھی تک ہیں)، اور غیر اللہ کے احکام مسلم بستیوں پر نافذ العمل تھے (اور ہیں)، اور فوجیں اسلام کے بجائے سائیکس پیکوٹ سرحدات کے دفاع کی ذمہ دار تھیں، اور اسلام کے لیے کہیں اٹھتی آواز کو یہ افواج واشرافیہ بزور قوت دبا دیتی تھی، اور جب قبلۂ اول مغضوب یہود کے گھیرے میں، اور کعبۃ اللہ کے اطراف صلیبی افواج ڈیرے ڈالے بیٹھیں تھیں، طبیعت میں رقت کے غلبے والے شیخ اسامہ نے امت کے ابطال کو غیرت، اور ایمانی قوت کا وہ سبق دیا، کہ آج بحکمِ ربی، جہادی بیداری عرب تا عجم، اپنی جوبن پر ہے، اور غلامی پر رضامند امت، حریت کے ترانے پڑھتی، قربانیاں دیتی، اپنے مقصدِ حیات کے حصول، رب تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی اور تمکینِ امت کے لیے ہمہ جہت سرگرداں ہے۔

قرطاس پر چند سطریں، اس عظیم شخصیت کی توصیف کے لیے بجا طور پر ناکافی ہیں، جس نے عین جوانی میں، دھن دولت کی ریل پیل، اور ''عیاشی'' کی زندگی کو لات مار کر، اس عظیم مقصد کو سمجھ لیا کہ، کچھ نہیں یہ دولت و دنیا بجز اک دھوکہ کا گھر، اور صرف سمجھا ہی نہیں، امت پر زر سے ذات سب کچھ لٹا دیا۔ امت کو احساس دلایا کہ طاغوتی سانپ کے سر امریکہ کو کمزور و تباہ کرنے کو اولین ہدف بنا لیا جائے، تو سانپ کے سر کچلے جانے کے بعد، بقیہ جسم کی پھڑ پھڑاہٹ چند ساعت ہی رہ پائے گی۔ اور پھر ٹیکنالوجی کے بڑے برجوں کو ایمانی طاقت و فراست و حکمتِ مومن سے تہہ خاک پہنچا دیا۔ ۹/۱۱ کے مبارک حملوں نے طاغوتِ اکبر امریکہ کو حواس باختہ و ''باؤلا'' کر دیا، اور شیخ رحمہ اللہ اور رفقا کی بچھائی گئی بساط میں ایسا پھنسا کے اب قبضے کا خواہاں، مختلف علاقوں سے اپنی افواج نکالنے کے لیے زخمی زخمی پکار لگاتا ہے، اور ۹/۱۱ کے بعد ایک بار اپنی معیشت کی بدترین سطح کو بھی چھو چکا ہے، اور اب بھی حال معیشت کا ایسا ہے، کہ ایک عقل و خرد سے عاری، پاگل جنونی شخص ''بے روزگار'' امریکیوں کے جذبات بھڑکا کر صدر بننے کے قریب ہے۔

اسامہ رحمہ اللہ امت کی حقیقی آواز بن کر ابھرے، ۱۱ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد امریکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''امریکہ آج جس چیز کا ذائقہ چکھ رہا ہے، یہ اس سب کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو امتِ مسلمہ کئی دہائیوں سے سہہ رہی ہے۔ امت مسلمہ ظلم و زیادتی کو ۸۰ برس سے سہہ رہی ہے۔ اس کے نوجوان مارے جا رہے، اس کا خون بہایا جا رہا، عبادت گاہیں نشانے پر ہیں، پر نا کوئی سنتا ہے اور نا توجہ دیتا ہے۔ لاکھوں معصوم بچے شہید کر دیئے گئے، انہیں بغیر کسی جرم کے شہید کر دیا گیا، میں امریکہ اور اس کی عوام سے صرف چند الفاظ کہوں گا، اللہ کی قسم، جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا، نا امریکہ اور نا ہی اس کے عوام کبھی محفوظ ہو سکتے قبل اس کے، کہ ہم اس سکون کو یہاں فلسطین میں نا پالیں، اور نا اس سے قبل، کہ جب تک عالمِ کفر کی تمام افواج، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین کو چھوڑ نا جائیں''۔

شیخ اسامہ نے افغانی کہساروں میں جو روحِ ایوبی امت کے ابطال میں بیدار کی، اس کی گونج آج انڈونیشیا تا افریقہ، اور یمن تا برصغیر بخوبی سنی اور محسوس کی جا سکتی ہے۔ امتِ محمدی علی صاحبہا السلام فروہی مباحث کے گنجلکوں سے نکل کر امت بن چکی ہے، اور ان شاء اللہ وہ وقت اب دور نہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج پر خالص اسلامی خلافت قائم ہو گی، جو افراط و تفریط سے پاک، اور مسلمانوں کو محبوب جب کہ کفر کے سمٹنے کا استعارہ بنے گی۔ اور شیخ اسامہ رحمہ اللہ وان گنت نامی و گمنام سپاہیانِ خدا اس کے لیے اپنے خون سے آبیاری کر چکے۔

؎ سرِ خاکِ شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش بانہالِ ملتِ ما سازگار آمد

☆☆☆☆☆

> ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تقاضہ ہے کہ داعی ایسا شخص ہو جو لوگوں سے محبت کرتا ہو، دور اندیش ہو اور لوگوں کے لیے کلام میں نرمی ہو، کسی سے مخاطب ہو کر یہ نہ کہے کہ میں تم سے اللہ کے لیے نفرت کرتا ہوں کیوں کہ تم فلاں فلاں برائی میں ملوث ہو۔۔ کیا آپ اس انداز سے مخاطب نہیں ہو سکتے کہ میرے بھائی! میں تم سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہوں، ہاں مگر میں تم سے کچھ معمولی خطا سرزد ہوتے پاتا ہوں!''

محسنِ امت شیخ اسامہ بن محمد بن لادنؒ......حیات وخدمات

سید معاویہ حسین بخاری

ابتدائی زندگی:

۱۹۶۶ء کی ایک صبح ایک عرب بچہ فجر سے کچھ پہلے اپنے والد کو جگا کر کہتا ہے: ابا جان میں آپ کو اپنا ایک خواب سنانا چاہتا ہوں۔ والد نے سوچا شاید بچے نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے وضو کیا اور بچے کو لے کر مسجد کی طرف چل پڑے۔ راستے میں بچے نے بتایا کہ میں نے خواب میں خود کو ایک وسیع میدان میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار ایک لشکر میری جانب بڑھ رہا ہے۔ اس لشکر میں سے ایک گھڑ سوار جس کی آنکھیں چمک رہی تھیں میرے برابر آکر رک گیا اور کہنے لگا: کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں۔ اس نے پھر سوال پوچھا کیا آپ اسامہ بن لادن ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں میں ہی ہوں۔ اس نے تیسری بار پھر پوچھا کیا آپ ہی اسامہ بن لادن ہیں؟ تب میں نے اسے کہا خدا کی قسم میں ہی اسامہ بن محمد بن لادن ہوں۔ اس نے میری طرف ایک جھنڈا بڑھایا اور کہا کہ یہ جھنڈا القدس کے دروازے پر امام مہدی (محمد بن عبد اللہ) کو دے دینا۔ میں نے وہ پرچم لے لیا اور میں نے دیکھا کہ وہ لشکر میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ والد اس خواب پر بہت حیران ہوئے لیکن پھر کسی کام میں مصروفیت کی بنا پر خواب کو بھول گئے۔

اگلی صبح نماز سے کچھ پہلے جگا کر بچے نے پھر وہی خواب سنایا۔ تیسری صبح پھر ایسا ہی ہوا تو والد کو اپنے بچے کے بارے میں تشویش ہوئی وہ اسے لے کر ایک عالم کے پاس گئے جو خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے خواب سن کر بچے کو غور سے دیکھا اور پوچھا کیا اس بچے نے خواب دیکھا ہے والد نے فرمایا جی۔ انہوں نے بچے سے پوچھا، بیٹے تمہیں وہ پرچم یاد ہے جو تمہیں اس گھڑ سوار نے دیا تھا؟ اسامہ نے کہا، جی ہاں مجھے یاد ہے۔ وہ عالم کہنے لگے ذرا مجھے بتاؤ وہ کیسا تھا؟ اسامہ نے کہا، تھا تو وہ سعودی عرب کے جھنڈے جیسا ہی مگر اس کا رنگ سبز نہیں تھا بلکہ سیاہ تھا اور اس میں سفید رنگ سے کچھ لکھا ہوا بھی تھا۔ عالم نے اسامہ سے پوچھا کبھی تم نے خود کو بھی لڑتے ہوئے دیکھا ہے اسامہ نے کہا، اس طرح کے خواب تو میں اکثر دیکھتا رہتا ہوں۔

پھر انہوں نے اسامہ سے کہا کہ وہ باہر جائیں اور تلاوت کریں۔ پھر وہ والد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا آپ لوگوں کا آبائی تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے کہا، یمن کے علاقے حضر موت سے۔ کہنے لگے کہ اپنے قبیلے کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے کہا ہمارا تعلق قبیلہ شنوۃ سے ہے جو یمن کا قحطانی قبیلہ ہے۔ عالم نے زور سے تکبیر بلند کی پھر اسامہ کو بلایا اور ان کو روتے ہوئے چومنے لگے ساتھ فرمایا: قیامت کی نشانیاں قریب آگئی ہیں۔

''اے محمد بن لادن آپ کا یہ بیٹا امام مہدی کے لیے لشکر تیار کرے گا اور اپنے دین کی حفاظت کے لیے خطہ خراسان کی طرف ہجرت کرے گا۔ اے اسامہ مبارک ہے وہ جو آپ کے ساتھ جہاد کرے، ناکام ونامراد ہو وہ جو آپ کو تنہا چھوڑ کر آپ کے خلاف لڑے''۔

محمد بن لادنؒ کے اس بیٹے کو آج دنیا شیخ اسامہ بن لادن، امیر تنظیم القاعدۃ الجہاد کے نام سے جانتی ہے۔ اس عظیم مجاہد نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے واقعتاً ہجرت کی، عالمی جہاد کی بنا ڈالی، اسے اپنے خون جگر اور مال سے سینچا اور آج جب کہ وہ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے رب سے جا ملے ہیں تو ایک ایسا دلیر لشکر موجود ہے جو دنیا کے ہر خطے میں دجال کے حلیف صلیبی اور صیہونی لشکروں کو نشانہ بنا رہا ہے اور امام مہدی کی قیادت میں لڑنے کے لیے منظم ہے۔ شیخ اسامہ بن محمد بن لادن ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء کو سعودی عرب کے شہر ریاض میں پیدا ہوئے ان کی والدہ کا تعلق شام سے تھا۔

گھریلو حالات اور خاندانی پس منظر:

شیخ اسامہؒ کے خاندان کا تعلق یمن سے ہے۔ جنوبی یمن کا ساحلی صوبہ حضر الموت عدن کی بندرگاہ کے مشرق میں واقع ہے۔ جب برطانیہ نے جنوبی عرب اور عدن کو آزاد کیا تو دو حصوں میں منقسم کر دیا جن کا نام جنوبی یمن اور شمالی یمن رکھا گیا۔ اس آزادی کے اعلان سے پہلے ہی یمنی تاجروں اور کارکنوں کی بہت بڑی تعداد بہتر مستقبل کی تلاش میں یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کر چکی تھی۔ آزادی کے بعد یہ سلسلہ اور تیز ہو گیا۔

یمن چھوڑ کر سعودی عرب کا رخ کرنے والے ان بے شمار لوگوں میں شیخ اسامہؒ کے نوجوان والد محمد بن لادنؒ بھی شامل تھے۔ جو ۱۹۳۰ء میں حضر موت سے سعودی عرب آئے۔ جو شیلے اور محنتی محمد بن لادن نے اس نئے ملک میں پورے جوش وخروش کے ساتھ کام تلاش کرنا شروع کیا اور جلد ہی انہیں ایک مزدور کی حیثیت سے کام مل گیا۔ محمد بن لادنؒ عرب آئل کمپنی جسے آرامکو بھی کہا جاتا ہے، کے ایک تعمیراتی منصوبے پر ایک مزدور کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ روزانہ انہیں ایک ریال اجرت ملتی تھی۔ اپنے ساتھی کارکنوں کی طرح وہ ایک سخت زندگی گزارتے تھے اور اپنی بچت ایک ٹین بکس میں محفوظ رکھتے تھے۔ کئی برس کی محنت کے بعد بالآخر وہ اتنا پیسہ بچانے میں کامیاب ہو گئے جس سے بہت چھوٹے پیمانے پر بن لادن کنسٹرکشن کمپنی قائم کی جا سکے۔

ابتدا میں محمد بن لادنؒ کی اس کمپنی نے چھوٹے چھوٹے کام سرانجام دیئے لیکن رفتہ رفتہ کام بڑھ گیا، کاروبار پھیلتا گیا۔ ۱۹۵۰ء کے عشرے کے اوائل میں بن لادن کمپنی نے شاہی محلات تعمیر کرنے شروع کر دیئے۔ انہیں اصل کامیابی اس وقت ملی جب ارض مقدس میں مدینہ سے جدہ تک جانے والی ہائی وے تعمیر کرنے کا ٹھیکہ انہیں ملا، یہ محض ایک اتفاق تھا۔

اس ہائی وے کی تعمیر ایک غیر ملکی کمپنی کو کرنی تھی مگر اس غیر ملکی کمپنی نے یہ کام سرانجام دینے سے انکار کر دیا اور یوں یہ بہت بڑا تعمیراتی کام بن لادن کمپنی کو مل گیا۔

یہاں سے بن لادن کا نام اس پورے علاقے میں مشہور ہونا شروع ہوا۔ طویل سڑکوں سے ہوائی اڈوں کی تعمیر تک اور بڑی عمارتوں سے سرکاری دفاتر کی تعمیر تک اس کمپنی کو ہر طرح کا کام ملنے لگا۔ اب کمپنی کو اردن سے لے کر خلیجی ریاست راس الخیمہ تک بہت بڑے تعمیراتی ٹھیکے ملنے لگے۔ ۱۹۶۰ء کے عشرے میں بن لادن گروپ آف کمپنیز محض عرب دنیا ہی کا نہیں بلکہ دنیا کا سب سے بڑا کنٹریکٹر گروپ بن چکا تھا۔

محمد بن لادنؒ، شاہ سعود (دوم) کے قریبی دوست سمجھے جاتے تھے۔ جب شاہ فیصل نے اقتدار سنبھالا تو ملک شدید ترین اقتصادی بحران کا شکار تھا۔ محمد بن لادنؒ نے اس نازک مرحلے پر حکومت کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق چھ ماہ تک سعودی حکومت کے ملازمین کی تنخواہیں اپنی جیب سے ادا کیں۔ ۱۹۶۹ء میں یہودیوں نے مسجد اقصیٰ کو جلایا تو یہ محمد بن لادنؒ ہی تھے جنہوں نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر و مرمت کا مبارک کام کیا۔ جب شیخؒ ۱۳ برس کے تھے تو ان کے والد اپنے چارٹرڈ طیارے کے حادثے میں انتقال کر گئے۔ والد کی وفات کے بعد اُن کے بڑے بھائی سالم نے کاروبار سنبھالا اور پھر کچھ عرصہ بعد شیخؒ نے کاروبار سنبھالا اور آپ کی رہ نمائی میں بن لادن گروپ نے ایک بار پھر بڑے تعمیراتی منصوبوں کو سنبھالنے کا بیڑہ اٹھایا۔ ایک رپورٹ کے مطابق انہیں اپنے والد سے ترکے میں ۸۰ ملین ڈالر ملے جسے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی کاروباری ذہانت و فطانت اور محنت سے ۵۰۰ ملین ڈالر میں تبدیل کر دیا۔

تعلیم اور دین سے محبت:

شیخؒ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ان کے والدین میں علیحدگی ہو گئی۔ شیخؒ کی والدہ نے محمد العطاس سے نکاح کر لیا جو کہ بن لادن کمپنی میں ملازم تھے۔ شیخؒ اپنی بہنوں کے ساتھ والدہ اور سوتیلے والد کے پاس رہے۔ والد کی طرف سے بھائیوں میں شیخؒ کا اکیسواں نمبر تھا اور بہن بھائیوں میں اکتالیسواں تاہم سبھی بہن بھائی اُن کا احترام کرتے تھے۔ ان کے خاندان نے المشرفہ جو کہ جدہ کا قریبی علاقہ ہے میں رہائش اختیار کی۔

کہا جاتا ہے کہ شیخؒ نے شروع میں کچھ عرصہ شام میں تعلیم حاصل کی۔ کیونکہ ان کی والدہ اکثر شام کے علاقے لتاکیہ جاتی تھیں۔ ۱۰ سال کی عمر میں شیخؒ نے وبرناماہائی سکول میں داخلہ لیا۔ یہ سکول لبنان کے علاقے برونامامیں واقع تھا۔ یہاں انہوں نے ایک سال سے کم عرصہ گزارا۔ بروناماہائی سکول چھوڑنے کے بعد وہ کچھ عرصہ لتاکیہ میں رہے۔ پھر وہ واپس جدہ چلے گئے، ۱۹۶۸ء۔۱۹۶۹ء کے دوران میں انہوں نے لشگر ماڈل سکول میں تعلیم حاصل کی۔

شیخؒ نے لڑکپن کی عمر تک تاریخ اسلام اور مجاہدین اسلام سے متعلق سیکڑوں کتابیں پڑھ لی تھیں، وہ کم عمری ہی میں جہاد کی طرف راغب ہو گئے تھے۔ وہ بزرگوں سے مشورہ لے کر اور رہ نمائی حاصل کر کے اسلامی کتب، قرآن وحدیث اور تفسیر کا بغور مطالعہ کرتے، وہ قرآن مجید کی قرأت سننے کے بے حد شوقین تھے۔ اکثر اپنے کمرے میں رات کو ٹیپ ریکارڈ پر کسی نہ کسی معروف قاری کی قرأت سنتے اور پھر اشک بار ہو جاتے۔ وہ مکہ مکرمہ میں ہفتہ وار درس میں ضرور شمولیت اختیار کرتے۔

۱۹۷۹ء میں انہوں نے جامعہ ملک عبدالعزیز سے ایم پی اے (ماسٹر آف پبلک ایڈمنسٹریشن) کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ ملک السعود سے اسلامک اسٹڈیز میں ماسٹرز کی ڈگری لی۔ یونی ورسٹی میں ان کی دلچسپی دینی امور میں بہت زیادہ تھی۔ وہ قرآن سمجھنے میں مشغول رہتے۔ ان کے ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ ہم نے سید قطبؒ کو پڑھا۔ سید قطبؒ کی فکر نے ہماری نوجوان نسل کو بہت متاثر کیا۔ یونیورسٹی میں شیخ دو اساتذہ سے بہت متاثر تھے، ایک استاذ محمد قطب اور دوسرے شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ، جو کہ جہاد کے بہت بڑے راہنما تھے اور عرب دنیا سے جہاد افغانستان میں شرکت کے لیے نوجوانوں کو تیار کرتے تھے۔

شیخؒ کو دین سے محبت ان کے والد محمد بن لادنؒ سے ورثے میں ملی۔ ان کا خاندان جزیرہ عرب کے عام لوگوں کی طرح امام احمد بن حنبلؒ کا مقلد ہے۔ شیخؒ نے کبھی مغربی ممالک میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس حوالے سے گردش کرنے والی خبریں سراسر کذب وافترا پر مبنی ہیں اور اُن میں کوئی حقیقت نہیں۔

شیخؒ، صاحبِ دیوان شاعر تھے اور اپنے خطبات اور بیانات میں اکثر اپنے ہی اشعار پڑھا کرتے تھے۔ شیخؒ کی شاعری امت کے درد اور جہاد کی پکار سے معمور ہوتی، اُن کے اشعار سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رجزیہ شاعری کی یاد دلا دیتے۔

یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران انہوں نے متعدد عالمی تبدیلیوں کا مشاہدہ کیا۔ مثلاً ایران میں شاہ کے خلاف تحریک اور اس کے نتیجے میں خمینی انقلاب کا آنا اور اس کے بعد مسجد حرام پر قبضے کا واقعہ پیش آیا۔ سعودی حکومت 'مسجد کو اس وقت تک نہ چھڑا سکی جب تک فرانسیسی افواج نے اس کی مدد نہ کی۔ اس سے حکومت کی بے بسی شیخؒ پر واضح ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۷۹ء کو جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کر دیا تو شیخؒ فوراً جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔

ازدواجی زندگی:

شیخؒ نے پانچ شادیاں کیں، اُن کا پہلا نکاح ۱۸ سال کی عمر میں اپنی ماموں زاد سے ہوا، اس کے بعد شیخؒ نے چار مزید نکاح کیے۔ شیخؒ کی اپنی پہلی اہلیہ سے علیحدگی ہو گئی تھی۔ شیخ کے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں: عبدالرحمن بن لادن، فیضان نوید بن لادن، سعد بن لادن، عمر بن لادن، عثمان بن لادن، محمد بن لادن، بکر بن لادن، علی بن لادن، عامر بن لادن، حمزہ بن لادن، خالد بن لادن۔

جہادِ افغانستان میں شرکت:

دسمبر ۱۹۷۹ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو پوری اسلامی دنیا سے احتجاج کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ شیخؒ نے اس موقع پر عملی اقدام کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے یونیورسٹی کے بعض اساتذہ سے راہنمائی لی اور کراچی آ گئے۔ شیخؒ نے اپنے اس وقت کے جذبات کا تذکرہ ۱۹۹۳ء میں رابرٹ فسک کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا: ''میں سخت غصے میں آگیا اور فوراً جا پہنچا''۔ شیخؒ نے افغان مہاجرین کے نمائندوں اور افغانستان کی جہادی قیادت سے ملاقات کی۔

شروع میں شیخؒ ایک ماہ تک خفیہ طور پر پاکستان میں رہے اور حالات کا بغور جائزہ لیتے رہے۔ پھر وہ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ وہاں انہوں نے دیگر عرب شیوخ میں مجاہدین کی مدد کے لیے مہم چلائی۔ ان کی تحریض سے ہزاروں عرب نوجوانوں نے میدانِ جہاد کا رخ کیا آپ نے ہی ان کے سفری اخراجات اٹھائے اور ان کے لیے معسکر تعمیر کیے۔ شیخؒ سعودی عرب سے بڑی تعداد میں سامان اور سرمایہ اکٹھا کر کے پاکستان آئے اور افغانی بھائیوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے لگے۔ شیخؒ نے ایک بار افغانستان کے بارے میں کہا کہ "یہاں مسلمانوں کا جو حال ہے اس کے پیش نظر اس ملک میں ایک دن گزارنا عام مسجد میں ایک ہزار دن عبادت کرنے کے مترادف ہے"۔

مکتب الخدمات:

۱۹۸۰ء میں شیخ عبداللہ عزامؒ نے پشاور میں یونی ورسٹی ٹاؤن میں مکتب الخدمات قائم کیا۔ جب کہ ۱۹۸۳ء میں شیخؒ نے بیت الانصار کے نام سے جہادی مجموعہ قائم کیا۔ شیخؒ مالی طور پر ان کے سب سے برے پشتی بان تھے۔ انہوں نے بہت سے گیسٹ ہاؤس کرائے پر لیے ہوئے تھے جہاں پر عرب سے آنے والے مجاہدین کو ٹھہرایا جاتا اور انہیں فکری و جسمانی تربیت دی جاتی۔ ۱۹۸۹ء میں جب شیخ عبداللہ عزامؒ پشاور میں ایک کار بم دھماکے میں شہید کر دیے گئے تو عرب مجاہدین کے قائد کے طور پر شیخؒ کی شخصیت ابھر کر سامنے آئی۔

جہادِ افغانستان میں شیخؒ کی خدمات:

شیخؒ، جہاد بالمال اور جہاد بالسیف ساتھ ساتھ کرتے رہے، مشرقی افغانستان کے صوبے ننگرہار میں عرب مجاہدین کے مراکز میں جا کر تربیت بھی لی اور شریکِ قتال بھی ہوئے۔ ان مراکز نے سات سو کے قریب عرب اور افغان مجاہدین کو تربیت فراہم کی، جن مجاہدین سے بعد میں ہزاروں مجاہدین نے تربیت پائی۔ شیخؒ نے بنفس نفیس افغان جہاد میں مجاہدین کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ ایک موقع پر جب روسی فوجی انہیں پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے تو وہ شیخ: سے صرف ۳۰ میٹر دور تھے جب کہ اوپر سے بم باری اور ٹینکوں کی گولہ باری بھی ہو رہی تھی۔ ایک گولہ ان کے بالکل قریب آ کر گرا لیکن پھٹا نہیں، بعد ازاں چار بم ان کے معسکر پر گرے لیکن وہ بھی نہیں پھٹے۔ شیخؒ میدان جہاد میں تین چار بار زخمی ہوئے، ایک بار بم کے کچھ ٹکڑے آپ کو لگے اور ایک بار آپ گھوڑے سے گرے، آپ کی ہڈی ٹوٹ گئی، پاکستان کے معروف آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر عامر عزیز نے آپ کا علاج کیا اور اس 'جرم' کی پاداش میں ڈاکٹر عامر عزیز کو آئی ایس آئی اور سی آئی اے نے کئی ماہ تک گرفتار رکھا۔

شیخؒ کا کہنا تھا کہ وہ گولیوں اور بموں کی آوازوں سے خوف زدہ نہیں ہوتے بلکہ یہ تو ان کی پسندیدہ آوازیں ہیں کیونکہ تعمیراتی کاموں کے لیے وہ بچپن ہی سے پہاڑوں کو بارود اور بموں سے اڑانے کا کام بڑے شوق سے کرتے تھے۔ جب کہ گن چلانا ان کا بچپن کا شوق تھا۔ ''والد نے بچپن ہی سے دل میں صرف اللہ کا خوف بٹھا دیا تھا اس لیے ہم امریکہ، روس یا اسرائیل کو کچھ نہیں سمجھتے، ہم جب چاہیں ان کی نیندیں حرام کر سکتے ہیں''۔

جن دنوں وہ سوڈان میں رہ رہے تھے، شدید گرمی تھی لیکن وہ ایئر کنڈیشنڈ استعمال نہیں کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں آسان زندگی پسند نہیں، مجاہد کی زندگی جنگلوں، پہاڑوں، غاروں اور ریگستانوں میں گزرتی ہے۔ افغان جہاد میں وہ ایک جرأت مند کمانڈر مشہور تھے۔ پکتیا کے محاذ پر انہوں نے بڑی مشکل اور یادگار جنگ لڑی، کم اسلحہ اور کم نفری سے انہوں نے اس محاذ پر جنگ لڑ کر اسلامی فتوحات کی یاد تازہ کر دی۔ انہوں نے اس جنگ کے دوران شکست دے کر روسی جنرل سے 'اے۔ کے ۴۷' رائفل غنیمت کر لی جو ان کے پاس ہمیشہ محفوظ رہی۔

شیخؒ نے انتہائی بلند پہاڑوں کے درمیان مجاہدین کے لیے سٹور، ڈپو اور ہسپتال تعمیر کیے۔ اس دوران وہ خود بلڈوزر چلاتے اور روسی ہیلی کاپٹروں کی زد میں آنے کا خطرہ مول لیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کلاشنکوف لے کر محاذوں پر لڑتے بھی۔ ۱۹۸۶ء میں شیخؒ کا جاجی کے محاذ پر روسی فوج سے معرکہ بہت معروف ہے جس میں آپ نے پندرہ بیس عرب مجاہدین کے ساتھ روسی یلغار کا سامنا کیا اور ان کو ایک بھرپور مقابلے کے بعد شکست دی۔ ایک سال بعد شیخؒ نے شعبان کے مقام پر سوویت فوجوں کے خلاف ایک لڑائی کی قیادت کی۔ اس لڑائی میں مجاہدین کو بہت سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا، لڑائی میں دشمن بہت قریب تھا، مگر اس کے باوجود کئی گنا طاقت ور روسیوں کو علاقے سے باہر نکال دیا گیا۔ حمزہ محمد جو کہ افغانستان میں ایک فلسطینی مجاہد تھے، بعد میں سوڈان میں بن لادن کمپنی کے ایک تعمیراتی پراجیکٹ کی دیکھ بھال پر مامور ہو گئے، کہتے ہیں:

> ''شیخؒ ہمارے لیے ایک ہیرو کی حیثیت رکھتے تھے، کیونکہ وہ ہمیشہ محاذ پر موجود رہتے سب سے آگے، انہوں نے نہ صرف اپنا مال خرچ کیا، بلکہ انہوں نے خود کو بھی حاضر کر دیا، وہ اپنا عالی شان محل چھوڑ کر غریب افغانوں اور عرب مجاہدین کے درمیان رہتے، وہ انہی کے ساتھ پکاتے اور انہی کے ساتھ کھاتے، ان کے ساتھ ہی خندقیں کھودتے''۔

تنظیم القاعدۃ الجہاد:

تنظیم القاعدۃ الجہاد جو مختصراً القاعدہ کے نام سے دنیا بھر میں جانی جاتی ہے 'کو نوے کے عشرے میں شیخؒ نے قائم کیا جو کہ اب پوری دنیا میں فتنے کے خاتمے، کلمۃ اللہ کی سربلندی اور دعوت منہاج النبوۃ کے لیے جہاد کرنے والی تنظیم ہے۔ القاعدہ کو دیکھنے کا ایک اور انداز بھی ہے کہ اب یہ محض ایک تنظیم کے طور پر محدود نہیں رہی کہ جس کے کچھ بیعت یافتہ اراکین ہوں بلکہ یہ ایک منہج کا نام بن چکا ہے جہاں بھی کفار کے خلاف مزاحمت کا نام لیا جائے اور جہاں بھی کفار اور طواغیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارنے کا نام لیا جائے امت کے دفاع کا، امت کی طرف سے قتال کا تذکرہ آئے تو القاعدہ کا نام خود بخود سامنے آجاتا ہے تو جہاد اور القاعدہ دونوں لفظ لازم وملزوم بن چکے ہیں۔ اور اس اعتبار سے بات کریں تو یہ محض ایک روایتی قسم کی تنظیم نہیں رہی بلکہ امت کی طرف سے جو بھی شرعی منہج کے مطابق قتال کرے گا وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو خواہ کسی بھی نام سے کام کر رہا ہوں وہ القاعدہ ہی کے نام سے پہنچانا جائے گا۔

سعودی عرب واپسی اور امریکہ کی جزیرۃ العرب میں آمد:

۱۹۸۹ء میں بالآخر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مجاہدین کی کوششیں رنگ لائیں۔ روسی افواج افغانستان سے پسپا ہو کر نکل گئیں۔ افغان مجاہد تنظیموں کی باہمی چپقلش کی وجہ سے شیخ بہت بے چین اور آزدہ خاطر رہتے تھے، اُنہوں نے اپنے تیئں تمام کوششیں کیں کہ روس کے خلاف جہاد کے ثمرات ضائع نہ ہونے پائیں اور افغان مجاہدین کی قیادت باہم شیر وشکر ہو کر شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کی جانب اپنی توجہات مبذول کریں لیکن اُنہیں اپنی کاوشوں میں قابل قدر کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ ان حالات میں شیخؒ سعودی عرب واپس چلے گئے۔ اس دوران میں شیخؒ کئی ممالک میں اسلامی جماعتوں اور جہادی مجموعات کی مالی معاونت کرتے رہے۔ جن میں مصر، الجزائر، تیونس، یمن، فلپائن اور دیگر ممالک شامل تھے۔

اسی دوران میں ۱۹۹۰ء میں عراق کویت تنازعہ کو بنیاد بنا کر امریکہ نے اپنی فوجیں سرزمین حرمین میں اتار دیں۔ شیخؒ نے امریکی افواج کی جزیرۃ العرب آمد کے خلاف بھرپور انداز میں آواز اٹھائی۔ آپؒ نے سعودی شاہی خاندان کے فرمانروا شاہ فہد کو پیش کش کی کہ اگر امریکہ کی مدد لینے سے انکار کر دیا جائے تو مجاہدین اللہ کی مدد کے سہارے عراقی فوجوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں اور اُنہیں شکست سے دوچار کر سکتے ہیں۔ لیکن شاہ فہد نے شیخؒ کی اس پیش کش پر کان دھرنے کی بجائے امریکہ کی گود میں ہی جائے پناہ تلاش کرنے کو ضروری سمجھا۔ نتیجتاً شیخؒ نے اس اقدام کے خلاف عامۃ المسلمین کو بیدار کرنے کا بیڑہ اٹھایا، آپؒ نے شہر شہر جا کر مساجد میں اپنے خطابات اور بیانات کے ذریعے مسلمانوں کو اس خطرے کا ادراک کروایا۔ علمائے کرام کو اس اہم شرعی مسئلے کے حوالے سے میدانِ عمل میں نکالنے کے لیے آپ نے جدوجہد کی اور جزیرۃ العرب میں صلیبی افواج کی موجودگی کے خلاف پانچ سو سے زائد علما کے دستخطوں سے ایک فتویٰ جاری کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی سرگرمیوں کے باعث ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۱ء تک ان کا پاسپورٹ سرکاری تحویل میں رہا۔

شیخؒ فرماتے تھے:

> ''روس کمیونسٹ بلاک کا سر تھا، روس کے ٹوٹنے سے مشرقی یورپ میں کمیونزم ختم ہو گیا۔ اگر امریکہ کا سر کاٹ دیا جائے تو عرب بادشاہتیں ختم ہو سکتی ہیں، امریکہ کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ مقدس سرزمین میں داخل ہو گیا، ایک لاکھ ۲۰ ہزار فوجی سعودی عرب میں کس کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں؟ مسلمانوں کی غیرت کہاں ہے؟ کیا وہ اپنے کعبہ کی حفاظت خود نہیں کر سکتے؟ بعثت نبویؐ سے پہلے مکہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو بھیجا تھا جنہوں نے کنکریاں گرا کر ابرہہ کے لشکر کو تباہ کیا۔ آج ایک ارب مسلمان موجود ہیں، اب ابابیلیں نہیں آئیں گی، مسلمانوں کو خود اٹھان ہو گا، مسلمان وائٹ ہاؤس کی بجائے کعبۃ اللہ کی فکر کریں''۔

شیخؒ نے ۱۹۹۱ء تک اس بات کا انتظار کیا کہ امریکی افواج واپس چلی جائیں مگر اس ڈیڑھ برس میں انہیں اندازہ ہوا کہ حکومت کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ امریکی افواج کو سعودی عرب سے باہر نکال سکے۔ چنانچہ انہوں نے سعودی عرب سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا۔ بلادِ حرمین میں یہود ونصاریٰ کو لانے کے فیصلے پر حکومت پر تنقید کرنے کی وجہ سے ان کو نظر بند کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے ایک بھائی سے جو کہ شاہ فہد کے قریب تھے، کہا کہ وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں پاکستان جانا چاہتے ہیں۔ ان کے بھائی کی نائب وزیر داخلہ شہزادہ احمد سے گہری دوستی تھی۔ تاہم وزیر داخلہ شہزادہ نائف سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ جب وزیر داخلہ شہزادہ نائف غیر ملکی دورے پر گیا تو قائم مقام وزیر داخلہ شہزادہ احمد نے شیخؒ کی نقل و حرکت پر پابندی ختم کر دی۔ شیخؒ اپریل ۱۹۹۱ء میں سعودی عرب سے پاکستان اور پھر افغانستان پہنچ گئے۔ افغانستان میں اس وقت مجاہدین آپس میں دست و گریبان تھے۔ شیخؒ نے ان کی صلح کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر کار انہوں نے سوڈان جانے کا فیصلہ کر لیا۔

سوڈان میں پانچ سال قیام:

سوڈان کے رہنما حسن الترابی نے ۱۹۹۱ء میں خرطوم میں شیخؒ کا استقبال کیا۔ وہ عرب مجاہدین جو افغان جہاد میں شیخؒ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سوڈان کا رُخ کیا اور ان کی کمپنیوں میں ملازمت کر لی۔ اس وقت جنرل عمر البشیر کو فوجی انقلاب کے ذریعے اقتدار سنبھالے دو برس ہوئے تھے۔ حسن الترابی کی جماعت عمر بشیر کی حکومت کی حامی تھی۔ شیخ نے سوڈان میں ۵ سال قیام کیا، آخر کار سوڈان کی حکومت نے امریکی دباؤ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے اور شیخؒ سے درخواست کی کہ وہ سوڈان کو چھوڑ دیں۔

افغانستان واپسی:

۱۹۹۶ء میں شیخؒ نے اپنے خاندان کے ساتھ افغانستان ہجرت کی۔افغانستان میں ان دنوں سابقہ جہادی رہ نما اقتدار سے محروم ہو کر شمالی علاقے تک محدود تھے اور طالبان عالیشان اقتدار سنبھال رہے تھے۔

امریکہ کے خلاف اعلان جہاد اور مسجد اقصیٰ کی آزادی:

شیخؒ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دنیا بھر میں بالعموم اور فلسطین میں بالخصوص مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی پشت پناہی امریکہ کر رہا ہے۔اس لیے القاعدہ دنیا کے مختلف حصوں میں امریکی اہداف کو وقتاً فوقتاً نشانہ بناتی رہی۔ فلسطین اور لبنان میں مسلمانوں کے قتل عام ،دو مقدس مقامات پر امریکی قبضے، ملکی وسائل پر مغربی قبضے، سعودیہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال خصوصاً علما اور مجاہدین کی گرفتاریوں کے سبب، شیخؒ نے ۱۹۹۶ء میں امریکہ کے خلاف باقاعدہ اعلانِ جہاد کیا۔ ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کو انہوں نے اپنا پہلا بیان جاری کیا، جس کا عنوان تھا ''اسامہ بن محمد بن لادن کی طرف سے اعلانِ جہاد''۔ اس بیان میں امریکی فوج کے لیے وارننگ تھی کہ وہ سرزمین مقدس کو فوری طور پر چھوڑ جائیں ورنہ ان کے خلاف وہی مجاہدین اٹھ کھڑے ہوں گے جنہوں نے پہلے روسی افواج کو شکست دی تھی۔

شیخؒ اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ عالم اسلام کا اصل مسئلہ بیت المقدس کا پنجۂ یہود میں ہونا اور مسلمان ملکوں میں امریکی مداخلت ہے۔اگر امریکہ کمزور ہو جائے تو خلیجی ممالک کے حکام خود بخود کمزور ہو جائیں گے اور اس کا حل مسلم اکثریت والے خطوں میں امریکی مفادات کے خلاف مسلح جہاد ہے۔

شیخؒ اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ عالم اسلام کا اصل مسئلہ بیت المقدس کا پنجۂ یہود میں ہونا اور مسلمان ملکوں میں امریکی مداخلت ہے۔اگر امریکہ کمزور ہو جائے تو خلیجی ممالک کے حکام خود بخود کمزور ہو جائیں گے اور اس کا حل مسلم اکثریت والے خطوں میں امریکی مفادات کے خلاف مسلح جہاد ہے۔

نائن الیون اور شیخ کی شخصیت کا عروج:

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ اس وقت اپنی تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار ہوا جب واشنگٹن میں امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون کی عمارت اور نیویارک میں تجارتی مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر سے تین طیارے ٹکرا دیے گئے اور محکمہ خارجہ (اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ) کے باہر کار بم دھماکا ہوا۔امریکا میں ہونے والے ان فدائی حملوں کے باعث ہزاروں امریکی ہلاک اور اتنے ہی زخمی ہوئے جب کہ اربوں ڈالر کا نقصان ہوا۔ ملک کے تمام ہوائی اڈے بند کر دیئے گئے اور وائٹ ہاؤس سمیت اہم سرکاری عمارتیں خالی کرالی گئیں۔

امریکہ پر حملوں کی جو منصوبہ بندی شیخؒ نے کی اس میں انہوں نے امریکہ پر چار سے زیادہ طیّاروں کے ذریعے سے حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔وہ کہتے تھے کہ امریکہ پانچ، چھ یا دس طیّاروں کی مار نہیں، لیکن اُنہوں نے حملہ کرنے میں جلدی کی،اِس کی دو وجوہات تھیں۔

ا۔ شیخؒ جان چکے تھے کہ امریکہ ،افغانستان پر حملے کی منصوبہ بندی کر چکا ہے،اس لیے شیخؒ نے چاہا کہ اس پر پہلے ہی اچانک حملہ کر کے اسے رسوا کر دیں۔

۲۔ فلسطین کی صورت حال پر شیخؒ انتہائی رنجیدہ تھے،اس لیے انہوں نے جلدی حملہ کیا۔ اور امریکہ پر چار طیاروں کے ذریعے حملہ کرنے میں مصلحت جانی اور بقیہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ دیا۔اُنہیں علم ہوا کہ فلسطین کی خواتین،اُن کی تصاویر اٹھا کر سڑکوں پر آ گئی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ :''اسامہ تیرا وعدہ کہاں ہے؟''۔

اِس واقعے پر اُنہیں شدید غم ہوا اور تین دن تک اُنہوں نے کسی سے بات تک نہیں کی۔اِس کے کچھ ہی دنوں بعد ستمبر کے مبارک واقعات پیش آئے،ان واقعات پر امت مسلمہ میں سب سے زیادہ خوشی کا اعلانیہ اظہار فلسطینیوں نے ہی ہوئی فائرنگ، مبارک سلامت اور مٹھائیوں کی تقسیم کے ذریعے کیا۔ پھر اُنہوں نے فلسطینیوں کی مدد کے حوالے سے اپنی وہ مشہور قسم اُٹھائی کہ جو کئی سال گزرنے کے باوجود بھی یادگار ہے۔

۱۱ ستمبر کے مبارک واقعات سے پہلے مصر کے جوہری سائنسدانوں میں سے ایک کی ذمہ داری تھی کہ وہ ایٹمی اسلحہ کی تیاری کرے اور اِس کے لوازمات خریدے۔ شیخؒ نے اِس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بہت سی رقم خرچ کی تھی اور اِن مصری ایٹمی سائنسدانوں نے ایک چھوٹے سے ایٹم بم کو پھاڑنے کا تجربہ بھی کیا تھا۔اِس ایک چھوٹے سے ایٹم بم نے بہت ہی بڑا اور تباہ کن دھماکہ کیا تھا، جس نے مجاہدین کی قیادت کو خوش کر دیا تھا۔ شیخؒ بذاتِ خود اِس منصوبے کا مرحلہ وار جائزہ لیتے رہے۔

گیارہ ستمبر کے نتیجے میں وہ سب کچھ عیاں ہو گیا جو پہلے صرف مخصوص لوگوں کو ہی معلوم تھا کہ اسلام کے ازلی دشمن یہود اور نصاریٰ ہیں،عالم اسلام میں موجود بر سر اقتدار طبقہ در اصل امریکہ کا منظور نظر ہے اور ان کے مسلسل اقتدار میں رہنے کی وجہ بھی امریکہ کی پشت پناہی ہے، مسلم خطوں میں بالعموم اور خلیجی ریاستوں میں بالخصوص امریکہ کے فضائی اور بحری اڈے موجود ہیں، مسلم ممالک میں بر سر اقتدار طبقہ اور یہاں کی فوجیں امریکہ سے حد درجے خائف ہیں اور یہ کسی صورت میں اپنا دفاع کرنے کے لیے ہاتھ پیر نہیں ماریں گے۔

گیارہ ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد شیخؒ کو عالمی شہرت ملی اور انہیں امریکہ کے ایک مضبوط حریف کے طور پر جانا جانے لگا۔امریکہ نے ان کی گرفتاری یا شہادت پر پچیس ملین ڈالر انعام کا اعلان کیا۔امریکہ نے انہیں دہشت گرد کے طور پر متعارف کروایا مگر عالم اسلام نے انہیں ایک عظیم قائد اور مجاہد کی حیثیت دی۔ وہ پوری دنیائے اسلام کے ان مسلمانوں کے محبوب بن گئے جو اسلام کے غلبے کی خواہش رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بے بسی پر غم زدہ ہوتے ہیں۔ گیارہ ستمبر کے بعد ہزاروں مسلمانوں نے القاعدہ میں شمولیت اختیار کی۔

شیخؒ کے اوصاف 'اتباعِ سنت، حیا اور غیرت:

شیخؒ اپنی زندگی میں نہایت درجہ متبع سنت علیہ السلام تھے۔ جزیرۃ العرب کے مجاہدین کے امیر شیخ ابو بصیر ناصر الوحیشیؒ جو شیخؒ کے ذاتی محافظ بھی رہے، قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں شیخؒ سے زیادہ سنت کا اتباع کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ جنہوں نے بھی شیخؒ کے ساتھ وقت گزارا وہ گواہی دیتے ہیں کہ شیخ بہت حیادار اور شرمیلے تھے۔ ساتھیوں سے بھی آنکھیں جھکا کر بہت دھیمے انداز میں بات کرتے تھے لیکن جب دینی غیرت کا معاملہ ہوتا تو چہرہ سرخ ہو جاتا اور آواز اونچی ہو جاتی۔ عرب صحافی عبد الباری عطوان کہتے ہیں کہ

> ''آج کل ہم عرب لوگوں میں اتنا عاجز اور منکسر المزاج فرد ہونا ناممکن ہے جتنا شیخؒ عاجز اور متواضع تھے''۔

صلیبی جنگ کے دس سالوں میں مجاہدین کی قیادت:

امریکہ کے افغانستان پر حملے کے دوران میں شیخؒ نے مجاہدین کی براہ راست قیادت کی۔ وہ محاذوں پر سب سے آگے ہوتے اور مجاہدین کا بہت زیادہ خیال رکھتے۔ شروع جنگ میں بمباری کے دوران میں شیخؒ تورابورا کے پہاڑوں سے سب سے آخر میں اُس وقت باہر آئے، جب اُنہیں اطمینان ہو گیا کہ سب مجاہد خیریت سے اُتر چکے ہیں اور خود مسلسل بمباری اور خطرے کا سامنا کرتے رہے، پھر جب سب خطرے سے دور ہو گئے، تو خود بھی باہر آ گئے۔ ان کا ایک مشہور قول ہے، جو وہ اُس وقت کہتے کہ جب کوئی ایسا فرد اُن کے پاس آتا جو پہلے لڑائی کے میدان میں نہیں اترا ہوتا تھا۔ وہ اُن سے کہنے لگتا کہ اگر آپ اِس طرح کرتے یا اُس طرح نہ کرتے، تو بہتر تھا؟ تو شیخؒ اُسے ایک انتہائی اہم جملہ کہتے کہ جو آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ وہ فرماتے کہ:

> ''جہاد اسلام کی چوٹی کا عمل اور جو چوٹی کے نیچے ہوتا ہے، وہ اپنے نیچے سب کچھ واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ جبکہ جو نیچے ہوتا ہے، وہ ایسا نہیں کر سکتا''۔

مجاہدین کو اطاعت امیر کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے:

> ''اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں، تو تم میں سے کسی کی بھی مجھ سے محبت، اُسے اِس راستے کو چھوڑ دینے پر آمادہ نہ کرے بلکہ تم پر جو امیر بھی بنایا جائے، اُس کی بات سنو اور اطاعت کرو''۔

افغانستان پر صلیبی یلغار کے شروع میں جب مجاہدین (تورابورا) کے غاروں میں چلے گئے، تو شیخؒ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بچھو اس خندق نما غار میں آ گرا ہے، جس میں وہ خود موجود ہیں۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی آپ نے اِس خندق کو چھوڑ دیا اور اِس کے دو یا تین دن بعد ہی طیّاروں نے اس خندق پر بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا۔ یہ بم باری اس وجہ سے ہوئی کہ ایک منافق نے وہاں چِپ (سم) پھینک دی تھی، جو کہ طیّاروں کی رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندے شیخ اُسامہؒ کی حفاظت فرمائی۔

شیخؒ نے نہ صرف افغانستان کے محاذ پر صلیبی جنگ کے مقابل مجاہدین کی قیادت کی بلکہ پوری دنیا میں صلیبی اہداف کو نشانہ بنانے کے لیے موثر حکمت عملی ترتیب دی۔ ان کی قیادت میں مجاہدین نے دنیا کے مختلف علاقوں میں صلیبی اور صیہونی افواج کو نشانہ بنایا۔

شیخ کی خواہشِ شہادت:

۱۹۹۸ء میں قندھار ایئر پورٹ کے قریب ایک خفیہ مقام پر انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے بار بار اپنی ممکنہ شہادت کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ

> ''مجھے علم ہے کہ میرا دشمن طاقت ور ہے لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے مار تو سکتے ہیں لیکن زندہ گرفتار نہیں کر سکتے۔ اگر میں مر بھی گیا تو امریکیوں کے خلاف جنگ ختم نہیں ہو گی میں اپنی گن میں آخری گولی تک لڑوں گا، شہادت میرا سب سے بڑا خواب ہے اور میری شہادت سے مزید اسامہ جنم لیں گے''۔

شیخؒ نے متعدد بار خود سے کیا گیا وعدہ پورا کیا اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ بالآخر اللہ نے اپنے بندے کے وعدے کو سچ کر دکھایا اور آپ نے ۲ مئی ۲۰۱۱ء کو جام شہادت نوش کر لیا۔ شہادت کی وہ تمنا جس کے لیے انہوں نے اپنی شاہانہ زندگی چھوڑ کر سنگلاخ پہاڑوں کو مسکن بنایا، بتیس برس دنیا کے مختلف محاذوں پر سخت دشواریوں کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر پوری ہوئی اور وہ اپنے رب سے اس حال میں ملے کہ ان کے تربیت یافتہ بے شمار مجاہدین 'اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ شیخؒ کو انبیاء اور صالحین کے ساتھ ملائے اور جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

زبان کی گواہی سے ______ لہو کی گواہی تک!

عمران صدیقی

الله اکبر الله اکبر　　الله اکبر الله اکبر

اشهدان لااله الا الله　　اشهدان لااله الا الله

اشهدان محمد رسول الله　　اشهدان محمد رسول الله

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

یہ الفاظ تو ہماری سماعت کے لیے نئے نہیں ہم مسلمان ہیں ہمارے معاشرے میں پھیلی چھار سو مساجد سے روزانہ پانچ وقت اذان و تکبیر میں یہ کلمات باقاعدہ لاؤڈ سپیکر پر بلند ہوتے ہیں لیکن شاید ان الفاظ کے معانی سننے والوں کے لیے غیر مانوس ہو چکے تھے، اس کی حقیقت خو دکہنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی، جب وہ کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے تو زمین پر بڑے بن کر رہنے والوں کو ان کلمات سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی کوئی رنج نہیں یا کوئی چیلنج محسوس نہیں ہوتا اور جب مؤذن پکارتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ یعنی وہ اللہ جو سب سے بڑا ہے کائنات کا خالق و مالک ہے، مدبر الامر ہے وہی ساری مخلوقات کی طرف سے بندگی و عبادت کا اکیلا مستحق ہے یہ شہادت ہر قسم کی بندگی و عبادت کو مخلوق سے توڑ کر ایک اللہ کے ساتھ جوڑتی ہے۔ وہ عبادت قلبی ہو، محبت، خوف و رجاء، توکل و بھروسہ یا عبادت قولی، مالی و بدنی وہ دعا، استغفار، استعاذہ، استغاثہ، نذر و نیاز، ذبیحہ، قربانی، قیام و رکوع، سجدہ، طواف و اعتکاف یا وہ عبادت اطاعت ہو ساری مخلوقات میں سے اس کا کوئی حق نہیں رکھتا یہ ایک رب العالمین کے لیے ہے اور ساری مخلوقات میں سے کوئی اس کا حق نہیں رکھتا نہ کوئی فرشتہ، نہ جن، نہ کوئی انسان، نہ حیوان، نہ کوئی شجر، نہ پتھر، نہ سورج، نہ چاند ستارے، نہ آگ، نہ کوئی نبی، نہ پیر، نہ فقیر، نہ کوئی حکمران، نہ عوام، نہ پارلیمنٹ، نہ کوئی قبر، نہ مزارات، نہ کوئی فرعون، نہ نمرود اور نہ کوئی امریکہ، نہ چین ___ بڑائی صرف ایک اللہ کے لیے ہے اور بندگی کا حق صرف اسی کا ہے۔

پھر ہم گواہی دیتے ہیں اشھد ان محمد رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں یعنی بندگی و عبادت کا حق تو صرف اللہ کے لیے ہے اور عبادت و بندگی کا طریقہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا جائے گا عبادت تو اللہ کی ہو گی اور شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چلے گی قیامت تک کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کی شریعت اور قانون چلائے۔

کم ہی لوگ ہیں جو ان عظیم الشان کلمات کو ان کے عظیم الشان معانی کی تفہیم کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور شیطان کا دجل یہ ہے کہ بن سمجھے ان کلمات کو جتنا مرضی اونچا کوئی دہراتا چلا جائے لیکن اللہ کی بڑائی، رب دوجہاں کی بلا شرکت غیرے عبادت اور شریعت محمدیہ کی شعوری آواز کی زبانی کی گواہی اور شہادت حق ہی معاشرے میں مشکل بنادی گئی، شیخ اسامہ ان جواں مردوں، مجاہدوں کا سرخیل بن کر ابھرے، جنہوں نے صرف زبان سے نہیں بلکہ اپنے لہو سے ان کلمات کی سچائی پر گواہی ثبت کر دی، وہ ایک اللہ کی عبادت و بندگی اور نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی سربلندی و بالادستی کے لیے سر بکف نکلے اور تمام جہاں والوں کے لومتہ لائم کی پرواہ کئے بغیر اپنے مشن پر جان قربان کر گئے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

''کہہ دو میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے''۔

شیخ اسامہؒ نے کہا تھا:

''ہماری جنگ توحید و شرک کی جنگ ہے، کافر اس عنوان سے گھبراتا ہے، میڈیا پر ان کا کنٹرول ہے اور وہ ہمارے اس عنوان کو ہی درست طور پر پیش نہیں کرتا''۔

ایک ایسے ماحول اور زمانہ میں جسے کیپٹل ازم (سرمایہ داری) کے غلبے کا دور کہا جاتا ہے، مارمادوک پکتھال (Capitalism) کا ترجمہ 'تکاثر' کرتے ہیں یعنی مادیت پرستی کا ایسا زمانہ کہ ہر شخص ہل من مزید؟ کی دوڑ میں لگا ہے مال و دولت، لشکر و اقتدار، عزت و شہرت، عورت و اولاد، سونا و چاندی، غرض دنیا کی زیب و زینت اور چمک دمک نے ہر انسان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے، یہاں تک کہ اس حرص و حسد اور حب الدنیا و کراہیتہ الموت کے جال میں جبہ و دستار، پیر و پادری و پنڈت بھی محفوظ نہ رہے۔ دنیاداروں کا تو کہنا ہی کیا، دین دار بھی فتنہ مال سے اپنا دامن بچانہ سکے، دنیا کی محبت نے انہیں بھی اپنے گھیرے میں لے لیا ہے پھر عالم عرب جہاں تیل کی دولت آنے کے بعد یورپ و امریکہ سے لوگ پیسہ کمانے کے لیے رخ کرتے ہیں وہاں سے جوق در جوق، اپنی زندگیوں اور جوانیوں کا اللہ مالک الملک سے جنت کے بدلے میں سودا کرنے والے ___ ان اہل ایمان کا سربراہ شیخ اسامہ بن لادنؒ!

خالدؓ بن ولید کی یاد تازہ ہوئی جب انہوں نے لشکر کفر سے مخاطب ہو کر کہا تھا:

''میں تم پر ایک ایسا لشکر لایا ہوں جو موت کو اتنا محبوب رکھتے ہیں جتنا تم زندگی سے محبت کرتے ہو''۔

ایک امیر زادہ، اپنے آرام دہ محلات، لمبے چوڑے کاروبار اور مزے کی زندگی چھوڑ کر اپنے رب سے محبت نبھانے نکلا، آخرت کی زندگی بنانے چلا۔ زبان کی گواہی کے ساتھ لہو کی

گواہی بھی ثبت کر گیا! سامراجیت اور استعماریت کے اس نئے دور میں، جب ساری دنیا کا کفر مسلمانوں پر ظلم کرنے کے لیے اکٹھا ہو گیا، فلسطین اور بیت المقدس کے مسلمان اسرائیلی یہودیوں کے ظلم میں پس رہے تھے، سرخ ریچھ نے اپنے پنجے افغانستان میں گاڑ دیے تھے، کشمیر کے مسلمان ہندو بنئے کے دام میں اسیر ہو چکے تھے اور ان ''مقدس'' سرحدوں کے پار دیکھنا بھی گناہ سمجھا جا رہا تھا۔

کچھ اللہ کے بندوں نے 'امت' کا تصور زندہ کیا اسلام کی اخوت کی پکار لگائی۔ عقیدہ الولاء والبراء کی یاد کرائی، خلافت کا بھولا ہوا سبق دہرایا، تو اس پکار کی طرف لپکنے والوں اور اس سبق کو پھر سے ازبر کرنے والوں میں جوان اسامہ بن لادن بھی تھا جب روس شکست کھا چکا تو نصرانیوں نے صلیب کا علم بلند کیا، نصرانیوں کا سرخیل امریکہ تھا تب مسلمانوں نے ٹھان لی کہ 'سب سے پہلے امریکہ'۔ اس وقت اہل جہاد کی قیادت شیخ اسامہ بن لادن نے سنبھال لی، وطنیت اور قومیت کی خود ساختہ ''مقدس'' لکیریں مٹنے لگیں، عرب و عجم سے، مشرق و مغرب سے فرقہ واریت کے رنگ پھیکے پڑنے لگے، مسلمان امت بننے لگے، اہل سنت کو خلافت یاد آنے لگی، مظلوموں کو حوصلے ملنے لگے اور شیخ اسامہ نے کہا:

''ہم لڑ تو افغانستان میں رہے ہیں لیکن ہماری نظریں فلسطین (بیت المقدس) پر ہیں''۔

خلافت عثمانیہ کا سقوط ہوا پھر مسلمان ملکوں، قوموں اور وطنوں میں تقسیم کر دیے گئے جنگ عظیم دوم کے بعد استعمار اپنے فوجی اور جسمانی غلبے کو مسلمان علاقوں پر قائم نہ رکھ سکا لیکن اسے چھوٹے چھوٹے علاقوں میں تقسیم کر دیا پھر ہر جگہ کوئی نہ کوئی خنجر گھونپ دیا۔ کہیں کشمیر، کہیں قبرص، کہیں چیچنیا، کہیں کُرد اور کہیں اسرائیل، پھر بھی آزادی اسی وقت دی جب یقین کر لیا کہ اللہ کی حاکمیت دوبارہ قائم نہ کی جائے گی اور انسانی حاکمیت، عوام کی حاکمیت، اکثریت کی حاکمیت یا موروثی بادشاہت قائم ہو گی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت غالب نہ کی جائے گی، ساری مسلم دنیا سیکولرازم کے جال میں الجھ گئی، مذہب اسلام اور سیاست جمہوریت، انفرادی زندگی مذہب کے تابع کرنے کی بجائے بلکہ اقوام متحدہ کے کافر سربراہوں کے تابع کر دی گئی۔ اسلامی خطوں میں انسانی حاکمیت کے خلاف عقیدہ کی جنگ کھڑی کرنا اور اسے اسلام اور کفر کا فرق بنا دینا اور اسے مرجئہ کی تفریط اور خوارج کے افراط سے بچا کر رکھنا۔

علمائے اسلام اور مجاہدین اسلام نے اپنے خون سے آب یاری کی جس کی قیادت شیخ اسامہ بن لادن کر رہے تھے۔ مسلمانوں کے ملکوں کے ساتھ ان کے جان و مال پر بھی کافروں کی نظریں لگی ہیں مقدس مقامات اور مسلمانوں کی مقدس عزت و آبرو بھی کافروں کے نشانہ پر ہیں جزیرہ عرب میں امریکہ اور مغربی کافر افواج نے ڈیرے لگائے تو ایک طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب'' کو مجاہدین نے اپنا شعار بنایا اور شیخ اسامہ نے اس کو اپنے مشن کا بنیادی شعار قرار دیا ہے۔ اس پر سعودی حکمرانوں کو مجاہدین کی طرف سے پیش کش کی گئی جسے ٹھکرائے جانے کے بعد انہوں نے امریکیوں اور اتحادیوں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا اور مسلمان علاقوں کو کافر افواج سے پاک کرنے اور مسلمانوں کے اموال و دولت اور معدنیات کو کافروں کے قبضہ اور چنگل سے آزاد کرانے کو بھی جہاد بنایا اور اس کا مقصد توحید کی دعوت کے لیے معاونت قرار دیا۔

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی غربت ثانیہ کے اسی دور میں جب نہ صرف مسلمان، مظلوم اور کمزور ہو کر رہ گئے بلکہ اسلام کے مفاہیم ہی بگاڑ اور اجنبیت کا شکار ہو کر رہ گئے، شیخ اسامہ بن لادن نے سورۃ صف کی آیت کے مصداق مسلمانوں کی عزت کے لیے وہ راہ چنی جسے خود مالک کائنات نے اپنے کلام میں نازل کیا اور جسے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے عزیز از جان کیا۔

عقیدہ توحید کی عظمت اور شریعت محمدیؐ کی بالادستی کے لیے اپنی جان اور مال کو کھپا دینا اور سائنس و ٹیکنالوجی کی جدت اور مال و دولت اور لاؤ لشکر کی کثرت کے باوجود کافروں سے اللہ کے توکل پر ٹکرا جانا، یہ وہ بھولا ہوا سبق تھا جو مسلمان کتاب و سنت میں بند کر کے تاریخ کے حوالے کر چکے تھے۔ شیخ اسامہ نے اس بھلا دیئے گئے سبق کو بڑے بلند آہنگ کے ساتھ زندہ کیا۔

معرکہ گیارہ ستمبر سے کچھ پہلے جب امریکہ شیخ کو قتل کرنے کے لیے کبھی سوڈان اور کبھی افغانستان پر میزائل برسا رہا تھا اور آپ طالبان کے افغانستان میں کسی پہاڑ کے غار میں مسکن بنائے ہوئے تھے۔

ایک انٹرویو میں کسی نے پوچھا: ''آپ جیسا کمزور شخص اور مسلمان ساتھی امریکہ کی سپر پاور کو چیلنج کر رہا ہے جب کہ آپ کھلے آسمان تلے اطمینان سے رہائش نہیں رکھ سکتے تو یہ مقابلہ کس طرح ہو پائے گا؟''۔ جواب دیتے ہوئے شیخؒ نے کہا:

> ''یہ مقابلہ کفر و اسلام اور شرک و توحید کا ہے اور ہم اس مقابلے میں فقط اللہ کے توکل و بھروسہ پر اترے ہیں اب تک جو کچھ ہو چکا وہ ہمارے اور مسلمان امت کے اطمینان کے لیے کافی ہے کبھی یہ ایک شخص تھا جس نے امریکہ کو چیلنج کیا پھر ایک جماعت منظم ہو گئی پھر ایک ملک (افغانستان) بن گیا جس نے اپنے آپ کو امریکی مغربی دجالی زنجیر سے نکال لیا، اب امریکہ اور مغرب پریشان ہے کہ اگر دنیا کا یہ کمزور ترین اور پس ماندہ ترین ملک امریکہ کی مخالفت کر کے زندہ رہ جاتا ہے تو پھر پاکستان، سعودیہ اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی یہ سوچنا شروع کر دیں گے۔ اسی سوچ نے مغرب کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ یہ ایک شخص، ایک گروہ یا ایک ملک کا مسئلہ بھی نہیں، یہ تو ایک عقیدہ، ایک فکر، ایک سوچ، ایک منہج کا مسئلہ ہے جو روز بروز مسلمانوں کے ہاں پذیرائی پا رہا ہے

(بقیہ صفحہ ۳۵ پر)

شیخ اسامہؒ کے نقش قدم پر

شیخ ابی منذر الشنقیطی

شیخ اسامہؒ امت مسلمہ کی ایسی آواز تھی جو اس کی تکالیف اور پریشانیوں کی ترجمانی کرتی تھی۔ ہمیں اُن کی غم ناک آواز میں ہر زخمی کی آواز، ہر مجروح کی آہ، ہر گمشدہ بچے کی ماں کا رونا اور ہر طفلِ معصوم کی چیخ و پکار کی گونج سنائی دیتی ہے۔

ہم ظالموں اور سرکشوں کے ہاتھوں ذلیل و مقہور امت مسلمہ کے آنسوؤں کی آنکھوں سے ٹپکتے دیکھتے تھے۔ اُن کے نظریات اور اُن کے افعال امت کی نبض اور اس کے جذبات کے آئینہ دار اور اس کی تمناؤں اور مرادوں کے حقیقی ترجمان تھے۔ اور ان کے کلمات لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں اٹھنے والی اُمنگوں کی تعبیر تھے۔

تیس سال سے شیخ اسامہؒ جہاد کا پرچم تھامے اپنے دین اور اپنی امت کا دفاع کر رہے تھے۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے پوری امت کے دلوں میں اُن کے لیے قبولیت و محبت اور کفار کے دلوں میں اُن کی ہیبت ڈال دی۔

اُن کے پرسکون کلمات کی گونج آفاق میں پھیلتی اور سینوں اور دلوں پر راج کرتی تھی جو دوستوں کو جوش دلاتی اور دشمنوں کے دلوں میں رعب طاری کرتی۔ اور ان کا جہاد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق تھا کہ:

أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ(المائدة:۵۴)

''مومنوں کے لیے نرم اور کفار کے لیے سخت''۔

کتنے ہی مومن اُن کی تعلیمات اور اُن کی پکار سن کر سکون محسوس کرتے تھے۔ اور کتنے ہی کفار کے جمگھٹے ایسے تھے کہ جو اُن کی دھمکیوں اور وعیدوں کو سُن کر بے سکون رہتے تھے۔

فبأس يذوب الصخر من حر ناره... ولطف له بالماء ينبجسُ الصَّخر

"وہ ایسا طاقت ور خوف ہے کہ جس کی حرارت سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں۔ اور وہ اتنا نرم ولطیف ہے کہ جیسے پتھر سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلے"۔

انہوں نے اپنے دین اور اپنی امت کی نصرت کی راہ میں اپنا سب کچھ لٹا دیا اور ہر محبوب چیز کو چھوڑا۔ اُنہوں نے مال و جان لٹائی اور اپنے اہل و عیال اور وطن کو چھوڑا۔ انہوں نے دیا تو ہے مانگا کچھ نہیں اور قربانی دی جب کہ لیا کچھ نہیں۔ بے شک یہی سچے، مخلص اللہ تعالیٰ سے اجر کے امیدوار بندوں کا طریقہ ہے۔

اگرچہ انہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹایا اور یہ تمام قربانیاں دیں مگر دلوں کے مریض لوگ پھر بھی ابھی تک اُن کی قدر و قیمت اور مقام و مرتبہ کو کم کرنے کی کوشش میں ہیں۔ کیسی عجب بات ہے کہ جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے والے فساق و فجار اتنے بڑے مجاہدوں کے خلاف جرأت کر رہے ہیں! وہ جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے کے گناہ کے مرتکب تو تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے مجاہدین کی عزتوں پر حملے کرنے کے گناہ کو بھی شامل کر لیا!

هو البطل الشهم الأغر السميدع... الهمام السريُّ الأكرم المتكرِّم

وقد جحدت قوم عظيم مقامه ... وقالوا بما قالوا ضَلالاً وأبهموا

وما أنكرت أعداؤه عن جهالة... مناقبَه العظمى ولكنَّهم عَمُوا

''وہ تو بہادر، ذکی، شریف اور فیاض سردار ہے۔ دلیر، صاحب مروت و سخی سردار، کریم اور متکرم ہے۔ اور یہ قوم اس کے عظیم مقام سے تنگ آ گئی۔ اور انہوں نے اُس کے متعلق گمراہی پر مبنی جو بات کہنی تھی کہہ دی اور پھر شش و پنج میں پڑ گئے۔ اس کے دشمنوں نے اس کے عظیم مناقب کا جہالت سے انکار نہیں کیا بلکہ وہ تو (اس کی دشمنی میں) اندھے ہو گئے''۔

ہمارے شیخ اسامہؒ عزت و وقار کے ساتھ کھڑے ہوئے، امت کے دشمنوں کے سامنے اس ذلت و منافقت کے دور میں ڈٹ گئے اور ہمارے لیے شجاعت و خودداری کی مثال بن گئے۔ انہوں نے پوری دنیا کے کفار کے لشکروں اور ان کے متکبر و جابر آئمہ کو چیلنج کیا۔ ان سب نے بہت کمینگی ساتھ اُن کے خلاف اپنی تمام تر سازشوں اور مکر و فریب کے بڑے جال بُنے۔ مگر کیا مجال ہے شیخؒ نے پوری زندگی میں لمحہ بھر کے لیے بھی بزدلی کو اپنے قریب بھی پھٹکنے دیا ہو اور وہ تا دمِ آخر 'ذلت و رسوائی سے رہنے پر راضی نہیں ہوئے۔

قالت فَلا كذبَت شَجاعَتْه ...أقدِم فنَفسکَ مَا لهَا أجَل

فَهُوَ النّهَايَةُ ان جَرَى مَثَل... أو قيلَ يَومَ وَغىً مِن البَطَل

''بہادری و شجاعت نے کہا آگے بڑھ کیونکہ تیری جان کی تقدیر لکھی جا چکی ہے۔ یہ ایسا خاتمہ ہو گا کہ جس کی مثال دی جائے گی یا پھر جنگ کے روز پوچھا جائے گا کہ بہادر کون ہے!''

میں گواہی دیتا ہوں اے ابو عبد اللہ! کہ آپ نے ہمارے اندر ہمارے آباؤ اجداد کی دلیری کو زندہ کر دیا اور ہمیں عزت و عظمت اور نصرت و کامیابیوں کے زمانے کی یاد تازہ کرا دی۔ لہٰذا ہمارے سر فخر سے بلند ہو گئے اور اپنا اسلحہ اٹھا کر جہاد کے میدانوں کی طرف چل نکلے! اور ہم نے اپنے بہادروں خالدؓ، سعدؓ، مثنیٰؓ اور مقدادؓ کی اقتدا کی!

میں گواہی دیتا ہوں اے ابو عبد اللہ! بلا شبہ اللہ نے آپ کے ذریعے دین کی نصرت کی اور آپ کے ذریعے مسلمانوں میں جہاد پھیلایا۔ آپ ہی کے ذریعے کفار کو ذلیل کیا۔ لہٰذا آپ نے متکبر امریکیوں کی اکڑی ہوئی گردنوں کو توڑا۔ آپ نے ان پر، ان کے محفوظ ٹھکانے پر حملہ ایسے وقت کیا کہ جب وہ ہر قسم کے حملے سے محفوظ اور قلعہ بند تھے۔ آپ نے ہمیشہ کے لیے اُن کی رسوائی و خواری کی تاریخ لکھ ڈالی۔

میں گواہی دیتا ہوں اے ابو عبد اللہ! اگر حق بات کہنے اور دین کا اظہار کرنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو اپنے رب کے ہاں مل کر رہے گا کیونکہ آپ نے حق بات پوری بے باکی اور جرأت سے کہی اور دین کا اظہار جوان مردی سے کیا۔ اگر دشمنوں کی ناک کو مٹی میں رگڑنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو رب کریم سے ضرور ملے گا کیوں کہ آپ نے کفار کو ناک سے لکیریں نکالنے پر مجبور کیا۔ اگر کفر کو غیض و غضب میں مبتلا کرنے میں اجر ہے تو وہ آپ

کو بارگاہِ الٰہی سے ملے گا کیونکہ آپ نے ساری عمر کفار کو غضب ناک کیے رکھا۔ اگر ہجرت کرنے میں اجر ہے تو وہ آپ کو ربِ دوجہاں کے دربار سے عطا ہوگا کیونکہ آپ نے اُسی کی راہ میں ہجرت کی۔ اگر جہاد میں اجر ہے تو وہ اجر مالک کائنات کے ہاں آپ کے لیے ثابت ہو چکا کیوں کہ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں اجر ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس اجر سے محروم نہیں رکھے گا کیونکہ آپ نے اُس کی راہ میں اپنا سارا مال خرچ کیا۔

الست الذی ما زال کهلأویافعاً... له المکرمات الغر والنائل الغمر

''کیا آپ وہی نہیں جواب بھی مضبوط و توانا ہیں... جن کے اوصاف حمیدہ یہ ہیں کہ وہ بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں''۔

میں گواہی دیتا ہوں اے ابو عبداللہ! بلاشبہ آپ نے ہم طالب علموں اور مجاہدین کے درمیان ابن المبارکؒ کا مقام حاصل کیا اور جابر حکمرانوں کے سامنے ابن حنبلؒ کا کردار ادا کیا۔ اور خونخوار جنگ جوؤں کے سامنے ابن تیمیہؒ کا سا مقام حاصل کیا۔ اور صلیبی لشکروں کے سامنے صلاح الدینؒ کا کردار ادا کیا۔

میں گواہی دیتا ہوں اے ابو عبداللہ! بلاشبہ آپ کی تعریف کرنے والے خواہ کتنی ہی نظمیں اور قصیدے اور نثر و بیان کا اہتمام کریں مگر وہ آپ کو آپ کے شایان شان مقام نہیں دے سکتے اور نہ ہی آپ کا انتقام لینے والوں کا غصہ کبھی ٹھنڈا ہوگا خواہ وہ کتنے ہی صلیبی پجاریوں کو قتل کریں۔ بلاشبہ رونے والے آپ کا حق ہر گز ادا نہ کر سکیں گے خواہ ان کا رونا کتنا ہی لمبا ہو جائے اور غم و حزن کتنا ہی کیا جائے۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں آپ کی رحلت پر روؤں یا اُن علما کی حالت پر روؤں کہ جو جہاد میں آپ کے کے خلاف رکاوٹ بنے اور آپ کے دشمن امریکیوں اور ان کے آلہ کار حکمرانوں کی صف میں جا کھڑے ہوئے۔

سمجھ نہیں آتی کہ میں آپ کی رحلت پر آنسو بہاؤں یا مسلمانوں کی حالت پر آنسو بہاؤں کہ جو اکثر اوقات اپنے دوستوں اور دشمنوں میں فرق تمیز نہیں کر سکتے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ کسی زندیق کو تو آنکھوں کا تارا بنایا جاتا ہے جب کہ کسی انتہائی شفیق ناصح کو تنقید و تشنیع کے وار سہنے پڑتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں دشمن کے دوستوں کو تو عزت و اکرام سے نوازا جاتا ہے جب کہ مسلمانوں کا دفاع کرنے والے اور ان کے مقدسات کی حفاظت کی خاطر سب کچھ داؤ پر لگا دینے والوں کی ناقدری کی جاتی ہے۔ اسی بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

''عنقریب لوگوں پر ایسے جھوٹے سال بھی آئیں گے کہ جب جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا، امین کو خائن اور خائن کو امین سمجھا جائے گا''۔ (ابن ماجہ)

اگرچہ ہم اپنے شیخؒ کی جدائی پر غمگیں ہیں مگر ساتھ ہی ان کی کامیابیوں پر خوش بھی ہیں۔ ہمارے ہاں کامیابی کے پیمانے وہ نہیں کہ جو ہمارے دشمن کے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے شیخؒ کی یہ بھی کامیابی ہے کہ انہوں ہجرت و جہاد کا راستہ اختیار کیا، وہ کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صلیبیوں اور ان کے مددگاروں کے خلاف جہاد کی چنگاری بھڑکانے کی توفیق دی اور وہ اُس چنگاری کو بھڑکتے ہوئے الاؤ کی صورت میں چھوڑ گئے۔ اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے بعد یہ الاؤ اسی طرح بھڑکتا رہے گا، ان شاءاللہ۔

قد قدحت العزّ زنداً غیر کاب ... وَلَبِستَ المَجدَ برداً غَیرَ بَالی

''بلاشبہ آپ نے نہ بجھنے والا شعلہ بھڑکا دیا اور عزت و عظمت سے مزین، بوسیدہ نہ ہونے والا لباس پہنا''۔

انہوں نے کامیابی حاصل کی، اللہ نے انہیں چنا اور وہ شہادت کی منزل کو پہنچے کہ جس کی وہ تمنا کرتے تھے۔ وہ کامیاب رہے کیوں کہ وہ بہادروں کی طرح، عزت کے ساتھ میدان میں آگے بڑھتے ہوئے اور پیٹھ پھیرے بغیر لیلائے شہادت سے ہم آغوش ہوئے۔

وأمّا القائِلونَ قَتیل طَعنٍ... فذلک مصرع البطل الجلید

''کہنے والے تو کہتے ہیں کہ وہ نیزہ کھا کر قتل ہوا حقیقت یہ ہے کہ یہی کسی بہادر، صابر کی موت ہوتی ہے''۔

انہوں نے کامیابی حاصل کی کیونکہ ان کی موت بھی (دوسروں کے لیے) نمونہ بن گئی جیسا کہ ان کی زندگی ایک نمونہ تھی۔ اور ان کی کامیابی کی تکمیل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی عمر دی کہ جس میں مجاہدین کی کامیابیوں اور صلیبیوں کی ہزیمتوں اور طاغوتوں کے گرنے اور جہادی جماعتوں کے پھیلنے سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ گویا کہ یہ کامیابیاں ان کے لیے ایک خوش خبری تھیں کیونکہ مہم سر ہو چکی۔ سو اب اُن کے لیے سخت محنت اور مشقت و تھکاوٹ کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب راحت اور اجر و بدلے کا وقت آگیا!!!

اس امت کے دشمن یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ جہادی قیادت اور اس کے لیڈروں کو قتل کر کے جہاد کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہرگز نہیں!!! وہ ایک اہم حقیقت کو بھول رہے ہیں اور وہ یہ کہ بہادروں کی اپنے نظریات و عقائد کی راہ میں موت بذات خود ان عقائد و نظریات کے پھیلاؤ اور لوگوں کا ان کے لیے قائل ہونے کا سبب بنتی ہے۔ جی ہاں... ہمارے قائدین کا خون 'دشمن کے قدموں میں لگنے والی آگ کو مزید بھڑکانے والا ایندھن بنے گا۔

یا عصبة الشرک ماأعلی جدودکم ... لقد ظفرتم برب النصر والظفر

لقد ظفرتم بمن ما هزّ منصله...لا تَحکم فی الهامات والقَصَر

''اے مشرکو! تمہارے نصیب کے کیا ہی کہنے، کیوں کہ تم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ تم نے اُسے (شہید کر کے) کامیابی حاصل کی کہ جب بھی وہ تلوار لہراتا تو کھوپڑیاں اڑا دیتا''۔

شیخ اسامہؒ کی شہادت سے ہمارا اتحاد ختم ہوگا نہ ہی ہمارا جہاد کمزور ہوگا، ان شاءاللہ۔ خبر دار! اگر آج تم نے ایک اسامہؒ کو قتل کیا تو کل تم پر لاکھوں اسامہ حملہ آور ہوں گے... خبر دار! جان لو کہ بلاشبہ اسامہؒ ایک امت کا نام ہے اور بلاشبہ یہ امت ہی اسامہ ہے۔ خبر دار! جان لو کہ تم کسی ایک شخص سے نہیں لڑ رہے بلکہ تمہاری لڑائی ایک امت سے ہے۔

اذا مات منا سيد قام بعده...نظير له يغني غناه ويخلف

''اگر ہم میں ایک سردار مارا گیا تو اس کے بعد اس کی مانند اور اُٹھ کھڑا ہو گا جو اس سے بے پرواہ کردے گا اور اس کی جگہ پر کرے گا''۔

یاد رکھو! بلاشبہ مجاہدین اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں نہ کہ اسامہؒ کی راہ میں۔ اور بلاشبہ ان کا جہاد قیامت تک جاری رہے گا تو لہٰذا تیار رہو! جنگ کے لیے اور بہادروں کا مقابلہ کرنے اور خوف ناک ترین حالات کے لیے...

اے مسلمانو...! ہم ایک ایسی زخمی امت ہیں کہ جسے دشمن نوچ رہے ہیں لہٰذا ہمارے پاس رونے دھونے کا وقت نہیں۔ اور نہ تعزیت کی کوئی جگہ۔ ہماری تعزیت ایک ہی ہے اور وہ ہے دشمنوں سے جنگ لڑنا!

اللہ تعالیٰ سے عہد کرو کہ آج کے بعد مسلم ملکوں میں امریکیوں کا جھنڈا بلند نہ ہونے دو گے۔ اور اپنے دلیر شیخؒ کے نقش قدم پر چلو گے، کمزوری، سستی اور کفار کے سامنے تسلیم ہونے کی بجائے جہاد کا پرچم اٹھا کر ان کا انتقام لو اور دشمنوں پر اس طاقت اور شدت سے حملہ کرو کہ جو انہیں ان کی خوشیاں بھلادے اور جو ان کے لیے غم واندوہ لائے۔ اس راہ میں اپنی کوششوں کو دوگنا کردو، اللہ تعالیٰ تمہارے اجر وثواب کو دوگنا کردے گا۔ جو کوئی اس غزوہ سے باہر تھا تو اسے آج ہی اس کے لیے نکلنا چاہیے اور ذرہ بھر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اور جو کوئی دس (مجاہدوں) کو تیار کرتا تھا اسے بیس تیار کرنے چاہئیں۔ اور جو کوئی سو کافروں سے لڑتا تھا اسے دوسو سے لڑنا چاہیے۔

یاد رکھو...! بلاشبہ جنگ میں شکست وفتح بدلتی رہتی ہے اور دن ایک جیسے نہیں رہتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ وَتِلْكَ الأيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاء وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ(آل عمران:۱۴۰)

''اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ اللہ ایمان والوں کو ممیز کردے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلاَ تَهِنُواْ فِيْ ابْتِغَاءَ الْقَوْمِ إِن تَكُونُواتَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّهِ مَا لاَ يَرْجُونَ وَكَانَ اللّهُ عَلِيْماً حَكِيْماً (النساء:۱۰۴)

''اور کفار کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو انہیں بھی تکلیف پہنچتی ہے جس طرح تمہیں تکلیف پہنچتی ہے اور تم اللہ سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے اور اللہ سب کچھ جانتا اور (بڑی) حکمت والا ہے''۔

اور حقیقی کامیابی اس کی ہوتی ہے کہ دونوں فریقوں میں سے جو زیادہ صبر کرنے والا زیادہ عزم وحوصلہ رکھنے والا ہو جیسا کہ شاعر نے کہا:

سَقَينَاهم كاساً سَقَونَا بمِثلهَا... وَلَكِنّهْم كَانوا عَلَى المَوتِ اصبَرَا

''ہم نے انہیں (غم وتکالیف کا) ایسا پیالہ پلایا جیسا کہ انہوں نے ہمیں پلایا لیکن وہ موت پر ہم سے زیادہ صبر کرنے والے نکلے''۔

اور اللہ کی پناہ! کہ دین کے دشمن ہم سے زیادہ صبر والے، زیادہ عزیمت والے اور زیادہ خوددار وغیرت والے ہوں۔ لہٰذا صبر کیجیے اپنے جہاد پر اور اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں... اور اپنی سرحدوں پر رہو۔ اور یاد رکھو! کہ بلاشبہ دشمن کا مقصد قیادت کو نشانہ بنا کر صرف اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اختلاف کو ہوا دینا ہے۔ لہٰذا یکجہتی اور اپنے امیروں کی سمع و طاعت لازم پکڑے رہو۔ اور خوش خبری حاصل کرو اللہ کی اُس نصرت کی کہ جس کا اس نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصافات: ۱۷۳)

''اور بے شک ہماری فوج ہی کامیاب ہوگی''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَن يَتَوَلَّ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ (المائدۃ:۵۶)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست بنائے گا اور مومنوں کو تو یقیناً اللہ کے گروہ والے ہی غالب آنے والے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوا(الغافر:۵۱)

''بے شک ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی ضرور مدد کرتے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

''اے ایمان والو! اگر اللہ کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا''۔

یہ اللہ تعالیٰ کا یقینی وعدہ ہے لہٰذا خوش ہو جاؤ، اللہ کے وعدوں پر کامل یقین رکھو اور جہاد کے راستے پر چلتے رہو۔ یا اللہ! امت کے اس شہید کو قبول فرما اور ان کے اہل خانہ اور امت کو اُن کا نعم البدل عطا فرما۔ اور اُن کی شہادت اُن کے دشمنوں کے لیے آگ بن جائے جب کہ یہ اسے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے ایسی روشنی کی مانند ہو جو ان کی اس راہ کو منور کردے۔ آمین

☆☆☆☆☆

شب ظلمات میں طلوعِ سحر کا استعارہ

حافظ محمد صاحب

شیخ اسامہؒ کی شہادت ایک عہد کا خاتمہ اور ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ شیخ عبداللہ عزام سے شروع ہونے والا عہد شیخ اسامہ کی شہادت پر ختم ہوا۔ اس دوران انہوں نے تین نسلوں کی قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ جہاد میں وہ تاریخ ساز کردار ادا کیا جس کی نظیر کم از کم ہمیں نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں متعدد اور گوناگوں خصوصیات جمع فرمادی تھیں انہی خصوصیات نے آپ کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز کیا۔ مال داری، انفاق فی سبیل اللہ، تقویٰ وتدین، جرأت وشجاعت، استعمار دشمنی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد، عالم اسلام میں انتہا درجے کی محبوبیت ان کا توشۂ خاص ہے۔ ہم اگر ان کی شخصی خصوصیات پر ہی غور کریں تو ان کی ترتیب کچھ یوں ہو گی:

خاندانی وجاہت:

آپ کا تعلق بن لادن خاندان سے تھا، آپ کے والد محمد بن عوض بن لادن قدیم قبیلہ قحطان کے یمنی نژاد مال دار شخص تھے۔ "بن لادن" کمپنی کے مالک اور سعودی شاہی خاندان میں اثر ورسوخ رکھنے کے علاوہ شاہ فیصل سے ذاتی تعلق تھا۔ سخاوت اور فیاضی میں اپنی مثال آپ تھے۔ محمد بن عوض نے عالم اسلام کے تینوں بڑے مقامات مقدسہ کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ حرم مکی، حرم نبوی اور حرم قدسی آپ کی محنتوں اور محبتوں کا محور رہے۔ یہی چیز شیخ اسامہ بن لادن میں منتقل ہوئی۔ خاندانی ونجابت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شخصی وجاہت سے بھی نوازا تھا اور آپ کا چہرہ ایمان کی صباحت سے درخشندہ نظر آتا تھا۔

مال داری:

شیخ اسامہ بن لادن کو اللہ تعالیٰ نے مال داری میں خوب نوازا تھا۔ محض والد سے ملنے والا ترکہ کروڑوں ریال تھا جب کہ اپنے ذرائع سے انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ اس کے علاوہ تھا۔ آپ نے جب اول اول جہاد افغانستان میں شرکت کی تو بعض لوگ سرگوشیوں میں بتایا کرتے کہ افغانستان کے جہاد میں ایک ایسا عرب شہزادہ شریک ہے جو اگر چاہے تو پورے پاکستان کو خرید سکتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک مبالغہ آمیز بات تھی لیکن اس سے آپ کی مال داری کا درست عکس نظر آتا ہے لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس مال ودولت نے کبھی آپ کے دل میں گھر نہیں کیا: ایک مرتبہ کسی صحافی نے آپ سے آپ کے اثاثوں کے بارے میں پوچھا تو جواب میں صرف اتنا کہا: "میرا دل غنی ہے!"

انفاق فی سبیل اللہ:

مال ودولت کی فراوانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستغنی قلب عطا فرمایا تھا۔ آپ اس معنی میں سیدنا عثمانؓ بن عفان کے سچے پیروکار تھے کہ اپنے اموال کو راہِ جہاد میں بے دریغ لٹایا۔ جنگوں کے بھاری بھرکم اخراجات، مجاہدین کی خبر گیری اور جہادی ضروریات میں اپنی جیب خاص سے خرچ کرتے۔ تاریخ میں ایسے لوگ کم ہی گزرے ہیں جنہوں نے اپنی ساری تجارت کو جہاد کے لیے وقف کر دیا ہو۔ یہاں لوگ اپنے مال کی میل کچیل یعنی زکوٰۃ جو ایک فریضہ کی ادائیگی ہے اسے اہلِ جہاد پر خرچ کر کے پھولے نہیں سماتے جب کہ وہاں کیفیت یہ تھی کہ اصل زر بھی راہِ جہاد میں بے دریغ لٹا دیا۔ جلال آباد کے محاذ پر روس کے خلاف جنگ کے دوران صرف آپ نے اپنی ذاتی جیب سے اکیس ملین ڈالر کا اسلحہ خرید کر مجاہدین کو دیا۔ اس وقت دس ہزار عرب مجاہدین کے تمام مصارف آپ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔ آپ کے جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ پر مجدد جہاد شیخ عبداللہ عزام شہید کا یہ تبصرہ حرف آخر ہے، آپ نے فرمایا تھا:

> "اسامہ بن لادن مشرقِ وسطیٰ کی حدود میں سب سے زیادہ غنی ومال دار ہیں۔ میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابو عبداللہ اسامہ بن لادن کے لیے جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی، مکتب الخدمات کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا"۔

حقیقت یہ ہے کہ باریک بین نگاہ سے دیکھا جائے تو جہاد کے لیے انفاق میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں آتا۔

تقویٰ وانابت اِلی اللہ:

آپ کا ایک نمایاں وصف تقویٰ، تعلق مع اللہ، تلاوت قرآن کی کثرت اور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ آپ دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے۔ آپ کی انہی خصوصیات کی بنا پر ایک مرتبہ شیخ عبداللہ عزّام شہیدؒ نے کہا تھا: "اگر کوئی شخص کہے کہ اسامہ ولی اللہ نہیں تو اس روئے زمین پر کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہے"۔ آپ کی طبیعت عاشقانہ رنگ لیے ہوئے تھی۔ ویسے تو ہر مجاہد ہی اللہ کا عاشق مزاج ہوتا ہے اور یہی مومنانہ کیفیت اسے گھمسان کی جنگوں میں دیوانہ وار کود جانے پر اکساتی ہے مگر آپ تو عاشقوں کے امام تھے، یہی کیفیت آپ کے قریبی رفقا میں نظر آتی تھی۔

عالم اسلام میں انتہا درجے کی محبوبیت:

آپ کی انہی مومنانہ صفات نے آپ میں انتہا درجے کی محبوبیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محبوبیت جغرافیائی سرحدوں سے ماورا تھی۔ دنیا بھر کے مظلومین آپ کے نام سے سرشاری حاصل کرتے اور آپ کی ذات کو سائبان تصور کرتے۔ سعودیہ، فلسطین، یمن، صومالیہ، الجزائر، تیونس، چیچنیا، عراق، افغانستان، انڈونیشیا، پاکستان اور دنیا کے کئی دیگر خطوں کے مجاہدین

آپ کو اپنا مقتدیٰ تصور کرتے تھے، ایک ایسا انسان جو برسوں سے رُوپوشی کی زندگی اختیار کیے ہوئے تھا اور جس کا بیرونی رابطہ نہایت محدود بلکہ محدود تر تھا۔ اس کے لیے لوگوں کے بے پناہ جذبات اللہ پاک کی خاص عطا تھے۔ جس شخص نے آپ کے ساتھ چند لمحات بسر کر لیے وہ خود کو خوش قسمت ترین انسان تصور کرتا۔

بڑے بڑے لیڈر اپنی شخصیت سازی کے لیے اخراجات کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی شہرت محدود علاقوں کی تنگنائیوں تک بمشکل ہوتی ہے________ پھر یہ کہ محبوبیت بھی حاصل ہو جائے؟ ایں کارے دارد!________ شیخ کی شہادت پر ایسے ایسے لوگوں کو روتے بلکتے دیکھا گیا جن کے بارے میں عام حالات میں اس قسم کے رویے کا معمولی اظہار بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن اس موقع پر وہ اپنے دلی جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور شیخ کی محبت نے ان کے ضبط کے سارے بندھن توڑ دیے۔

جہاد میں فنائیت:

شیخ اسامہ بن لادنؒ ان اولوالعزم مجاہدین میں سے تھے جنھوں نے اپنی زندگی کو جہاد کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ ''پارٹ ٹائم مجاہد'' نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی کو جہادی خطوط پر استوار کر رکھا تھا۔ ان کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پل جہاد میں گزرا۔ اس سلسلے میں آپ نے حالات کی ناموافقت اور اس راہ کی کٹھنائیوں کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا۔ آپ کے دم سے دنیا کے کئی مقامات پر جہاد کے میدان سجے۔ یمن، صومالیہ، چیچنیا، عراق اور افغانستان کے گرم محاذ تو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ بعض مبصرین کے مطابق پاکستان میں تحریک لال مسجد اور سوات کی تحریک نفاذ شریعت کے پس پردہ آپ کی فکر کارفرما تھی۔ جہاد میں آپ کی فنائیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ روس کے خلاف جنگ میں آپ کا بیشتر وقت گزرتا یا پھر مسجد نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر میں، جب آپ کو مسجد نبوی اور یہاں کی پُرنور ساعتوں کی یاد ستاتی تو مدینہ کی طرف لپکے آتے اور مدینہ میں رہتے ہوئے میدانِ جہاد کی لذت سے محرومی یاد آتی تو دیوانہ وار محاذوں پر چلے آتے۔ یہ ایسی دیوانگی تھی جس پر ہزاروں فرزانگیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ تاریخ کا مورخ جب شیخ اسامہ کا تذکرہ لکھے گا تو انہیں قتیبہ بن مسلم، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، محمود غزنوی، خوارزم شاہ، مہدی سوڈانی اور سید احمد شہید رحمھم اللہ کی صف میں ذکر کرے گا۔

جہاد کی عالمگیریت:

آپ نے جہادی تاریخ میں جو حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا وہ یہ ہے کہ جہاد کو علاقائی حدود سے نکال کر اِسے عالمگیر رخ دیا۔ پہلے جہاد صرف افغانستان تک محدود تھا مگر آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں جہاد کو افغانستان کی حدود سے نکال کر چیچنیا، عراق، صومالیہ، یمن، الجزائر، موریتانیہ، فلپائن، انڈونیشیا، امریکہ اور یورپی ممالک تک پھیلا دیا۔ اس عالمگیر جہاد کا نکتہ عروج ٹوئن ٹاور اور پینٹا گون کی تباہی تھا۔ جس کے بعد دنیا بھر میں مختلف مقامات پر استعماری طاقتوں کے خلاف جہادی کارروائیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب دنیا بھر میں حتیٰ کہ مغرب اپنے گھر میں بھی چین کی نیند نہیں سو سکتا۔ مسلمانوں کی تاریخ میں بڑی بڑی جنگیں ہوئی ہیں مگر ان جنگوں نے کبھی عالمگیر سطح پر دنیا کے خطوں کو متاثر نہیں کیا۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے شیخ اسامہ کے لیے ہی لکھی تھی کہ ان کے ہاتھوں سے عالمی سطح پر کارروائیوں کا آغاز ہوا۔ کون جانتا ہے کہ شیخ اسامہ کی شہادت کے بعد اب اس طرح کے میدان مزید وسیع ہو جائیں۔

اتحاد و اتفاق کی علامت:

اللہ پاک نے آپ کی ذات میں ایک مقناطیسی کشش رکھ دی تھی یہی وجہ تھی کہ اہل ایمان آپ کی دعوتِ جہاد پر کھچے چلے آتے تھے۔ وہ آپ کی ذات پر یکسو تھے۔ باوجود کہ القاعدہ میں مختلف فقہی مسالک، مختلف ذوق اور طبیعت کے افراد ہیں لیکن وہ سب شیخ کی ذات پر متفق اور آپ کے احکام پر سر جھکا دیتے تھے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ یہاں ایک ہی خطے کے مجاہدین میں تنظیمی بنیادوں پر بعد المشرقین ہے لیکن القاعدہ میں عرب و عجم کے افراد ملیں گے۔ کسی کا تعلق پاکستان سے ہے تو کوئی صومالیہ سے تعلق رکھتا ہے اور کسی کا الجزائر اور موریطانیہ سے ہے اور یورپ اور امریکہ سے تعلق رکھتا ہے۔

حرمین کی پکار:

۱۹۹۱ء میں امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو اپنے بحری بیڑوں کو جزیرۃ العرب کے ارد گرد لا کر کھڑا کیا۔ یہود و نصاریٰ کی بڑی تعداد نے جزیرۃ العرب میں فوجی اڈے قائم کیے۔ اس طرح جہاں سر زمین حرمین شدید خطرات سے دوچار ہوئی وہیں عرب ممالک کے پیٹرول اور آبی گزر گاہوں پر بھی یہود و نصاریٰ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ اسرائیل کو ہر طرح کا تحفظ حاصل ہو گیا۔ اتنا بڑا سانحہ سعودی اور کویتی حکمرانوں کی ملی بھگت سے ہی ممکن ہوا۔ شیخ اسامہؒ اس وقت سعودیہ میں ہی مقیم تھے اور ان حالات کو بہت قریب سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اولاً عرب حکمرانوں کو جگانے کی کوشش کی اور انہیں امریکی افواج کی موجودگی کی سنگینی کی طرف توجہ دلائی لیکن جب اس طرف سے کوئی مثبت رد عمل سامنے نہیں آیا تو آپ نے کھلے الفاظ میں سرزمین حرمین میں یہود و نصاریٰ کی موجودگی کے خلاف آواز اٹھائی، یہی وجہ تھی کہ آپ سعودی حکمرانوں کے لیے ناپسندیدہ ٹھہرے اور امریکیوں نے آپ کو اپنا دشمن سمجھتے ہوئے سعودی حکمرانوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ ان کی شہریت منسوخ کر کے ملک بدر کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شیخ اسامہ کو حجاز کی سرزمین چھوڑ کر سوڈان کی طرف ہجرت کرنا پڑی گو کہ شیخ کو آزمائش کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ کو تحفظ حرمین کے لیے آواز اٹھانے کا بھرپور موقع مل گیا۔ یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ آپ کی دور رس نگاہ نے بہت عرصہ پہلے حالات کی سنگینی کا ادراک کر لیا تھا اور آپ کی آواز حرمین کی پکار بن کر سامنے آئی

تھی۔امریکہ آپ کا اسی لیے دشمن تھا کہ جزیرۃ العرب پر قبضہ کر کے پیٹرول کی جس لوٹ مار میں مصروف تھا اس پر شیخ اسامہ کی وجہ سے خلل پڑنے کا خدشہ رہتا تھا۔

استعمار دشمنی کا استعارہ:

آپ نے جہاں حرمین کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائی وہیں مظلوم فلسطینیوں ،اقصیٰ کی آزادی، کوسوو کے مظلوموں، چیچنیا کے جاں بازوں اور فلپائن کے حریت پسندوں کے حق میں صدا بلند کی۔یوں آپ دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے استعمار دشمنی کا استعارہ بن گئے تھے۔آپ مسلم دنیا میں ہونے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کو امریکا کی کارستانی قرار دیتے۔اور دلائل کی بنیاد پر اس کی مسلم دشمن کارروائیوں کو عالم اسلام پر آشکارا کرتے۔اسرائیل کا اصل محافظ امریکا کو ہی خیال فرماتے۔اس لیے آپ بجا طور پر سمجھتے تھے کہ مسلم ممالک کو امریکی اثرات سے محفوظ کرنے اور اس کی مسلم کش پالیسیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے امریکا کو عسکری اور اقتصادی شکست دینا ضروری ہے۔نائن الیون کے واقعے کے بعد امریکا غصے اور غرور کے عالم میں، اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ افغانستان پر حملہ آور ہوا_____لیکن وہ بھول گیا تھا کہ وہ شیخ اسامہ کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گیا ہے، جہاں کوئی شکار آتا اپنی مرضی ہے لیکن پھر واپسی کا راستہ نہیں ملتا۔آج وہ اپنی واپسی کے لیے راستہ ڈھونڈ رہا ہے لیکن اسے ''باعزت راستہ''نہیں مل رہا۔بہر حال گیارہ ستمبر کے واقعے سے بہت پہلے اگرچہ آپ ''انتہائی مطلوب''کا خطاب پا چکے تھے لیکن اس واقعے کے بعد تو امریکہ باؤلے کتے کی طرح ہر جگہ شیخ اسامہ کی بو سونگھتا رہا۔اس تگ و دو میں اس نے دس سال تک افغانستان کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہ شیخ کو ڈھونڈنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔آج جبکہ شیخ اسامہ بن لادن اس دنیا میں نہیں رہے اور اپنی مراد کے مطابق شہید کا عظیم رتبہ پا کر اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ان کی دعوتِ جہاد زندہ ہے اور لیلائے شہادت کے متوالے آپ کے پاکیزہ خون سے حریت و حرارت اور جہد و جہاد کا سبق حاصل کر کے جہاد کے گرم میدانوں کا رخ کر رہے ہیں_____وہ حیات تھے تو سراپا دعوتِ جہاد تھے۔شہید ہو کر بھی وہ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ایبٹ آباد کی سرزمین پر گرنے والے مبارک خون کی خوشبو چہار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے_____میدان سج رہے ہیں، غازی بپھر رہے ہیں اور یقین کیجیے کہ_____

کچھ دنوں بعد زمانے کی ہوا بدلے گی
ابر کڑکے گا فضا رنگ وفا بدلے گی
ٹوٹ جائے گا ہر اک حلقۂ زنجیر ستم
بے نواؤں کی آہوں سے فضا بدلے گی

اور یہ کہ_____

اے اسامہ، اے حجازی حرمتوں کے پاسباں!
اے مجاہد، اے امامِ عظمتِ دیدہ وراں!
ہم لاج رکھیں گے تیری ہمت ویلغار کی
تیرے دیدۂ بیدار کی
تیری عزتِ دستار کی
تیرے ہر فعل کی گفتار کی
لائیں گے ہم عہد رفتہ کا نظامِ خوش نہاد
زندہ رکھیں گے تیرا یہ ولولۂ الجہاد

ان شاءاللہ

☆☆☆☆☆

بقیہ: زبان کی گواہی سے_____لہو کی گواہی تک!

اور بین الاقوامی اور عالمی بنتا چلا جا رہا ہے اور شیخ اسامہ نے یہ بھی کہا کہ ہمارے اپنے بھائی اس نزاکت کو ابھی اتنا محسوس نہیں کر رہے جتنا کفار نے محسوس کرنا شروع کر دیا ہے''۔

سوال کرنے والے نے پوچھا کہ ان دنوں ایران کی طرف سے کچھ بیانات اخباروں میں آئے ہیں کہ وہ شیخ اسامہ کو پناہ دینے پر تیار ہیں تو اس پر آپ کی رائے کیا ہے؟ شیخ نے جواب دیا:

''ممکن ہے امریکہ دشمنی میں ایران کی طرف سے ایسا ہوا ہو اور ہم بھی یقیناً امریکی ظلم و ستم کا شکار ہیں لیکن ایران کی طرف سے اس طرح کی پیش کش ہمارے لیے کم اور خود ایران کے لیے زیادہ مفید ہے وہ اپنے آپ کو مسلم دنیا میں معتبر بنانا چاہتا ہے اور ہم اس طرح کی کوئی پیش کش قبول نہیں کریں گے''۔

آج شیخ اسامہؒ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے آمین۔اللہ تعالیٰ کی توحید کا علم بلند کرنے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو دنیا میں جاری کرنے، مسلمانوں کی عزت و آبرو اور مال و دولت کی حفاظت کرنے، اسلامی علاقوں سے کافر افواج کے انخلا کے لیے، ایمان و جہاد کی پکار کو مسلم دنیا میں الحمدللہ پذیرائی اور کامیابی مل رہی ہے اور امت کے مخلصین اس عالمی تحریک جہاد سے جُڑ رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں کہ جب 'خلافت علی منہاج النبوۃ' کا پھریرا لہرائے گا، ان شاءاللہ۔

☆☆☆☆☆

اسامہ کے بعد بھی القاعدۃ خطرناک بلکہ بہت ہی زیادہ خطرناک ہے

لوکس پاور

Lucas Powers کینیڈین دارالحکومت ٹورنٹو سے تعلق رکھنے والا صحافی ہے اور کینیڈا کے نشریاتی ادارے CBC کے لیے رپورٹنگ کرتا ہے۔ ۲ مئی ۲۰۱۶ء کو CBC کی سائٹ پر اُس کا یہ مضمون شائع ہوا۔ جس میں اُس نے شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد جماعت قاعدۃ الجہاد کے متعلق ائمۃ الکفر کے تمام تر دعووں کی قلعی کھولی ہے۔ مضمون نگار کی دیگر آرا سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ برادرم مراد بلخی نے اس کا ترجمہ کیا، اللہ تعالیٰ ہمارے مترجم بھائی کو اجر کثیر سے نوازے، آمین (ادارہ)

پانچ سال پہلے اسی دن، امریکی اسپیشل فوج کے سپاہیوں نے پاکستان کے شہر ایبٹ آباد میں دیواروں کے حصار میں بند ایک کمپاؤنڈ پر حملہ کیا اور یوں تاریخ کی سب سے بڑی اور طویل مہم کا خاتمہ کیا۔

(شیخ) اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) کی شہادت القاعدہ کے لیے شدید دھچکا تھی، ایک سخت گیر جہادی جماعت جس کی بنیاد اُنہوں نے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں رکھی تھی۔

لیکن اس واقعے کے ساتھ یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ جماعت مکمل طور پر ختم ہوگئی ہے جو کہ اب ایک مصری طبیب (شیخ) ایمن الظواہری (حفظہ اللہ) کی قیادت میں متحد ہے۔

ایک انٹیلی جنس فرم 'سٹراٹفر' کے تجزیہ نگار اہلکار 'سکاٹ سٹیورٹ' کا کہنا ہے:

> ''شاید آج القاعدہ کہیں زیادہ مضبوط ہوچکی ہے، اس وقت سے بھی زیادہ مضبوط جب اس نے ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ پر حملے کیے تھے۔ القاعدہ کو جڑ سے اکھاڑنے کی ہر ممکن کوششیں کی گئیں لیکن محض بعض جہتوں میں ہی اسے کسی حد تک نقصان پہنچایا جاسکا۔ مگر اس سب کے باوجود القاعدہ' جہاد کا ایک ایسا الاؤ روشن کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے جو مغربی افریقہ سے جنوب مشرقی ایشیا تک پھیلا ہوا ہے''۔

حال ہی میں بھارت اور بنگلہ دیش میں اپنی استعداد ثابت کرنے کے علاوہ آج یہ جماعت دنیا بھر میں ۶۰ ملکوں میں اپنی موجودگی کی دعوے دار ہے۔ یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس کا خواب (شیخ) اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) ہمیشہ دیکھا کرتے تھے۔

القاعدہ ان تمام جماعتوں اور گروہوں کی قیادت کرنے کی خواہاں ہے کہ جو سخت گیر جہادی نظریات کی حامل سیکڑوں جہادیوں پر مشتمل ہیں۔ القاعدہ یہ بھی چاہتی ہے کہ مسلمان دنیا بھر میں مرتد حکومتوں سے برسرِپیکار القاعدہ کے مجموعوں کو حمایت اور وسائل فراہم کریں۔

> ''ایسے دعووں پر کبھی یقین مت کرو کہ القاعدہ شکست کے دھانے پر پہنچ چکی ہے یا پھر اس نے اپنی اہمیت کھو دی ہے۔ دہشت گرد تنظیمیں اکثر زوال پذیر بھی ہو جاتی ہیں لیکن القاعدہ حقیقی معنوں میں ایک لچک دار اور نہ مٹنے والی جماعت ہے''۔

یہ کہنا ہے 'جیمز لٹل وڈ' کا، جو 'اوٹاوا' کی کارلیٹن یونیورسٹی میں بین الاقوامی معاملات' ڈیپارٹمنٹ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

طویل جنگ کی تیاری میں:

۹/۱۱ کے حملوں کے بعد القاعدہ اور دہشت گردی کا لفظ ایک دوسرے کے مترادف بن گئے۔ جس کی ہیئت اب حالیہ سالوں میں تبدیل ہونا شروع ہوگئی ہے جس کی وجہ 'دولۃ الاسلامیہ فی العراق والشام' کا عروج اور اس کی غیر معمولی دہشت ناک مہم رہی۔

جیمز لٹل وڈ کے مطابق دونوں جماعتیں آج نہ صرف علاقوں پر قبضے اور جنگ جوؤں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں ہیں بلکہ جہادیوں کی 'قلوب واذہان' کی حمایت حاصل کرنے کے لیے بھی ایک دوسرے سے مقابلہ کررہے ہیں۔ لیکن القاعدہ کا طرزِ عمل ایک عالمی جہادی تحریک کے لیے ایک روح کی مثال رکھتا ہے۔

اپنے معلوم دشمن کے خلاف کس طرح جنگ کی جائے؟ اس قسم کے حکمت عملیاں اس تنازعہ کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ القاعدہ نے ایک 'لمبی جنگ' کے طریقہ کار کو اختیار کیا ہے، ایک ایسی پالیسی جس کو خود (شیخ) اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) نے اختیار کیا۔

سکاٹ سٹیورٹ سمجھتے ہیں:

> ''القاعدہ ایک لمبی، بہت ہی لمبی جنگ لڑرہی ہے اور وہ ایسی جنگ لڑرہی ہے جس کو وہ زیادہ سے زیادہ طول دینا چاہتی ہیں، ایسی جنگ جو کہ نسل در نسل چلے۔ یہ بالکل واضح ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک بڑے اور دُور بیٹھے دشمن کو شکست دینا چاہتے ہیں یعنی کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور اس کے اتحادی جو کہ مشرق وسطیٰ (اور اسلامی ممالک) میں اپنے پیسوں اور اسلحہ کے ذریعے سے مرتد حکومتوں کو قائم رکھتے ہیں۔ ایک خلافت کا اس وقت تک قیام نہیں ہوسکتا جب تک مندرجہ بالا ہدف حاصل نہ ہو ہرچند کہ اس کے لیے سو سال لگیں یا ہزار سال لگیں''۔

جیمز لٹل وڈ مزید کہتے ہیں کہ

> ''مرکزی القاعدہ میں موجود بہت سے تجربہ کار جہادی قائدین نے القاعدہ کی اس پالیسی سے اتفاق کیا ہے کہ انہیں مغربی ممالک کو ہی نشانہ بنانا چاہیے اور خلافت اسلامیہ کے قیام کے لیے مقامی سطح پر کام کو بڑھانے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ دوسری طرف داعش نے اس پالیسی کا خاتمہ کیا ہے اور اس کی جگہ زمین پر

قبضے اور اپنے مقاصد کو شدید قوت سے حاصل کرنے کی راہ اپنائی ہے، جو نئی نسل کے نوجوان جنگ جوؤں کے لیے کشش کی اہم وجہ ہے''۔

القاعدہ بمقابلہ داعش:

داعش کے پاس بھی ایک ایسی جماعت موجود ہے جو خارجی آپریشنز کی ذمہ دار ہے اور ایسے کاروائیوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جیسے پیرس اور برسلز کے حملے۔ان کے پروپیگنڈا کرنے والوں نے اپنی خلافت سے باہر رہنے والوں کو بھی پر تشدد کارروائیوں پر ابھارا ہے۔لیکن اس کا اصل مقصد خلافت کے اندر اور باہر کے دشمنوں کا خاتمہ ہی ہے۔

سٹیورٹ کہتے ہیں کہ شاید یہی القاعدہ اور داعش کے درمیان بہت بڑا فرق ہے کہ داعش ایک بڑی قسم کی فرقہ وارانہ جنگ لڑ رہی ہے۔

داعش کی جانب سے شیعوں اور بعض سنیوں کو ذبح کرنے پر القاعدۃ نے کھل کر تنقید کی ہے۔یہ سارا تنازعہ عراق میں ابھرنے والی مزاحمت سے شروع ہوتا ہے جب امریکہ کے خلاف لڑنے والی سخت گیر جہادیوں کے ایک مجموعے نے القاعدہ سے تعلق جوڑا اور اپنا نام 'القاعدۃ فی العراق' رکھا۔

اس جماعت کے ذمہ دار ایک سخت گیر اردنی نژاد جہادی رہنما ابو مصعب الزرقاوی (رحمہ اللہ) تھے۔(شیخ) اسامہ بن لادن (رحمہ اللہ) اور ان کے اعلیٰ ذمہ داران کے احکامات کے باوجود ابو مصعب الزرقاویؒ نے عراقی شیعوں کو ہدف کیا اور ان سنیوں کو بھی جن کے بارے میں وہ سمجھتے تھے کہ وہ امریکہ کے آگے جھک گئے ہیں۔القاعدہ کی مرکزی قیادت نے انہیں خبر دار کیا کہ یہ حرکتیں اپنے اصل ہدف امریکہ سے ان کی توجہ پھیر دیں گی اور مقامی مددگار اور حمایتی بھی مخالفت پر اتر آئیں گے۔۲۰۰۵ء میں زرقاوی (رحمہ اللہ) ایک ڈرون حملے میں شہید ہوئے، اور ۲۰۰۷ء کے آپریشن کے دوران القاعدۃ فی العراق کے کئی بقیہ رہنما شہید یا قید ہوئے۔عراق سے اتحادیوں کے انخلا کے بعد بچ جانے والوں نے عراق میں داعش کی بنیاد رکھی اور اس کے مرکزی رہنماؤں کی شکل اختیار کر لی۔

ایک اور عملی نقطہ نظر:

باوجود داعش کی میدان جنگ میں کامیابیوں کے، اس بات پر اتفاق رائے ہو رہا ہے کہ القاعدہ مغربی ممالک اور مشرق وسطی میں (مرتد حکومتوں کے) استحکام کے لیے ایک مستقل اور داعش سے بھی بڑا خطرہ ہے۔اس بات کو واشنگٹن سے تعلق رکھنے والے ایک تھنک ٹینک نے اپنے ایک رپورٹ میں شائع کیا کہ آج امریکہ کی پالیسی میں زیادہ تر داعش کو شکست دینے پر زور دیا جا رہا ہے جب کہ شام میں القاعدہ کے اتحادی تیزی سے افزائش پا رہے ہیں۔

جبهۃ النصرۃ' شام کے انقلاب کے ابتدائی دنوں سے ہی موجود اور اس میں شامل رہی ہے۔القاعدہ کی دیگر شاخیں بھی خطرہ ہیں لیکن جبهۃ النصرۃ کی حکمت عملی یہ دکھا رہی ہے کہ کس طرح القاعدہ ہمارے لیے مستقبل میں درد سر بننے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔اس جماعت کے اثر ورسوخ کے حامل مقامی سرداروں اور جماعتوں سے بہت ہی اچھے تعلقات ہے اور اس نے خود کو انقلاب میں پوری طرح شریک کیا ہے! سیٹورٹ کے بقول:

'' اس نے بہت ہی جان دار حکمت عملی اختیار کی ہے کہ عام آبادی میں بھی ضم ہو رہی ہے اور ضرورت پڑنے پر اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے دوسرے معتدل گروہوں کے ساتھ بھی مل کر کام کر رہی ہے۔اس کے مقاصد میں سب سے بڑا مقصد شام کی سرکاری فوج کی شکست ہے۔اپنے مخالفت کرنے والوں کو قتل کرنے کی بجائے جبهۃ النصرۃ نے انہیں اپنا اتحادی بنایا ہوا ہے''۔

ایک نظریہ جواب بھی زندہ ہے:

کتاب ''شامی جہاد: القاعدہ، دولت اسلامیہ اور مزاحمت کا ارتقا'' کے مصنف اور دہشت گردی سے متعلق امور کے ماہر چارلس لسٹر'ان اولین تجزیہ نگاروں میں سے ہیں جس نے یہ محسوس کیا کہ داعش کے بنسبت جبهۃ النصرۃ کی شام میں اپنائی جانے پالیسی کے سبب اسے مات دینا انتہائی مشکل امر ہے۔

وہ حال ہی میں ایک جرمن اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے:

''داعش زیادہ تر اپنی مرضی لوگوں پر مسلط کر رہی ہے جب کہ جبهۃ النصرۃ نے حالیہ پانچ سالوں میں خود کو آبادی اور اچھے شہرت والے انقلابیوں میں ضم کر لیا ہے۔اس کی طاقت شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں کے پاس ہے جن پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی بجائے یہ ان کو اپنے اندر جذب کر رہے ہیں۔یہ حکمت عملی اس کو ایک ایسی طاقت عطا کر رہی ہے جو داعش کے پاس ہر گز نہیں ہے''۔

یمن کے القاعدہ کی شاخ، القاعدہ فی الجزیرۃ العرب نے بھی یہی طریقہ کار اپنایا ہوا ہے جن کے جنگجو' اثر ورسوخ کے حامل خاندانوں میں شادیاں کر کے ان قبائلی سرداروں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔

ایک مرتبہ القاعدہ جب مختلف خطوں میں جنگ جوؤں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ ایک خود مختار طاقت بن جائے گی، تب وہ اپنے اصل دشمن یعنی امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف پوری طاقت سے پلٹے گی!

سکاٹ سٹیورٹ سمجھتے ہیں کہ القاعدہ ایک لمبی، بہت ہی لمبی جنگ لڑ رہی ہے اور وہ ایسی جنگ لڑ رہی ہے جس کو وہ زیادہ سے زیادہ طول دینا چاہتے ہیں جو کہ نسل در نسل چلے۔

''جب تک یہ نظریہ زندہ ہے، القاعدہ خطرناک بلکہ بہت ہی زیادہ خطرناک ہے''۔

☆☆☆☆☆

اسلامی موسم بہار!

شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت قاعدۃ الجہاد شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے کچھ ماہ قبل ''الربیع الاسلامی'' [اسلامی موسم بہار] کے عنوان سے دنیا بھر میں مجاہدین کو ملنے والی فتوحات، عالمی کفر کی ذلت اور اُس کے ایجنٹوں کی خواری پر ایک طویل سلسلہ گفتگو ریکارڈ کروایا۔ یاد رہے کہ شیخ ایمن الظواہری دامت برکاتہم العالیہ نے جس وقت اس سلسلہ گفتگو کا آغاز فرمایا اُس وقت حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے انتقال سے متعلق خبر کو عام نہیں کیا گیا تھا۔ [ادارہ]

بسمِ اللہِ، والحمدُ للہِ، والصلاۃُ والسلامُ علی رسولِ اللہِ، وآلہِ وصحبِہِ ومن والاہُ

دنیا بھر کے مسلمان بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ ''اسلامی بہار'' کے حوالے سے دوسرا حصہ ہے۔ میں اس حصے میں دینِ اسلام کے لیے آنے والی مدد کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ ذلت ورسوائی، شکست، انحطاط، اخلاق گراوٹ، سیاسی انتشار اور اقتصادی ابتری نے اس دھوکے کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے جس میں بہت سے لوگ ''عرب بہار'' کے نام سے مبتلا تھے۔ وہی پہلا سا ظلم وفساد بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم معاشرے میں برپا ہو چکا ہے اور یہ عرب بہار پھر سے اسی برائی کی جڑ کو مضبوط کر رہی ہے جسے امت مسلمہ مٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مسلمانوں پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام کی طرف منسوب کچھ تحریکیں جس لادینی طریق کار اور عوام کی حاکمیت، وطنیت پر قائم ریاستوں اور 'قومی دھارے' کی طرف دعوت دے رہی ہیں اس میں سوائے دین ودنیا کے خسارے کے اور کچھ نہیں ہے۔

عنقریب امت پر واضح ہو کر رہے گا کہ مجاہدین اور اہلِ دعوت کا راستہ جس کی طرف وہ لوگوں کو بُلا رہے ہیں...یعنی دعوت وجہاد کا رستہ...وہی ہماری نجات کا راستہ ہے۔ امت پر جلد واضح ہونے والا ہے کہ یہی وہ درست راستہ ہے جو کتاب وسنت کی نصوص اور تاریخ کے واضح شہادتوں سے روشن تر ہے۔ لہٰذا مجاہدینِ صادقین اور مخلص اہلِ دعوت پر لازم ہے کہ امت کے سامنے اس سارے قضیے اور تناظر کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کریں اور ہر پہلو پر پوری صراحت کے ساتھ بات کریں تاکہ کتابِ اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچا جا سکے۔

میں سمجھتا ہوں کہ دو ایسی اہم باتیں ہیں جو مجاہدینِ کرام اور مخلص اہلِ دعوت کو امت کے سامنے رکھنی چاہییں:

اول: وہ جہادی تحریکیں جو اللہ کے جھنڈے کی سربلندی کے لیے جہاد کر رہی ہیں وہ کبھی بھی یہ کوشش نہیں کرتے کہ کسی چھوٹے بڑے شک وشبہ کی بنیاد پر یا بغیر کسی وجہ کے بغیر ہی عام عوام کی تکفیر کریں یا محض اپنی (تنظیم کی) اطاعت سے نکل جانے یا تعلق منقطع کر لینے سے ہی لوگوں کو اسلام سے خارج قرار دینے لگیں۔

دوم: جہادی تحریکوں کا مقصد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کا قیام) ہے نہ کہ وہ کاٹ کھانے والی بادشاہت جو مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا کر اور سروں کے ڈھیر لگا کر اقتدار حاصل کرے۔ صاف الفاظ میں؛ ہمارا مقصد خلفائے راشدین کی طرز پر خلافت کا قیام ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم ان کے طریقے کو اپنے دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، فَتَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.
>
> ''میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور (شرعی حاکم کی) سمع وطاعت بجالانے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، اس لیے میری سنت کو اور میرے بعد خلفائے راشدینؓ، جو ہدایت یافتہ ہیں، کی سنت کو لازم پکڑو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو''۔[1]

ہم وہ نظام چاہتے ہیں جو ان خلفائے راشدین کے طریقے پر ہو کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ان سے راضی تھے۔ ہم حجاج بن یوسف اور ابو مسلم خراسانی کا نظام نہیں چاہتے اور نہ ہی اس نظام کی بات کرتے ہیں جس کے بارے میں حکومت کا دعویٰ کرنے والے کے حواری اپنی تلواریں لہرا کر کہتے ہوں کہ ''یہ امیر المؤمنین ہے اور اس کے بعد فلاں اور فلاں ہوگا''...نہ ہی ایسا نظام جس میں (عباسی حکمران ابو جعفر منصور) نے کہا تھا:

---

[1] قال الشيخ شعيب الأرنؤوط: "حديث صحيح". مسند أحمد بن حنبل – مسند العرباض بن سارية – حديث رقم: 17185 ج: 4 ص: 126.

”جو بھی خلافت پر ہمارے ساتھ تنازع کھڑا کرے گا ہم اس کا بھیجا نکال کر رکھ دیں گے“۔

ایسا نظامِ حکومت ہماری ترجیحات میں شامل نہیں جس کے حکمران (اموی حکمران عبدالملک بن مروان) کا کمانڈر (حجاج بن یوسف) کہتا ہے:

”عزم و ہمت میری سواری ہے جسے میں تلوار کے ذریعے ہانکتا ہوں، اِس کی باگ میرے ہاتھ میں ہے اور اس کے لیے تلوار کی دھار ہے جو میری نافرمانی کرے“۔

اور نہ ہی فخریہ انداز میں کہنے والے (عدنانی) کی طرح جو کہتا ہے:

”ہم نے اسے تلوار کے زور پر زبردستی حاصل کیا ہے، دھماکوں، تباہی اور بربادی کے ذریعے!“

مخلص اہلِ دعوت پر لازم ہے کہ وہ امت کے سامنے اس بات کو کھول کر بیان کریں کہ شریعت نے ہمیں جو منہج اختیار کرنے کا حکم دیا ہے وہ شوریٰ کا طریقہ کار ہے۔ امت کو اپنے حکام اور اربابِ اقتدار کو چننے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح اِفراط (اصل سے بڑھا دینا) اور تَفریط (اصل سے کم کر دینا) دونوں قسم کی دعوتوں کی غلطی واضح کرنا بھی مخلص اہلِ دعوت کے لیے ضروری ہے۔

ایک طرف تو اسلام کی سے منسوب بعض ایسی تحریکیں ہیں جو شریعت کو حاصل کرنے کے لیے غیر شرعی حاکمیت کے طریقۂ کار کو فروغ دے رہی ہیں، کچھ کا تعلق اخوان المسلمون کے مکتبِ فکر سے ہے اور سلفی مکتبِ فکر کا ایک حصہ بھی ان میں شامل ہے جو سیسی کا حاشیہ برادر ہے۔

افراط و تفریط پر مبنی دوسری دعوت وہ ہے جس کے تحت خلافتِ اسلامیہ کے قیام کے داعی چند مجھول (غیر معروف) لوگ ایک شخص کی خفیہ بیعت کر لیتے ہیں جس کا انتخاب امت نے کیا اور نہ ہی اس پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد امت سے کہتے پھرتے ہیں کہ اے امت! تیرا خلیفہ وہاں سے آ چکا ہے جہاں سے وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اب، اس کی اطاعت کرو وگرنہ اس کی مخالفت کرنے پر تمہارا سر گولی سے ادھیڑ دیا جائے گا اور جو کچھ اس میں ہے سب نکال باہر کیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ غیر معروف لوگ اپنے خیال کے مطابق دھماکوں اور تباہی و بربادی کے ذریعے خلافت کو حاصل کر چکے ہیں اور انہوں نے خود کو اس امت پر فرض قرار دے دیا ہے۔ اب تمام امت، امت کے اہل حل و عقد اور اہل جہاد و دعوت سب کا کام یہ ہے کہ میڈیا پر نظر رکھیں تا کہ آگاہ رہیں کہ خلیفہ کون ہے، امت کے لیے کیا حکم صادر فرماتا ہے اور کسے حاکم مقرر کرتا ہے! البتہ جو میڈیا نہیں دیکھتا وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے!

مخلص اہلِ دعوت کو خلافت کے بارے میں ایک ایک چیز کو واضح کر کے بیان کرنا چاہیے۔ یہ بتانا چاہیے کہ خلافت اور کاٹ کھانے والی بادشاہت میں کیا فرق ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أولُ من يغيرُ سنتي رجلٌ من بني أمية

”سب سے پہلے جو میری سنت میں تبدیلی کرے گا وہ بنو امیہ میں سے ہو گا“۔

اس حدیث کو شیخ البانیؒ نے حسن قرار دیا ہے اور اس کی شرح میں لکھا ہے:

”ممکن ہے اس حدیث سے خلیفہ کے انتخاب کے طریقے میں تبدیلی اور اسے وراثت بنا دینا مراد ہو“۔[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور زبردستی سے خلافت چھیننے والے کو اپنی سنت تبدیل کرنے والا قرار دیا ہے تو آج اُس کے بارے میں کیا خیال ہے جو خلافت کو زور زبردستی چھیننے پر گھمنڈ کرتا ہو اور پھر بھی اس کا خیال ہو کہ وہ علیٰ منہاج النبوۃ (نبوت کے نقشِ قدم پر) قائم ہے! اس لیے کہ زور زبردستی کاٹ کھانے والی بادشاہت ایک ایسی نشانی تھی جو کہ خلافت کے زوال اور سقوط کا باعث ہوئی اور بالآخر امت کی شکست کا سبب بنی۔

ہم اگلے حصے میں ان شاء اللہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بعض بنیادی نشانیوں کا تذکرہ کریں گے۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم خلافت کے زوال کے اسباب کا کھوج لگانے کی کوشش کریں اور دیکھیں کہ اس کی شکست اور کا سقوط کیونکر ہوا؟ ایسا نہیں ہے کہ ہم کسی گہری نیند سے جاگے اور خلافت کو ڈھونڈا تو دیکھا کہ وہ جنگِ عظیم اول کی فوجوں کے پے در پے حملوں کی وجہ سے ختم ہو چکی تھی! یہ کاٹ کھانے والی بادشاہت کی مختلف خرابیاں تھیں جو امت کے رگ و پے میں سرایت کرتی چلی گئیں یہاں تک کہ خلافت کا سقوط ہو گیا۔ اس کے بعد اگر امت میں علما و اولیا، مجاہدین اور صلحا جیسے اہلِ خیر موجود نہ ہوتے تو یہ امت جلد ہی ختم ہو گئی ہوتی اور چودہ صدیوں تک باقی نہ رہتی۔

خلافت کو جن بڑی مصیبتوں کا سامنا تھا وہ آج کے مصائب کے سامنے بہت حقیر معلوم ہوتی ہیں۔ آج ہمیں تاریخ کے سب سے بڑے صلیبی حملے کا سامنا ہے اور جن مشکلات کا ہم سامنا کر رہے ہیں وہ ہم سے ہزار گنا بڑی ہیں اس لیے کہ آج امت علمی، ایمانی، جہادی اعتبار سے قرونِ اولیٰ کے مقابلے میں بہت ہی کمزور ہے۔ اگر ہم نے اب بھی خلافت کے سقوط کے اسباب سے خبردار نہ ہوئے تو اس بار ہماری تباہی پہلے سے کہیں تیز تر، بھیانک اور عظیم ہو گی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

[2] السلسلة الصحيحة ج: 4 ص: 248.

میں شریعت چاہتا ہوں

مصدر: ''شریعت یا شہادت'' کی ویب سائٹ

الحمد للہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سیّد المرسلین محمد و علی آلہ و صحبہ و ذریتہ و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین و بعد

اللہ تعالیٰ کا نہایت احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں مسلمان بنایا اور نبیٔ مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ کی اتاری گئی اور ہمارے نبی جی علیہ الصلاۃ والتسلیم کی شریعت ہمارے لیے ضابطہ و طریقۂ حیات ہے۔ ہماری ذاتی زندگی میں طہارت و پاکیزگی سے لے کر اجتماعی زندگی میں نکاح و معاشرت اور حکومتوں، معیشتوں، بازاروں، عدالتوں، جنگوں بلکہ چرند و پرند کے متعلق ہی کیا ہر شعبہ ہائے کائنات کے معاملات اور احکام و مسائل اس الہامی شریعت میں موجود ہیں۔

آج دنیا میں برپا ظلم و فساد، ناحق قتل و قتال، ڈاکے، بدامنی، بے روزگاری، گھروں میں ناچاقیاں، دھوکہ، جھوٹ، ملاوٹ، دغا بازیاں، فحاشی و عریانی، غیر محفوظ عزتیں اور ان جیسے سیکڑوں مسائل شریعتِ مطہرہ کے اجتماعی و ذاتی زندگیوں میں نافذ نہ ہونے ہی کے سبب ہیں۔

آج سے تقریباً دو صدیاں قبل خانوادۂ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چشم و چراغ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے برِّ صغیر کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اسی فتوے کی پیروی، برِّ صغیر میں شرک و بدعات کے تدارک، غیر اسلامی رسوم و رواج کے خاتمے اور شریعتِ مطہرہ کے نفاذ کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وسیع تحریکِ نفاذِ شریعت اور تحریکِ جہاد کا آغاز فرمایا۔ اس عظیم تحریک کے سرخیل امیر المؤمنین حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے سیکڑوں جاں نثاروں کے ساتھ، اللہ تبارک و تعالیٰ کے اپنے مجاہد بندوں کے ساتھ کیے وعدے احدی الحسنیین یعنی فتح یا شہادت میں سے شہادت کا تاج سر پر سجائے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت سیّد صاحب کی برپا کردہ تحریکِ جہاد و نفاذِ شریعت کسی نہ کسی شکل میں پچھلے دو سو سال سے جاری ہے۔

آج سے قریباً تیس سال قبل امیر المؤمنین حضرت ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ اس تحریکِ نفاذِ شریعت و جہاد کے روح و بدن کو گرمایا اور ایک عظیم سعی کے نتیجے میں اللہ پاک نے اِمارتِ اسلامیہ کو وجود بخشا جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی نوید، امید اور تمہید ہے۔ اسی تحریک میں شیخ عبد اللہ عزام، شیخ اسامہ بن لادن اور مولانا عبد الرشید غازی رحمۃ اللہ علیہم کے افکار، محنتیں اور خون شامل ہوا۔ یہ کاروانِ دعوت و عزیمت آج شرق و غرب میں کفر کی ذلت اور نفاذِ شریعت کی مبارک محنت کی صورت اپنی منزل خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی جانب، اس امت کے زخموں پر مرہم رکھتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ و نصرہ کی قیادت میں گامزن ہے۔ آج یہ تحریک قتل گاہوں، پھانسی گھاٹوں، جیلوں، اذیت خانوں، کالے پانیوں، بگراموں، ابو غریبوں، اڈیالہ و گوانتانامو جیسے آگ اور خون کے دریاؤں کو عبور کرتی ہمیشہ سے زیادہ قوی اور امتِ مسلمہ میں مقبول ترین تحریک کے طور پر سب کے سامنے ہے۔ یہ تحریک قومی، لسانی، وطنی، جماعتی و تنظیمی، مسلکی اور رنگ و نسل کے تعصبات کو پیچھے دھکیلتے اور ختم کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کو بالخصوص اور ساری کی ساری انسانیت کو بالعموم کلمۂ توحید ''لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا اقرار کرنے اور اسی حق کلمے کے گرد جمع ہونے کی دعوت دیتی ہے۔ ایک ایسی دعوت جو مشرق و مغرب کے ہر انسان کو انسانوں کی، خواہشات کی، بتوں کی، باطل نظاموں اور نظریوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں دینے کی دعوت ہے۔

اسی دعوت کو پیش کرنے کی ایک کوشش ''شریعت یا شہادت'' بھی ہے۔ ''شریعت یا شہادت'' اسی دعوت کے اعادے کے طور پر ''میں شریعت چاہتا ہوں'' کے عنوان سے ایک مہم اللہ پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے شروع کر رہا ہے۔ حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے اور انہی کی تحریک کے سلسلے کے ناطے ہم یہ مہم سیّد احمد شہید کے ماہِ شہادت یعنی مئی میں شروع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

میرا کوئی بھی نام ہو عمر، زید یا عبد اللہ۔ میری کوئی شناخت ہو افغانی، پاکستانی، ہندوستانی، بنگالی، برمی یا یورپی و امریکی۔ میرا کیا ہی پیشہ ہو مزدور، مستری، کسان، ہاری، موچی، درزی، صحافی، وکیل، ڈاکٹر، انجنیئر، استاذ یا تاجر۔ میں ڈھابہ چلاتا ہوں یا کوئی بین الاقوامی کمپنی، میں ملازم ہوں یا مالک۔ میں جو بھی ہوں ''میں شریعت چاہتا ہوں!'' کیونکہ اسی میں میری دنیا کا چین بھی ہے اور آخرت کی فلاح بھی! آج سے میں ساری دنیا کو بتانا چاہتا ہوں، شیطان اور اس کے پجاریوں کو، دجال اور اس کے ہمنواؤں کو، گمراہ حکمرانوں، فرعونوں، نمرودوں، جارج بشوں، براک اوباماؤں، پرویز مشرفوں، نواز شریفوں، راحیل شریفوں، مودودی شریفوں، شیخ حسینہ واجد شریفوں اور اشرف غنی شریفوں کو کہ مجھے تمہارا ورلڈ آرڈر منظور نہیں، میں تمہارا نظام ہائے حیات نہیں مانتا، مجھے صرف اور صرف اپنے نبی جی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چاہیے۔ ''میں شریعت چاہتا ہوں!''

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اس تحریک کے حامی و مددگار ہو جائیں۔ اللہ پاک اس مہم کو مقبول و منظور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس مہم کو نفاذِ شریعت کی مبارک محنت کے دریا میں ایک قطرہ کر دیں اور ساری کی ساری انسانیت کے لیے اس کو دنیا و آخرت میں فلاح کا ذریعہ بنا دیں۔ اللہ پاک اپنے دین کی محنتیں کرنے والوں کو قبول فرمائیں۔ ہم سب کو سعادت و شہادت نصیب کریں۔ اللہ پاک ہمیں صحیح قول و عمل کی صحیح نیت کے ساتھ اور صحیح طریقے کے مطابق نبوی طریقے پر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین یا ربَّ العالمین۔

وما علینا الّا البلاغ المبین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد۔

مسلمانانِ پاکستان انصاف کیجیے!

اعظم طارق محسود حفظہ اللہ

پاکستانی عوام سے ہماری گزارش ہے کہ دہشت گرد ہی سہی، انتہا پسند ہی سہی اُن تمام بُرے القاب کے ساتھ ملقوب ہی سہی جن کو کفر نے تراشا اور ذرائع ابلاغ نے آپ کے ذہنوں میں بھر دیا ہے! مگر اتنا حق تو ہمیں بھی ضرور ہے کہ پاکستان کے غیور عوام کے سامنے چند سنجیدہ سوالات رکھ کر پھر اس کا منصفانہ تجزیہ کر کے فیصلہ آپ ہی حضرات کے سامنے رکھ دیں، اور آپ حضرات بھی کھلے دل سے اس پر مکالمہ کر کے حق اور باطل کو جدا کر دیں اور پھر اپنی تحقیق کی روشنی میں یا تو ہمیں حقیقی دہشت گرد اور قومی سلامتی کے دشمن تصور کر لیں یا پھر ہمت کر کے قومی سلامتی کا نعرہ لگانے والے قوم اور ملک کے سوداگروں کو کسی مناسب لقب سے نواز دیجیے۔

ان دو سوالوں کا تجزیہ کر کے ہم فیصلہ آپ حضرات کے حوالے کرتے ہیں (۱) کیا واقعی امریکہ اور اس کے اتحادی دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ (۲) پاکستان کون سی جنگ لڑ رہا ہے، ایک اتحادی کی حیثیت سے یا محض اپنی قومی سلامتی کی جنگ لڑ رہا ہے؟ اس کا فیصلہ ہمیں اور آپ کو زمینی حقائق کو دیکھ کر ہی کرنا ہے!۔

ہمارے محبوب بھائیو! پہلے سوال کا جواب ہم نفی میں دیتے ہیں، کہ امریکہ دہشت گردی کے خلاف نہیں، نظریاتی صلیبی جنگ لڑ رہا ہے جس کا اعلان اس جنگ کو شروع کرتے ہوئے جارج بش نے خود بھی کیا تھا۔ اور اس کے علاوہ اس جنگ کا اپنا ایک تاریخی پس منظر بھی ہے۔ وہ یہ کہ ''نیو ورلڈ آرڈر'' سے ہمارے خیال میں کوئی بھی ناواقف نہیں ہو گا۔ ہاں اس کی حقیقت سے اکثر لوگ تاحال ناآشنا ہیں۔

جو لوگ خود کو دانشور اور نیو ورلڈ آرڈر کے محقق تصور کرتے ہیں وہ بھی ہمارے تجربے کے مطابق مغربی تصورات ہی کے زیر اثر ''این ڈبلیو او'' کی خوش نما اصطلاحات کا شکار ہو کر امت مسلمہ سمیت پوری دنیا کی نجات ''این ڈبلیو او'' ہی میں تصور کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ اپنے مذہب کی راہ کے راہی نہیں ہیں تاکہ دونوں کے مابین موازنہ کر سکے، کھرے اور کھوٹے کا تمیز کر سکے۔ یہاں آکر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مغرب کا کوئی اولڈ ورلڈ آرڈر بھی ہو گا، جس کو مغرب نے چھوڑ کر نیو ورلڈ آرڈر میں قدم رکھا ہے۔ کیونکہ اگر ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ میرا نیا گھر ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی پرانا گھر بھی تھا، جس کو اس نے چھوڑ رکھا ہے۔

چونکہ ہم موجودہ امریکہ جنگ کا تاریخی پس منظر اختصار کے ساتھ بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ امریکی جنگ دہشت گردی کے خلاف نہیں بلکہ صلیبی جنگ ہے۔ لہٰذا قارئین حضرات اس کو ایک تاریخی واقعہ نہ سمجھیں بلکہ موجودہ صلیبی جنگ کی جڑیں سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے ستر سال بعد سے انقلاب فرانس تک کے زمانے کو اولڈ ورلڈ آرڈر کہتے ہیں۔ اور انقلاب فرانس کے بعد دنیا کی جدید ترتیب شروع ہوئی، اس کو ''نیو ورلڈ آرڈر'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ انسان کے بنائے ہوئے ایک دین سے انسان ہی کے بنائے ہوئے دوسرے دین میں دنیا تبدیل ہوئی۔ عیسائیت ''سینٹ پال'' کا بنایا ہوا دین تھا۔ اس میں قدیم شرک، قدیم فحاشی اور قدیم عریانی تھی، اب پروٹیسٹنٹ عیسائی، یہودی اور لادین عیسائی یورپ پر قابض ہوئے، اور نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں جدید شرک، جدید فحاشی اور عریانی کی بنیاد رکھی۔

حقیقتاً ''این۔ڈبلیو۔او'' یہود کی پرانی تاریخ کو دوبارہ حاصل کرنے کا نام ہے جس میں فلسطین پر قبضہ کرنے سے مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر اور پھر اپنے مسیحا کی مدد سے عالم گیر حکومت کا قیام ہے۔ ''این ڈبلیو، او'' تقریباً آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے۔ ان چار مراحل میں مغرب نے اپنا نیو ورلڈ آرڈر کا منصوبہ کیسے چلایا یہ تفصیل طلب موضوع ہے اسکا خلاصہ ہم ذکر کرتے ہیں، اور رائل انڈین آرمی جو موجودہ ہندوستانی اور پاکستانی آرمی پر مشتمل ہے، نے اس منصوبے کی تکمیل میں کیا کردار ادا کیا اور اسلام سے کیسے غداری کی؟! اس کا مختصراً خلاصہ ذکر کرتے ہیں۔ پہلا مرحلہ انقلاب فرانس سے جنگ عظیم اول تک کا تھا، جس میں نیو ورلڈ آرڈر کے خوشنما اصطلاحات، جیسے حقوق انسانی، مذہب اور سائنس کی جنگ وغیرہ کے نعروں کی بل بوتے پر انقلاب فرانس میں عیسائیت کو شکست دی۔ یعنی مذہب سے آزادی حاصل کی اور ساتھ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر گیا، خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ کیا گیا۔

نیو ورلڈ آرڈر کا دوسرا دور جنگ عظیم اول کے اختتام سے جنگ عظیم دوم کے خاتمے تک کا دور ہے۔ جس میں مغرب کو وہ اہم نتائج حاصل ہوئے جس کا وہ متمنی تھا۔ اقوام متحدہ کا قیام، ریاست اسرائیل کا باضابطہ منظوری۔

نیو ورلڈ آرڈر کا تیسرا دور روس اور امریکہ کے درمیان سرد جنگ کا تھا۔ ۱۹۹۱ء میں افغانستان میں روس کی شکست کے بعد سرد جنگ ختم ہوئی اور امریکہ دنیا میں سب سے بڑی طاقت بن گیا۔ سرد جنگ دنیا کے گرد عسکری اور معاشی گھیراؤ کا نام ہے جسے قائم کرنے میں امریکہ تقریباً کامیاب ہوا۔ اب صہیونی صلیبی اتحاد، اسرائیل، امریکہ اور مغرب کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں تھی، سویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد صلیبی اتحاد اپنے عالم گیر غلبے کو مکمل کرنے کے لیے آخری مراحل میں داخل ہو گیا تھا۔

نیو ورلد آرڈر کا چوتھا دور خلیج کی جنگ سے تاحال ہے۔ عراق اور کویت جنگ کے دوران امریکہ کا حجاز میں داخل ہونا مجاہدین اسلام کی جنگ کا ایندھن ثابت ہوا۔ اس کے بعد امریکہ اور مجاہدین اسلام کے مابین مختلف محاذ کھل گئے۔ ان میں امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کے خلاف سب سے بڑا محاذ امارت اسلامی کا قیام تھا، جس نے کھلم کھلا ''این، ڈبلیو، او'' کا

انکار کیا اور دنیا کے مجاہدین اور مسلمانوں کے لیے ایک مرکز کی حیثیت اختیار کر گئی۔ اور بالاتفاق ملا محمد عمر رحمہ اللہ کو امیر المومنین تسلیم کیا گیا، جس سے امریکہ خوف زدہ ہوا، اور امارت اسلامی ''این، ڈبلیو، او'' کی تکمیل کے لیے رکاوٹ سمجھنے لگا۔ اب امارت اسلامی کو پوری دنیا کے امن کے لیے خطرہ ثابت کرنے کے لیے بہانے تراشے اور ساری دنیا کے کفر کو نام نہاد مسلمانوں سمیت امارت اسلامی کے خلاف لڑنے پر متفق کیا، کہ لادین نظریات پر تو تقریباً تمام ممالک کے حکمران متفق ہیں۔ اور لادین نظریات کے لیے یہ ایک خطرہ تھا بھی کہی مگر کب؟

اب ہم اس غیور عوام سے یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ واضح ہو گیا کہ ''این ڈبلیو او'' کفر، شرک، فحاشی اور عریانی کا دوسرا نام امن ہے! ایسے میں اگر اس برہنہ تہذیب، کفر، شرک کا تحفظ مغرب کے ساتھ ہمارا بھی فرض بنتا ہے، پھر تو یقیناً ہم اس سے انکاری ہیں اور ''دہشت گرد'' ہیں اور امارت اسلامی ''دہشت گردی'' اور ''دہشت گردوں'' کا ایک اڈا تھا۔

ہم بحیثیت مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس کائنات کو پیدا فرمائی تو اس کو اپنا ایک نظام بھی دیا۔ اور پھر اس کی تبلیغ اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے یعنی مسلمانوں کے ذمے لگائی ہے۔ تو پھر جس طرح مغرب کو ''این، ڈبلیو، او'' کے تحفظ کا حق حاصل ہے اسی طرح ہمیں بھی نظام مصطفیٰ کے تحفظ کا حق یقیناً حاصل ہے! پھر اپنے حق کا تحفظ کیونکر دہشت گردی بن گئی۔ کیا یہ ایک عجوبہ نہیں کہ کفری نظام کا تحفظ کفر، شرک، فحاشی اور عریانی کا تحفظ عین امن ہے، اسلام جیسے پاکیزہ معاشرے اور نظریات کا تحفظ دہشت گردی ہے۔

ہمارے محترم مسلمان بھائیو! یہ دہشت گردی کی نہیں اسرائیل، امریکہ اور مغرب کا نظریاتی جنگ، عظیم تر اسرائیل کے حصول کی لڑائی ہے۔ آپ حضرات سے ہماری یہ گزارش ہے، کہ اگر آپ حضرات کے اندر کفار کو مسلمانوں کے مال، جان، عزت آبرو پر ہاتھ ڈالنے سے روکنے کی ہمت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی ذمہ داری کو نبھانے کی ہمت نہیں ہے۔ پھر خدارا ہمیں تو کم از کم بدنام نہ کریں۔ کفار کے ساتھ مل کر ہمارے مقابلے میں تو نہ آیا کریں۔ عزیزو! حقیقت یہ ہے کہ یہ دہشت گردی کی جنگ نہیں ہے بلکہ صلیبی صہیونی اتحاد کا نظریاتی جنگ ہے جو کئی سو سالوں سے، سیاسی، معاشی اور عسکری محاذوں پر اس کو لڑ رہے ہیں۔

رہا سوال پاکستان کے متعلق تو پاکستان کے تقدیر کے فیصلے بظاہر آرمی ہی کیا کرتی ہیں۔ سول صاحبان برائے نام چوکیوں پر جلوہ افروز ہیں۔ اور پھر آج کل راحیل نے تو اس حقیقت کا اور بھی پردہ چاک کیا۔ آرمی کا ماضی اور حال اپنے فعل پر خود گواہ ہیں کہ آرمی پہلی جنگ عظیم سے لے کر یعنی ''این، ڈبلیو، او'' کے پہلے مرحلے سے لے کر تا حال صلیبی صہیونی اتحاد کا اتحادی رہی ہے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ مغرب کی ''این، ڈبلیو، اور'' کی کامیابی نام نہاد مسلمان آرمی کے خون پسینے سے ممکن ہوئی ہے۔ پہلی جنگ عظیم سے لے کر آج تک امت مسلمہ کی سرکوبی اور ''این، ڈبلیو، او'' کی انضباط کے لیے یہی رائل انڈین آرمی پنجاب ریجمنٹ، بلوچ ریجمنٹ، فرنٹیئر فورس کے جوان اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے رہے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کا تختہ الٹنے کے لیے برطانیہ نے ہند کے رائل انڈین آرمی کو بروئے کار لایا، جس میں اکثریت ہندو اور مسلمانوں کی تھی۔ ''این، ڈبلیو، او'' کے دوسرے دور دوسری جنگ عظیم میں رائل انڈین کے کل پچیس لاکھ جوان استعمال ہوئے جس میں اٹھاسی ہزار نوجوان اپنے برطانوی آقاؤں کے لیے ''قربانی'' کی بھینٹ چڑھے اور ہزاروں زخمی بھی ہوئے۔ اس وقت تک تو پاکستان اور ہندوستان سارا ایک ہندوستان تھا، جب پاکستان علیحدہ ہوا، تو رائل انڈین آرمی کا ایک حصہ پاک فوج میں تبدیل ہوا، مگر اس فوج میں ابھی بھی وہ افسر موجود تھے جنہوں نے پہلی جنگ عظیم میں خلافتِ عثمانیہ کے خلاف عراق، مصر اور فلسطین میں برطانیہ کی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ انہی افسروں میں وہ بھی موجود تھے جنہوں نے دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ کی خاطر بڑی بڑی جنگیں لڑی تھی۔ اس فوج کو برطانیہ نے اپنے بین الاقوامی دشمن خلافت عثمانیہ کے خلاف تیار کیا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد پاکستانی فوج کی تنظیم نو سرد جنگ کے دوران امریکہ کا صف اول کے اتحادی بننے کے بعد ہوئی۔ مختصر یہ کہ پاکستانی فوج پر امریکہ اور برطانیہ کا نظریاتی، فکری، تاریخی اور تربیتی ہر قسم کا اثر ہے۔ پاکستانی فوج کا نظریہ جنگ وہی ہے جو نظریہ جنگ کلازوٹ نے دیا تھا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ ان کے نزدیک جواز یا عدم جواز جنگ کا حق رب، دین اور مذہب کو نہیں بلکہ ریاست کو یہ حق حاصل ہے۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں پاکستان آرمی ہر جنگ میں نظریاتی طور پر امریکہ اور برطانیہ کا اتحادی رہی ہے، اور اپنی تمام قربانیوں کا صلہ ان کے گود میں ڈالا ہے۔ امارت اسلامی کو گرانے میں پاکستان آرمی کا بنیادی کردار تھا، تقریباً ستاون ہزار حملے پاکستانی سرزمین سے افغانستان پر ہوئے اور پھر رائل انڈین آرمی کا پاکستانی حصہ ایسے جوش و خروش کے ساتھ ''این، ڈبلیو، او'' کے تحفظ کے خاطر میدان میں اترا، کہ جنگ عظیم اول و دوم کے دوران ان کی دی ہوئی قربانیوں نے اپنی انگلیاں دانتوں میں دبا لیں! امارت اسلامی کے خون کے چھینٹے خلافت عثمانیہ کے دیواروں پر سے بھی آگے کو گزر گئے۔ کئی سو سال بعد اپنے مغربی آقا کی دی ہوئی تربیت کا ثبوت دیا۔

لہٰذا ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ پاکستان امریکہ کا نظریاتی اتحادی ہے، پاکستان دہشت گردی کی نہیں این، ڈبلیو، او کے تحفظ کی جنگ امریکہ کی حمایت میں مسلمانوں کے خلاف لڑ رہا ہے۔ باقی رہ گئی بات قومی سلامتی کی، تو قومی سلامتی جغرافیائی، نظریاتی اور داخلی

استحکام کا نام ہے تو پاکستانی جرنیلوں نے جس بہتر انداز سے پاکستان کے جغرافیائی حدود کا تحفظ کیا ہے اس کی زندہ مثال مشرقی پاکستان ہے، کہ تقسیم ہند کے نتیجے میں اہل پاکستان کو پورا لباس مہیا ہوا تھا، مگر جرنیلوں کی غداریوں کے باعث ہندو بنئے نے ان کی شلوار تو بنگال میں اتار دی، آج یہ جرنیل صاحبان صرف قمیص کو لیے دشمن کو گالیاں دیتے پھرتے ہیں کہ کوئی ہماری قومی سلامتی کو ہاتھ لگا کر تو آزمائے کہ ہم کیسے آسمان گراتے ہیں۔ پاکستان آرمی نے جہاں اور جب کوئی جنگ لڑی ہے کیا ۱۹۶۵ء، کیا کارگل کیا سیاچین کیا کشمیر ان بیچاروں سے قومی سلامتی کا حق ادا نہیں ہو سکا ہے۔ جہاں اگر کوئی ناک اونچی بھی ہوئی ہے تو ان دہشت گرد تنظیموں، قبائلیوں اور علما کی برکت سے ہوئی ہے، جن کو آج قومی سلامتی کا دشمن قرار دے کر، توپ، مارٹر، جیٹ طیاروں سے ان کی قربانیوں کا صلہ دیا جا رہا ہے۔

موجودہ جرنیل اور حکمران ملک کے جغرافیائی حدود تو درکنار اپنے ۶.۵ فٹ جسم کے جغرافیائی حدود کے بھی مالک نہیں ہے۔ ان کا چلنا پھرنا، کہنا سننا کسی اور کے قبضے میں ہے۔ اہم ملکی ائربیس، پارلیمانی فیصلے، دوران انتخاب ہار جیت کے فیصلے مغربی سرکار کے قبضے جا چکے ہیں۔ جمہوریت، سرمایہ داری، فحاشی، عریانی اور بے حیائی کے اڈے کھولنا اور مزید برآں اس برہنہ تہذیب کی تبلیغ کرنا اور پھر ان چیزوں کی حفاظت پر قومی بجٹ صرف کرنا، جو فحاشوں کے لیے رکاوٹ بنے ان کی نسل کشی کرنا، اگر یہی قومی سلامتی ہے تو پھر یقیناً پاکستان آرمی نے قومی سلامتی کے تحفظ کا حق ادا کیا ہے۔ اور اگر پاکستان اس لیے وجود میں آیا تھا کہ یہ ایک اسلامی ملک ہوگا، اسلامی تہذیب کا نمونہ ہوگا، یہاں اسلامی قانون نافذ ہوگا، فحاشی عریانی پر پابندی ہوگی، اس میں مدارس، مساجد اور خانقاہیں ہوں گی، جو اسلامی عقائد کی پرچار کریں گی، دلیل اور برہان سے دوسرے مذاہب کا مقابلہ کرے گی، اور اس میں مسلمان جرنیل ہوں گے جو تبلیغ و سنان سے اس ملک کے دشمن کا مقابلہ کریں گے، اس صورت میں تو پاک آرمی کا خدا ہی حافظ۔ ان کا کردار مساجد، مدارس اور علما کے ساتھ کیا ہے دلیل کا محتاج نہیں۔

رائل انڈین آرمی کے پاکستانی حصے نے امریکہ کو خوش کرنے کے لیے اپنا مغربی سرحد مشرقی دشمن کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور یہاں کے رہنے والوں کو ایسا درد دیا کہ زندگی بھر انتقام کے مواقع ڈھونڈتے رہیں گے۔ قومی سلامتی کے نام پر پاکستان آرمی نے سب کچھ کیا۔ بہترین جاگردار بنے، بڑے بڑے تجار بنے، بڑے بڑے سول افسر بنے۔ قومی بجٹ کا صفایا کیا۔ اگر قیام پاکستان سے آج تک ان بیچاروں سے نہ ہو سکا وہ قومی سلامتی کا تحفظ ان سے نہ ہو سکا۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ ۶۰، ۷۰ سال کا ملبہ آج کے "دہشت گرد وں" پر اوپر ڈال رہے ہیں۔ حالانکہ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے پاکستان انتشار کا شکار ہے، اور اس انتشار کی اصل وجہ نظریہ پاکستان سے انحراف ہے۔

ہمارے عزیز ہم وطنو! الحمدللہ ہم مجاہدین ہیں، ہم قوم، ملک کے ہر قسم تحفظ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ ہم قوم کے عورتوں، بچوں، بوڑھوں، جوانوں کے احساسات، درد اور غم کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں۔ علما، مشائخ، مدارس کا تحفظ خوب جانتے ہیں۔ ہاں ہمارے لباس میں ملبوس کچھ شیطان ایسے ہوں گے، جو اس مقدس فریضے کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہونگے، ہم ان سے قطعاً بری ہیں، اور ہم بہت پہلے برأت کا اعلان کر چکے ہیں۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ ہم قومی سلامتی کے دشمن نہیں ہیں، قومی سلامتی کے دشمن یہی آرمی ہے جس نے امریکی آقا کو خوش کرنے کے لیے نہ صرف افغانستان میں اپنا دشمن مضبوط کیا بلکہ اپنے ملک کو بھی اپریشنوں کے ذریعے آگ کی بھٹی بنا دی۔ ورنہ قبائلی آپریشنوں سے قبل کوئی ثابت کریں کہ پاکستان میں پٹاخہ بھی پھٹا ہو۔ ہاں دوسرے کے گھر جلاؤ گے تو دوسرے تمہارا گھر کبھی بسنے نہیں دیں گے! اپنے ملک کے جغرافیائی حدود سے ذرا پوچھ بھی تو لیجئے کہ تمہارے اوپر کن لوگوں نے سسکیاں لے کر دم توڑا ہے، تو یہ حدود ضرور یہ جواب دیں گی کہ ان قبائلی مجاہدین ہی نے دم توڑا ہے، جن کی آج دہشت گردی کے نام پر نسل کشی ہو رہی ہے۔ نہ کہ ان گائے اور بھینس کے دودھ پینے والوں نے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان آرمی قومی سلامتی کی جنگ نہیں بلکہ امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی ہو کر صلیب کی معاونت میں لڑ رہا ہے۔

پاکستان کا یہ کہنا کہ "میں اپنی سرزمین کسی کے خلاف استعمال کرنے ہرگز نہیں دوں گا" یہ اس کا پاگل پن ہے۔ پاکستان کے سرزمین سے افغانستان پر "ستاون ہزار ۵۷۰۰۰" حملے کیا ہے؟ یہ پاکستانی سرزمین کا دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہاں پاکستان یوں کہتے تو بہتر ہوتا کہ "میں اپنی سرزمین امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف استعمال کرنے نہیں دوں گا، باقی جو بھی کوئی یہاں سے مسلمان پر پتھر پھینک سکتا ہے اس کو کھلی اجازت ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ان لادین حکمرانوں اور جرنیلوں کا وہ نظریہ تبدیل نہ ہو جو وقتاً فوقتاً مغربی آقاؤں نے انہیں دیا ہے، اس وقت تک پاکستان مسلمانوں کا قلعہ نہیں بن سکتا ہے۔ ہمارے مسلمان بھائیو! ہم اپنے مشاہدے اور تجربے میں اس حقیقت تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر حقیقت اس کے برخلاف ہے اور کوئی ہمیں بھی مطمئن کر سکتا ہے تو آیئے! بسم اللہ ہمارے دروازے کھلے ہیں۔ اگر نہیں ہے ہمیں مطمئن کرنے والا کوئی، تو پھر ہمیں بھی ایسے نامناسب القاب کے ساتھ نہ نوازا کیجئے جس کا جواب کل قیامت میں خدا کے حضور دینا مشکل ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

اہل تصوف اور دینی جدوجہد

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

امیر شکیب ارسلان نے لکھا ہے کہ سنوسیوں کے کارنامہ نے ثابت کر دیا کہ طریقہ سنوسیہ ایک پوری حکومت کا نام ہے، بلکہ بہت سی حکومتیں بھی ان جنگی وسائل کی مالک نہیں ہیں، جو سنوسی رکھتے ہیں، خود سیدی احمد الشریف کے متعلق ان کے الفاظ ہیں:

قد لحظت منه صبراً قل أن یوجد فی غیرہ من الرجال، و عزما شدیدا تلوح سیماء ہ علی وجھه، فبینما ھوفی تقواہ من الأبدال، اذا ھوفی شجاعته من الأبطال

"مجھے سید سنوسی میں غیر معمولی صبر وثابت قدمی دکھائی دی، جو کم لوگوں میں دیکھی، اولوالعزمی ان کی ناصیۂ اقبال سے ہویدا ہے، ایک طرف اپنے تقویٰ اور عبادت کے لحاظ سے اگر وہ اپنے زمانے کے ابدال میں شمار ہونے کے قابل ہیں تو دوسری طرف شجاعت کے لحاظ سے دلیران زمانہ کی صف میں شامل ہونے کے مستحق ہیں"۔

امیر شکیب نے صحرائے اعظم افریقا کی سنوسی خانقاہ کی جو تصویر کھینچی ہے، وہ بڑی دل آویز اور سبق آموز ہے، یہ خانقاہ "واحۃ الکفرہ" میں واقع تھی اور سید احمد الشریف کے چچا اور شیخ السید المہدی کے انتظام میں تھی اور افریقہ کا سب سے بڑا روحانی مرکز اور جہاد کا دار التربیت تھی، امیر مرحوم لکھتے ہیں:

"سید مہدی 'صحابہ وتابعین کے نقش قدم پر تھے، وہ عبادت کے ساتھ بڑے عملی آدمی تھے، ان کو معلوم تھا کہ قرآنی احکام حکومت واقتدار کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتے، اس لیے وہ اپنے برادران طریقت اور مریدین کو ہمیشہ شہسواری، نشانہ بازی کی مشق کی تاکید کرتے رہتے، ان میں غیرت اور مستعدی کی روح پھونکتے، ان کو گھڑ دوڑ اور سپہ گری کا شوق دلاتے رہتے اور جہاد کی فضیلت واہمیت کا نقش ان کے دل پر قائم کرتے، ان کی یہ کوششیں بار آور ہوئی اور مختلف مواقع پر اس کے اچھے نتائج برآمد ہوئے، خصوصاً جنگ طرابلس میں سنوسیوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے پاس ایسی مادی قوت ہے، جو بڑی بڑی حکومتوں کی طاقت سے ٹکر لے سکتی ہے اور بڑی باجبروت سلطنتوں کا مقابلہ کر سکتی ہے، صرف جنگ طرابلس ہی میں سنوسیوں کا جوش وغضب ظاہر نہیں ہوا، بلکہ علاقہ کانم اور وادی (سوڈان) میں وہ ۱۳۱۹ھ سے ۱۳۳۲ھ تک فرانسیسیوں سے برسر جنگ رہے"۔

سید احمد الشریف نے مجھے بتایا کہ ان کے چچا سید مہدی کے پاس پچاس ذاتی بندوقیں تھیں، جن کو وہ بڑے اہتمام کے ساتھ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے، اگرچہ ان کے سیکڑوں کی تعداد میں مریدین تھے، مگر وہ اس کے روادار نہیں تھے کہ یہ کام کوئی اور کرے، تاکہ لوگ ان کی اقتدا کریں اور جہاد کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کے سامان وذخائر کا اہتمام کریں، جمعہ کا دن جنگی مشقوں کے لیے مخصوص تھا، گھوڑوں کی ریس ہوتی، نشانہ کی مشق ہوتی وغیرہ وغیرہ، خود سید ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہوتے، شہسوار دو حصوں (پارٹیوں) میں تقسیم ہو جاتے اور دوڑ شروع ہوتی، یہ سلسلہ دن چھپے تک جاری رہتا، کبھی کبھی نشانہ مقرر ہوتا اور نشانہ بازی شروع ہوتی، اس وقت علما اور مریدین کا نمبر نشانہ بازی میں بڑا ہوتا، کیوں کہ ان کے شیخ کی ان کے لیے خاص تاکید تھی، جو لوگ گھوڑ دوڑ میں پالا جیت لیتے یا نشانہ بازی میں بازی لے جاتے، ان کو قیمتی انعامات ملتے، تاکہ جنگی کمالات کا شوق ہو، جمعرات کا دن دست کاری اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے لیے مقرر تھا، اس دن اسباق بند ہو جاتے، مختلف پیشوں اور صنعتوں میں لوگ مشغول ہوتے، کہیں تعمیر کا کام ہو رہا ہوتا، کہیں نجاری، کہیں لوہاری، کہیں پارچہ بافی، کہیں وراقی کا مشغلہ نظر آتا، اس دن جو شخص نظر آتا وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتا دکھائی دیتا، خود سید مہدی بھی پورے مشغول رہتے، تاکہ لوگوں کو عمل کا شوق ہو، سید مہدی اور ان سے پہلے ان کے والد ماجد کو زراعت اور درخت لگانے کا بڑا اہتمام تھا، اس کا ثبوت ان کی خانقاہیں اور ان کے خانہ باغ ہیں، کوئی سنوسی خانقاہ ایسی نہیں ملے گی جس کے ساتھ ایک یا چند باغات نہ ہوں، وہ نئے نئے قسم کے درخت دور دراز مقامات سے اپنے شہروں میں منگواتے تھے، انہوں نے کفرہ اور جغبو میں ایسی ایسی زراعتیں اور درخت روشناس کیے، جن کو وہاں کوئی جانتا بھی نہ تھا، بعض طلبا سید محمد السنوسی (بانی سلسلۂ سنوسیہ) سے کیمیا سکھانے کی درخواست کرتے تھے تو وہ فرماتے تھے کہ کیمیا ہل کے نیچے ہے اور کبھی فرماتے کیمیا کیا ہے؟ ہاتھ کی محنت اور پیشانی کا پسینہ۔ وہ طلبہ اور مریدین کو پیشوں اور صنعتوں کا شوق دلاتے اور ایسے جملے فرماتے جن سے ان کی ہمت افزائی ہوتی اور وہ اپنے پیشوں اور صنعتوں کو حقیر نہ سمجھتے اور نہ ان میں علما کے مقابلہ میں احساس کمتری پیدا ہوتا، چنانچہ فرماتے تھے کہ بس تم کو حسن نیت اور فرائض کی پابندی کافی ہے، دوسرے تم سے افضل نہیں، کبھی کبھی اپنے کو بھی پیشہ وروں میں شامل کر کے اور ان کے ساتھ کام میں شرکت کرتے ہوئے فرماتے۔ "کیا یہ کاغذوں والے (علما) اور تسبیحوں والے (ذاکرین وصوفیہ) سمجھتے ہیں کہ وہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے یہاں سبقت لے جائیں گے، نہیں خدا کی قسم! وہ ہم سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتے"۔

معاصر دینی تحریکوں میں الاخوان المسلمون کی تحریک سب سے زیادہ طاقت ور اور منظم تحریک ہے اور عالم عربی کے لیے تو وہ احیائے دین اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی واحد تحریک ہے۔ اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی زندگی سے پُورا ربط ہے اور ممالکِ عربیہ کی عمومی زندگی پر اس نے بڑا گہرا اور محسوس اثر ڈالا ہے، اس کے بانی شیخ حسن البناؒ (شہید) کی

شخصیت بڑی موثر، دل آویز اور ہمہ گیر شخصیت تھی، وہ سر تا پا عمل اور مجسم جد وجہد تھے۔ نہ تھکنے والے، نہ مایوس ہونے والے نہ پست ہونے والے سپاہی اور داعی تھے۔ ان کی ان خصوصیات میں ان کے روحانی نشو ونما اور سلوک کا بڑا دخل ہے۔ وہ جیسا کہ انہوں نے خود نوشت سوانح میں تصریح کی ہے۔ طریقہ حصافیہ شاذلیہ میں بیعت تھے اور باقاعدہ کے اذکار واشغال کی ورزش کی تھی۔ اُن کے خواص اور معتمدین نے بیان کیا کہ وہ زندگی کے آخری مصروف ترین دنوں میں بھی اپنے اوراد و معمولات کے پابند رہے۔ اخوان کی پانچویں موتمر ۱۳۵۷ھ میں انہوں نے اخوان کی تحریک کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی تعریف میں حسبِ ذیل جملے کہے تھے:

''ایک ایسی جماعت جس میں سلف کی دعوت، اہل سنت کا طریقہ، تصوف کی حقیقت، سیاست، ورزش، علم وثقافت، اقتصادی تعاون اور اجتماعی فکر جمع ہیں''۔

ہندوستان میں تصوف وجہاد کا ایسا عجیب امتزاج واجتماع ملتا ہے جس کی نظیر دور دور ملنی مشکل ہے، اس سلسلہ میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا تذکرہ تحصیل حاصل ہے کہ ان کی یہ جامعیت مسلمات میں سے ہے اور حد تواتر کو پہنچ چکی ہے، ان کے رفقائے جہاد اور ان کے تربیت یافتہ اشخاص کے جوشِ جہاد، شوقِ شہادت، محبتِ دینی، بغض فی اللہ کے واقعات قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتے ہیں، جب کبھی ان کے مفصل واقعات سامنے آئیں گے تو اندازہ ہوگا کہ یہ قرن اول کا ایک بچا ہوا ایمانی جھونکا تھا، جو تیرھویں صدی میں چلا تھا اور جس نے دکھا دیا تھا کہ ایمان، توحید اور صحیح تعلق باللہ اور راہ نبوت کی تربیت وسلوک میں کتنی قوت اور کیسی تاثیر ہے اور بغیر صحیح روحانیت اور اصلاح کے پختہ جوش وجذبہ اور ایثار وقربانی اور جاں سپاری کی امید غلط ہے۔

سید صاحبؒ کے جانشینوں میں مولانا سید نصیر الدینؒ اور مولانا ولایت علی عظیم آبادیؒ، سید صاحبؒ کے پرتو تھے، ان کے جانشینوں میں مولانا یحییٰ علیؒ اور مولانا احمد اللہ صادق پوریؒ بھی دونوں حیثیتوں کے جامع تھے، ایک طرف ان کے جہاد وابتلا اور امتحان کے واقعات امام احمد بن حنبلؒ کی یاد تازہ کرتے ہیں اور وہ کبھی گھوڑے کی پیٹھ پر، کبھی انبالہ کے پھانسی گھر میں، کبھی جزیرہ انڈمان میں محبوس نظر آتے ہیں، دوسرے وقت وہ سلسلۂ مجددیہ و سلسلہ محمدیہ (سید صاحب کے خصوصی سلسلہ) میں لوگوں کی تربیت وتعلیم میں مشغول دکھائی دیتے ہیں۔

؎ در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نداند جام وسندان باختن

ہندوستان کی پوری اسلامی تاریخ کی مجاہدانہ جدوجہد اور قربانیاں اگر ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور اہل صادق پور کی جدوجہد اور قربانیاں دوسرے پلڑے پر تو شاید یہی پلڑا بھاری رہے۔

ان حضرات کے بعد بھی ہم کو اہل سلسلہ اور اصحاب ارشاد، دینی جدوجہد اور جہاد فی سبیل اللہ کے کام سے فارغ اور گوشہ گیر نہیں نظر آتے، شاملی کے میدان میں حضرت حاجی امداد اللہ، حضرت حافظ ضامن، مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃاللہ علیہم، انگریزوں کے خلاف صف آرا نظر آتے ہیں، حضرت حافظ ضامنؒ وہیں شہید ہوتے ہیں، حاجی صاحبؒ کو ہندوستان سے ہجرت کرنی پڑتی ہے، مولانا نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ کو عرصہ تک گوشہ نشین اور مستور رہنا پڑتا ہے۔

پھر مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ (جن کو ہندوستان کے مسلمانوں نے بجا طور پر شیخ الہند کے لقب سے یاد کیا) انگریزوں کے خلاف جہاد کی تیاری کرتے ہیں اور ہندوستان کو ان کے وجود سے پاک کر کے ایک ایسی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں، جس میں مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ اور ان کے ہاتھ میں ملک کا زمام کار ہو، ان کی بلند ہمتی ان کو ترکی سے تعلقات قائم کرنے اور ہندوستان وافغانستان وترکی کو ایک سلسلۂ جہاد میں منسلک کرنے پر آمادہ کرتی ہے، ریشمی خطوط اور انور پاشا کی ملاقات، مالٹا کی اسارت ان کی عالی ہمتی اور قوت عمل کا ثبوت ہے۔

من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا

ان مسلسل تاریخی شہادتوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہاں تک صحیح ہوگا کہ تعطل وبے عملی حالات کے مقابلہ میں سپر اندازی اور پسپائی تصوف کے لوازم میں سے ہے، اگر اس دعوے کے ثبوت میں چند متصوفین اور اصحاب طریقت کی مثالیں ہیں تو اس کے خلاف بڑی تعداد میں ان ائمہ فن اور شیوخ طریقت کی مثالیں ہیں، جو اپنے مقام اور رسوخ فی الطریقہ میں بھی اول الذکر اصحاب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

اگر تصوف اپنی صحیح روح اور سلوک راہ نبوت کے مطابق ہو اور یقین ومحبت پیدا ہونے کا باعث ہو (جو اس کے اہم ترین مقاصد ونتائج ہیں) تو اس سے قوت عمل، جذبہ جہاد، عالی ہمتی، جفاکشی اور شوق شہادت پیدا ہونا لازمی ہے، جب محبت الٰہی کا چشمہ دل سے ابلے گا، تو روئیں روئیں سے یہ صدا بلند ہوگی۔

؎ اے آنکہ زنی دم از محبت
از ہستی خویشتن پرہیز
برخیز وبہ تیغ تیز بنشین
یا از رہ راہ دوست برخیز

☆☆☆☆☆

مسلمانوں پر جہاد فرض ہے!

مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے یہ درس ۲۰۰۱ء میں امارت اسلامیہ افغانستان پر صلیبی حملے کے تقریباً ایک ہفتے بعد ارشاد فرمایا۔(ادارہ)

إن الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نتوب إليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادي له .. و أشهد أنه لا آله إلا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمد عبده و رسوله صلى الله عليه و على آله و أصحابه و سلم تسليماً كثيرا.. أما بعد:

يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَيُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ (رواه الترمذي أبواب صفة القيامة — حديث رقم 2492)

"قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو انسانی صورتوں میں چیونٹیوں کی مانند بنا کر جمع کیا جائے گا۔ ان پر ہر طرف سے ذلت مسلط کر دی جائے گی۔ انہیں جہنم میں بولس نامی جیل کی طرف ہانکا جائے گا۔ شدید قسم کی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ 'طنية الخبال' یعنی اہل جہنم کے جسموں سے نکلنے والے خون اور پیپ کی آلائش انہیں پینے کو دی جائے گی"۔

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبرین (تکبر کرنے والے) قیامت کے دن ان کا اس طرح حشر ہوگا کہ وہ چیونٹیوں کی مانند ہوں گی، صورتیں تو ان کی انسانوں کی ہوں گی لیکن ان کا قد و قامت اور ان کی جسامت گھٹا کر چیونٹیوں کے برابر کر دی جائے گی۔ یعنی وہ دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے، دوسروں پر اپنی بڑائی جتلاتے تھے تو قیامت کے دن اللہ ان کو ایسے اٹھائیں گے جیسے چیونٹیوں کی طرح چھوٹا کر کے اٹھائیں گے، ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی ہر طرف سے اور ان کو ہنکا کر لے جایا جائے گا جہنم کے ایک قید خانے کی طرف جس کا نام "بولس" ہے۔ اور ان کے اوپر آگ ہی آگ کی برسات ہوگی۔ اور ان کو دوزخی لوگوں یعنی جہنمیوں کے خون اور پیپ کا بدبودار پانی، پینے کے لیے دیا جائے گا، یہ انجام بتایا متکبرین کا! اللہ جل شانہ کو کبر اور تکبر کی بیماری اور اس کا گناہ اس قدر ناپسند ہے۔

جیسا کہ پچھلی حدیثوں میں اسی باب کے اندر آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کبر اور بڑائی تو میری چادر ہے اور جو شخص اس میں میرے ساتھ جھگڑے گا میں اس کی گردن مروڑ کر رکھ دوں گا اور پھر اس کا انجام بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مقرر فرما رکھا ہے، وہ ایک تو یہ ہے کہ جتنا وہ بڑا بنتے تھے اتنا ہی ان کو چھوٹا کر دیا جائے گا، چیونٹیوں کی شکل میں اور پھر ان کو ہنکا کر اس قید خانے کی طرف لے جایا جائے گا، جہاں ان کا پینے کا سامان دوزخیوں کے خون اور پیپ کا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ یہ حدیث میں نے اس وقت آپ کے سامنے پڑھ لی اس خیال سے کہ ہم اتوار کے دن مختصر سی احادیث پڑھا کرتے ہیں تو اس کا ناغہ نہ ہو اور کم از کم ایک حدیث ہو جائے اس لیے یہ حدیث پڑھ دی۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت صورت حال کچھ ایسی ہے، مسلمانوں کی کہ اس وقت کسی اور موضوع پر بات کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ لیکن اتفاق سے حدیث بھی وہ آگئی جس میں اللہ تعالیٰ نے متکبرین کا انجام بیان فرمایا اور اس وقت متکبرین اور تکبر کا جو اعلیٰ ترین مظاہرہ جو پیش کیا جارہا ہے دنیائے کفر کی طرف سے اور خاص طور پر امریکہ کی طرف سے کہ اس نے اپنے آپ کے بارے میں یہ سمجھ لیا ہے کہ گویا خدائی اس کے پاس آگئی ہے اور تکبر، متکبرانہ بیانات، متکبرانہ کارروائیاں اس دھڑلے کے ساتھ کر رہا ہے کہ گویا پوری دنیا کی خدائی اس کے قبضے میں آگئی۔ العیاذ باللہ العلی العظیم، اللہ اکبر کبیرا۔

لیکن اللہ جل جلالہ کی بھی قدرت کے کرشمے ہیں عجیب و غریب کہ جو ملک اس قدر تکبر کے اندر ڈوبا ہوا ہے اور اس کے آگے لوگ اتنے ڈرے اور سہمے ہوئے ہیں کہ ساری دنیا میں سے کوئی حق کہنے کی جرات نہیں پارہا۔ وہ جو دنیا کا طاقت ور ترین ملک ہے وہ دنیا کے کمزور ترین ملک کے اوپر حملہ آور ہے ساری دنیا کی سب سے بڑی طاقت جو کہلاتی ہے اور حملہ آور ہے کس پر؟ ایسے ملک پر کہ دنیا میں اس سے زیادہ کمزور اور بے سروسامان ملک کوئی نہیں ہے وہ ملک جس کو اکثر دنیا ملک سمجھنے کے لیے اور حکومت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے، اس پر حملہ آور ہے اور مقابلہ بھی ہاتھی اور چیونٹی کا بھی مقابلہ نہیں ہے جو اس وقت ہو رہا ہے۔ لیکن اللہ جل جلالہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ یہ آج ہفتہ پورا ہو رہا ہے کہ بموں کے اور میزائلوں کی بارش ہو رہی ہے اس عظیم ترین طاقت کی طرف سے ہو رہی جسے سپر پاور کہا جاتا ہے اور جو خدائی کے دعوے کر رہی ہے اور اس کمزور ملک کے اوپر ہو رہی ہے جو دنیا کا کمزور ترین ملک ہے۔ جہاں ہر رات، ہر صبح قیامت توڑی جارہی ہے بموں کے ذریعے اور میزائلوں کے ذریعے اور ساری طاقت کا زور صرف کیا جارہا ہے اور تکبر عالم تو یہ تھا کہ یہ خیال تھا دو دن کے اندر یہ معاملہ نمٹالیں گے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے کہ ایک ہفتے کی مسلسل بمباری کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کوئی ایسا بڑا نقصان جو ان کے حق میں مہلک ہو وہ ابھی تک نہیں پہنچا سکے اور بار بار کے اعلانات کے بعد کہ ہم زمین سے حملہ کریں گے لیکن ابھی تک زمین پر ان سے حملہ کرنے کی جرأت نہیں

کنڑ، بارودی سرنگ کے ذریعے ہیلی کاپٹر کی تباہی
دوهمه کیمره
ہیلی کاپٹر میں سوار 18 فوجی افسران بھی ہلاک ہوئے
AL-EMARA

مجاہدین عمری عملیات کی تیاری کرتے ہوئے

امارت اسلامیہ افغانستان کی رہبری شوریٰ نے عزم آریشن کی کامیابی کے بعد 12 اپریل 2016 کو مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمرؒ کے نام پر عمری آپریشن کا غاز کردیا

19 اپریل 2016 کو کابل میں افغان انٹیلی جینس کے مرکز پر فدائی کاروائی

منگل صبح نو بجے تین فدائین نے کابل شہر کے محفوظ ترین علاقے میں خفیہ ادارے نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سکیورٹی کے مرکز پر حملہ کیا۔سب سے پہلے جمال الدین شہید نے مزدا ٹرک سے فدائی حملہ کر کے رکاوٹیں اور چوکیاں تباہ کیں جس کے بعد دو فدائی مجاہدین نے اندر داخل ہو کر گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں 192 انٹیلی جینس آفیسرز و اہلکار ہلاک اور 100 سے زائد زخمی ہوئے، جبکہ تازہ اطلاعات کے مطابق ہلاک و زخمیوں کی تعداد 400 سے زائد ہے۔ایک فدائی مجاہد بھی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔
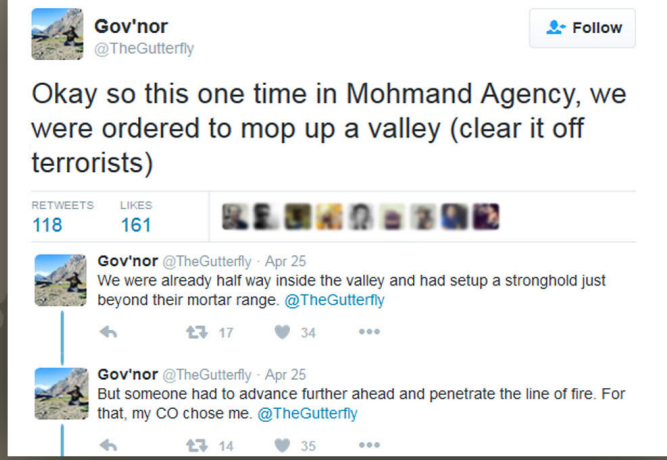
اگر فلموں، گانوں، ڈراموں اور پریس ریلیزوں پر ہی تکیہ اور بھروسہ کر کے بات کی جائے تو یقیناً امریکی اتحادی اور غلام پاکستانی فوج 'مجاہدین کے مقابلے میں بے جگری، دلیری اور جرأت و ہمت کی ''لازوال داستانیں'' رقم کر رہی ہے اور اس کا ہر افسر اور سپاہی 'موت کی آنکھوں میں آنکھیں' ڈال کر ''دہشت گردوں'' کا مقابلہ کر رہا ہے!.... لیکن حقیقی طور پر مجاہدین کا سامنا کرتے وقت اور زمینی جنگ میں مجاہدین کے مقابل آنے کے بعد ان بزدل، بے حمیت، ڈرپوک اور خوف سے سہم جانے والے فوجیوں کو جس صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ اسی فوج کے ایک ''بہادر اور نڈر'' افسر کی زبانی دیکھ لیجیے! مجاہدین تو ان ڈالر خور زنخوں اور گویوں کی روزانہ درگت بناتے اور میدان جنگ میں ان کی پتلی حالت کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کرتے ہیں۔ اب انہی کے افسر کی زبانی جنگ کے میدان میں ٹوٹنے والی قیامت کا احوال بھی پڑھیں اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے کی روداد بھی ملاحظہ فرمائیں!

''ایک دفعہ جب میں مہمند ایجنسی میں تھا ہمیں اوپر سے آرڈر ملا کہ وادی کو ''دہشت گردوں'' سے خالی کیا جائے، ہم پہلے سے ہی وادی کے اندر موجود تھے اور ان کے توپ خانے کی رینج سے کچھ دور ایک مضبوط فوجی مرکز بنایا ہوا تھا، مگر ہمیں کسی طرح ان کے فرنٹ لائن مورچوں میں گھسنا تھا جس کے لیے میرے ''کمانڈنگ آفیسر'' نے مجھے چنا اور میں نے ''قربانی کے بکرے'' کی طرح ''یس سر'' کہا۔ میرے پاس ''ایف سی'' کی ایک ٹینک سکواڈرن تھی جس کی میں سربراہی کر رہا تھا، ہم آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے، یہ میرا پہلا آزادانہ آپریشن تھا جس کی وجہ سے میں بہت ''نروس'' (گھبرایا ہوا) تھا، لیکن مجھے فوجی جوانوں کے سامنے مضبوط اعصاب کا مالک ظاہر کرنا تھا (مگر درحقیقت میں کافی گھبرایا ہوا تھا)۔ میں ایک ٹینک کے برج کے پیچھے کھڑا ہوا تھا، حکمت عملی یہ تھی کہ جب ہم آگے بڑھیں گے تو اگر طالبان ہم پر حملہ کریں گے اور ہم نے ان پر ٹینکوں کی مدد سے گولہ باری کرنی تھی، میں ٹینک کے برج (گنبد نما جسے کیپولا کہتے ہیں) کے پیچھے کھڑا ٹینک کمانڈر سے ممکنہ حملے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا، کہ اچانک فائرنگ کی آواز آئی اور گولی ٹینک کمانڈر کے سر کے بالکل قریب سے گزرتی ہوئی ''کیپولا'' کو تقریباً چیرتی ہوئی نکل گئی، میں نے سوچا کہ اگر یہ گولی مجھے لگتی تو یقیناً مجھے ادھیڑ کر رکھ دیتی۔ ٹینک کمانڈر نے فوراً ٹینک کا ڈھکن (کیپولا) بند کر دیا، اب میں بغیر کسی آڑ کے ٹینک پر موجود تھا۔ میں نے ٹینک پر کھڑے ہو کر اپنے زیر کمان فوجیوں کو گندی گالیاں نکالنی شروع کر دیں اور ٹینک سے چھلانگ لگا کر واپس بھاگنا شروع کر دیا، مگر میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اسی ٹینک کے ڈرائیور نے بھی انتہائی گھبراہٹ میں ٹینک کو پیچھے کی طرف دوڑانا شروع کر دیا، میں نے یہ دیکھ کر ڈرائیور کو انتہائی اونچی آواز میں مزید گالیاں دینا شروع کر دیا مگر وہ اس لڑائی کی شدت میں کچھ نہیں سن رہا تھا، اب میرے پاس ٹینک کے نیچے آکر کچلے جانے سے بچنے کے لیے دو ہی راستے بچے تھے کہ یا دائیں مڑ جاؤں یا بائیں طرف، مگر دونوں خودکشی کے مترادف تھے۔ میں نے ''نادِ علی'' کا ورد کرنا شروع کیا اور اپنے دائیں طرف 300 میٹر دور موجود درختوں کی جانب ''کتے'' کی طرح بھاگنا شروع کر دیا۔ اس وقت مجھے وہ فلمیں یاد آ رہی تھیں جن میں ہیرو مرنے لگتا ہے تو اسے اُس کے ''پیارے'' یاد آنے لگتے ہیں، میں نے بھی اپنے ''ماں، باپ اور گرل فرینڈ'' کو یاد کرنے کی کوشش کی مگر میرے لیے تو ان کو سوچنا بھی دشوار ہو رہا تھا، یہ دیکھ کر بھاگنے کے دوران ہی میں ایسی فلمیں بنانے والوں کو بھی کوسنے لگا، بھاگتے بھاگتے میں نے ایک جھنڈ کی طرف چھلانگ لگائی اور اب درختوں کے سائے میں بھاگنا شروع کر دیا، میں اپنی ٹینک سکواڈرن سے مکمل طور پر علیحدہ ہو چکا تھا اور انہوں نے مجھے چھوڑ کر پسپائی اختیار کر لی جبکہ سورج غروب ہو رہا تھا۔ طالبان نے مجھے پر فائرنگ روک دی تھی، اس کا مطلب تھا کہ وہ مجھے پکڑنے کے لیے میرے پیچھے آ رہے تھے، اور یہ تصور ہی میرے لیے ایک ''ڈراؤنے خواب'' کی مانند تھا۔ میں بھاگتے بھاگتے ایک قبرستان میں داخل ہو گیا تھا، وہاں پرانی اور گری ہوئی لاتعداد قبریں اور گڑھے موجود تھے، میں نے ان میں سے ایک میں اپنی ہیلمٹ رکھی اور اس پر سوکھے پتے ڈال دیے۔ دوسری قبر میں خود چھپ گیا اور اپنے اوپر سوکھے پتے ڈال کر میں نے گن لوڈ کر لی تھی۔ دہشت گرد قبرستان میں داخل ہو چکے تھے اور مجھے تلاش کر رہے تھے، میرا دل نہایت تیزی سے دھڑک رہا تھا گویا وہ چھاتی سے باہر نکل آئے، طالبان رات کی وجہ سے مجھے نہ ڈھونڈ سکے اور واپس چلے گئے۔ چند گھنٹے وہیں چھپنے کے بعد جب میں نے اپنے آفیسرز سے رابطہ کر کے اپنی ''جی پی ایس'' لوکیشن انہیں فراہم کی تو انہوں نے ایک ریسکیو ٹیم بھجوائی جو مجھے واپس کیمپ میں لے گئے۔''

فوجی آفیسر کی تمام ٹویٹس اس ربط پر ملاحظہ فرمائیں

https://twitter.com/TheGutterfly/status/724727506071330820

ہو سکی۔ ابھی میرے بھائی صاحب مفتی مولانا رفیع صاحب دامت برکاتہم کے پاس کل، پرسوں ایک فون آیا ہے کابل سے، تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ کابل کے اندر ہیں روز بم باری ہو رہی ہے روز میزائلوں کی قیامت ٹوٹ رہی ہے، تو آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں کچھ پٹاخے ضرور پھوٹے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اس میں زخمی یا شہید بھی ہوئے ہیں لیکن الحمدللہ جو ہماری طاقت ہے اللہ کے فضل و کرم سے برقرار ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے تو اللہ تعالیٰ یہ دکھا رہے ہیں، دنیا میں بھی یہ دکھا رہے ہیں کہ وہ ملک جو تکبر اور غرور کے اندر جس کی گردن تنی ہوئی ہے، سینا اکڑا ہوا ہے وہ اپنی ساری توانائیاں خرچ کر کے، ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا کر بھی ابھی تک، وہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکا! اللہ تعالیٰ دکھا رہے ہیں کہ خدائی تیری نہیں ہے خدائی اللہ کی ہے! تو یہ معاملہ ہو رہا ہے، اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس قدرت کا کرشمہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی سنت ہے، سنت جاریہ ہے کہ إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا''۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قانون بیان فرما دیا قرآن کریم کے اندر۔ اگر کہیں نصرت میں کمی آئے یا نصرت نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے دین کی مدد نہیں کی اس لیے اللہ کی نصرت نہیں آئی۔ لیکن جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے کے لیے مسلمان کمربستہ ہو جائیں تو اللہ کی طرف سے ضرور نصرت آتی ہے، آ کر رہے گی۔

لہٰذا اس وقت دل چاہتا ہے کہ آج دین کے اس عظیم رکن کے بارے میں کچھ بات کی جائے جو ایک عرصہ دراز سے ہمارے ہاں فراموش کیا ہوا ہے اور وہ ہے جہاد کا رکنِ اعظم۔ اللہ جل جلالہ نے ہمارے اوپر جو فرائض عائد فرمائے ہیں وہ جس طرح نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے اسی طرح ایک عظیم فریضہ جہاد کا فریضہ ہے اور یہ وہ فریضہ ہے کہ ہماری تقریروں میں، ہمارے، وعظوں میں، ہماری مجلسوں میں ایک عرصہ دراز سے چھوٹا ہوا ہے اس کا بیان۔ اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ ''ایک وقت ایسا آئے گا کہ تمہارے دشمن آپس میں ایک دوسرے کو تمہیں تباہ کرنے کے لیے اس طرح دعوت دیں گے جیسے کہ دستر خوان پر کھانا کھانے کی دعوت دی جاتی ہے کہ آؤ ان کے اوپر حملہ کریں، آؤ ان کو لوٹیں، آؤ ان کو کھائیں، اس طرح دعوت دیں گے جیسے کہ دستر خوان پر کھانے کی دعوت دی جاتی ہے اس طرح تمہارے دشمن ایک دوسرے کو دعوت دیں گے''۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات فرمائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سمجھ میں نہیں آئی کہ انہوں نے کھلی آنکھوں نبی سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھے تھے اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تو دیکھا کہ ۳۱۳ نہتے صحابہ، ایک ہزار مسلح سورماؤں پر غالب آ گئے تو اسی طریقے سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نوازا تو دشمن کیسے غالب آ جائیں گے مسلمانوں کے اوپر تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہو گی؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، کم نہیں ہو گی بلکہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گی لیکن ان کی مثال ایسی ہو گی کہ جیسے کہ سیلاب میں بہتے ہوئے تنکے ان کو جمع کیا جائے تو بے شمار تنکے ہوں گے لیکن ان کی اتنی کوئی طاقت نہیں ہو گی وہ سیلاب کی رو میں بہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

دوسری حدیث میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہو گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے ہو گا کہ دنیا کی محبت تم پر غالب آ جائے گی اور موت سے تم ڈرنے لگو گے اور جہاد سبیل اللہ کو ترک کر دو گے۔ تین باتیں فرمائیں کہ دنیا کی محبت غالب آ جائے گی اپنے مال کی، اپنی اولاد کی، اپنے گھر بار کی محبتیں غالب آ جائیں گی۔ ان محبتوں کی وجہ سے تم موت سے ڈرنے لگو گے کہ تمہیں موت نہ آ جائے اور اس وجہ سے اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ترک کر دو گے تو یہ تمہارا حشر بن جائے گا۔ اللہ بچائے ایک عرصہ دراز سے ہم لوگ اس صورت حال میں مبتلا ہیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کو ہم نے چھوڑا ہوا ہے اس کے نتیجے میں یہ صورت حال پیدا ہو گئی لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہ اللہ کے کچھ بندے کھڑے ہوئے انہوں نے کچھ کام شروع کیا اور اب اس وقت کہ آج موقع ہے اس بات کا کہ اس دین کے رکن اعظم یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے حصہ دار بننے کی سعادت حاصل کرے وہ میں ابھی عرض کروں گا۔ لیکن کچھ آیتیں ہیں جو قرآن کریم کی ایک خاص پس منظر میں آئی ہیں اور موجودہ حالات میں ان کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ان شاءاللہ مفید ہو گا قرآن کریم میں آتا ہے کہ

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ O الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ O فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ O إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

یہ چند آیتیں ہیں قرآن کریم کی، ان کو ذرا سمجھ لیجیے اور اس کا جو پس منظر ہے وہ ذہن نشین کر لیں موجودہ حالات کے اندر یہ ہمیں بہت بڑی رہ نمائی دے رہی ہیں یہ آیات! یہ آیتیں نازل ہوئیں ایک خاص پس منظر میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر مکہ مکرمہ کے کفار جمع ہو کر بڑے ساز و سامان کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے غزوہ احد کے موقع پر حضور اقدس نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر سے باہر نکل کر جبل اُحد کے دامن میں اُن کا مقابلہ کیا، اس جنگ کے اندر ابتدا میں مسلمانوں کو واضح طور پر فتح ہوئی لیکن بعد میں بعض نوجوانوں کے غلط فیصلے کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور (باقی) واقعہ تقریباً ہر مسلمان جانتا ہے کہ اُس جنگ میں تقریباً ستر

صحابہ کرام شہید ہوئے اور اس بے سر و سامانی کے عالم میں شہید ہوئے کہ بہت سوں کو کفن دینے کے لیے کپڑا بھی پورا نہیں تھا اگر سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ایسے بھی تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ! ستر صحابہ کرام شہید ہوئے اور بعض دوسرے صحابہ کرام شدت کے ساتھ زخمی ہوئے اور خود نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے اوپر حملے ہوئے اور اس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخسار مبارک کے اندر لوہے کی کڑیاں پیوست گئیں، دندان مبارک شہید ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خون سے لہولہان ہوئے۔

پھر بالآخر یہ ہوا کہ ابوسفیان کا جو لشکر حملہ کرنے کے لیے آیا تھا وہ پھر بالآخر مسلمانوں نے ان پر ایک طرح سے غلبہ پایا پھر وہ واپس جانے پر مجبور ہو گیا، واپس چلا گیا لیکن واپس جانے کے بعد جب کچھ میل کا فاصلہ طے کر کے ایک جگہ قیام کیا تو وہاں ابوسفیان کو کچھ ہوش آیا ، وہ اپنے ساتھیوں کو کہنے لگا کہ ہم تو اچھی خاصی جیتی ہوئی جنگ چھوڑ کر آ گئے اور ہم غالب آ چکے تھے مسلمانوں کے اوپر، لیکن غالب ہونے کے بعد ہم نے اس غلبے سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اس کی بجائے ہم لوٹ کر آ گئے اور نہ کوئی مال غنیمت کچھ خاص لے کر آئے اور نہ کوئی قیدی ساتھ لے کر آئے اور نہ مدینے منورہ پر قبضہ کر سکے تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اب ہم دوبارہ پلٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ کریں، اس وقت مسلمان زخموں سے چور ہیں اور لڑائی سے تھکے ہوئے ہیں اور اس وقت ہم ان پر حملہ کریں گے تو مسلمان اس حملے کی تاب نہیں لا سکیں گے اور ہمیں مکمل فتح مدینہ منورہ پر حاصل ہو جائے گی اور پھر اس کے کچھ ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی کہ یہ بات صحیح ہے اور ہمیں ان پر حملہ کرنا چاہیے۔

لیکن ساتھ ساتھ اس کے دل میں خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوبارہ حملہ کریں اور دوبارہ حملے کے نتیجے میں خوا مخواہ شکست سے دوچار ہو جائیں لہٰذا ایک شخص جو وہاں سے مدینہ منورہ جا رہا تھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو تو اُس نے کہا مدینے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک کام کرو کہ جا کر وہاں مسلمانوں کو خوف زدہ کرو اور ان کو بتاؤ کہ ابوسفیان نے تمہارے خلاف ایک بہت بڑا لشکر جرار تیار کر لیا ہے جس کا مقابلہ کرنے کی تمہارے اندر ہمت نہیں ہو گی اور جا کر ان کو ڈراؤ تو اس سے پہلے تو ان کے دل پر رعب طاری ہو گا اور ہم اس کے بعد حملہ آور ہوں گے تو وہ مرغوب ہونے کی حالت میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

چنانچہ یہ شخص مدینہ منورہ پہنچا اُس وقت حضور اکرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ وہیں میدان احد میں تشریف فرما رہے تھے اور ستر صحابہ کرام کے شہید ہونے کا صدمہ تھا۔ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ کے سگے چچا تھے جنہوں نے احد کے میدان پر حملہ آنے کی خبر سن کر تین دن سے روزہ رکھا ہوا تھا اور ان کو شہید کیا گیا کہ اُن کے جسم کا ایک ایک عضو کاٹا گیا اور ان کا کلیجہ لے کر چبایا گیا، اس حالت میں اُن کو شہید کیا گیا تھا وہ شہدا کا صدمہ الگ تھا جنگ سے فارغ ہو کر مسلمان تھکن سے چور تھے اور زخموں سے سرشار تھے۔اس حالت میں اچانک ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ آپ کے لیے ابوسفیان نے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور آپ کے اوپر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔

اس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخموں سے چور ہونے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ابوسفیان کے اس ارادے کا جواب یہ ہے کہ ہم اس کے آنے کا انتظار نہ کریں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کریں۔چنانچہ فرمایا میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں بتاؤ میرے ساتھ کون چلتا ہے اور یہ بھی کہا کہ اس غزوے میں شریک ہونے کے لیے اجازت صرف اُن لوگوں کو ہو گی جو کل کے غزوے میں شریک یعنی احد کے غزوے میں ہمارے ساتھ شریک تھے تو اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین حالانکہ زخموں سے چور تھے تھکے ہوئے تھے، ایک جنگ سہہ چکے تھے اس کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین نے بیک وقت آواز کہا کہ ہم سب آپ کے ساتھ جائیں گے اور کہا کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے، یہ جواب دیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے !

صرف ایک صحابی تھے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ اس غزوے میں میرے والد شہید ہو گئے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور اپنے پیچھے نو بیٹیاں چھوڑ کر گئے ہیں اور وہ نو بیٹیاں چھوڑ کر جب شہید ہونے لگے تھے تو چلتے چلتے مجھے وصیت کی تھی کہ بیٹا میں اپنے پیچھے تمہاری بہنیں چھوڑ کر جا رہا ہوں تو اُن کو کبھی تنہا مت چھوڑنا تو اُن کی اس وصیت کا تقاضا یہ ہے کہ میں تو جا کر اپنی بہنوں کی دیکھ بھال کروں مگر دوسری طرف میرے دل میں جہاد کا شوق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں آپ کے ساتھ کسی غزوے میں شریک ہونے سے رہ نہ جاؤں، تو میں کیا اختیار کروں کہ اپنی بہنوں کے پاس جاؤں اور اپنے باپ کی وصیت پوری کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے کی فضیلت حاصل کروں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تمہارے ذمے تمہاری بہنوں کا حق ہے اور اس وقت تم بہنوں کے پاس جاؤ مگر اللہ تعالیٰ تمہیں اجر اتنا ہی عطا فرمائیں گے۔

تو یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ وسلم کا لشکر روانہ ہوا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر سارے راستے یہ پڑھتا چلا گیا کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور رب کریم کارساز ہے۔اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ جب ابوسفیان کو خبر ہوئی کہ بجائے ہم جا کر حملہ آور ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لشکر لے کر تشریف لا رہے ہیں تو اس کے دل پر ایسا رعب اور ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ وہاں سے دم دبا کر بھاگ گئے۔یہ غزوہ حمراء الاسد کہلاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد مقام پر تھے کہ وہاں سے واپس آ گئے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

اپنے منہج سے منحرف کون ہوا؟!

ادارہ نوائے افغان جہاد، شیخ احمد الحمدان حفظہ اللہ کی کتاب "Methodological difference between ISIS and AlQaida" کا اردو ترجمہ سلسلہ وار پیش کر رہا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے داعش کی غلاۃ کی جانب سے عالمی تحریک جہاد اور اُس کے قائدین کے بارے میں کیے گئے منفی اور بے سر وپا پروپیگنڈے اور کذب بیانی کا رد کیا ہے۔ برادرم منصور کوہستانی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اس خدمت پر اُن سے راضی ہوں، آمین (ادارہ)

ایک عقیدہ جو پر امن راستے پہ یقین رکھتا ہے

عدنانی صاحب نے دعوہ کیا تھا کہ شیخ ایمن الظواہری کے موجودہ القاعدہ کی شیخ اسامہؒ کی القاعدہ کے طریقہ کار سے ایک انحراف یہ ہے کہ اب القاعدہ ایک پر امن طریقہ کار پہ یقین رکھتی ہے۔

اُس نے اپنے رسمی بیان This was never our methodology nor will it ever میں القاعدہ پہ منحرف ہونے کا الزام لگاتے ہوئے کہا:

"یہ ایک بگڑے ہوئے دین اور ایک گمراہی کے راستے پہ چل رہے ہیں، انہوں نے ابراہیم کے دین کو پھیلانے، طواغیت کا انکار، طواغیت کے پیروکاروں سے برأت اور ان کے خلاف جہاد کرنے کے راستے کو چھوڑ کر امن پسندی کا راستہ اپنا لیا ہے"۔

اور اپنے ایک رسمی بیان جس کا عنوان Pacifism is the religion of who? میں عدنانی صاحب چند باتوں کا اعتراف کرتا ہے:

"امن پسندی کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا چاہیے، اور امن پسندی کی دعوت ایک دھوکہ ہے۔ پر امن ہونے سے نا تو سچ کا بول بالا ہوتا ہے اور نا ہی باطل ختم ہوتا ہے، اور جو کوئی امن پسندی کا پرچار کرتا ہے وہ اصل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا انکار کرتا ہے اور ان سے زیادہ عالم والا ہونے کا دعوے دار بن جاتا ہے۔ اور جو کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کا دین پُر امن دعوت سے پھیل سکتا ہے تو ایسوں نے کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا انکار کر کے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے۔ امن پسندی کا دین اصل میں غلامی کا دین ہے، جھک جانے والا دین ہے۔ امن پسندی کا درس دینے والوں سے زیادہ وہ مرغی بہادر ہے جو اپنے چوزوں کی حفاظت میں لڑتی ہے"۔

اوپر اپنے پہلے بیان میں عدنانی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ القاعدہ بدل گئی ہے اور انہوں نے جہاد و قتال کا راستہ چھوڑ کر امن کا راستہ اپنا لیا ہے! جب کہ سچ یہ ہے کہ القاعدہ کے مجاہد آج بھی ہتھیار اٹھائے مصروفِ قتال ہیں۔ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے پر امن جدوجہد کرنے میں، اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے بشمول پُر امن ذرائع سمیت دیگر طریقے اپنانے کے فرق کو ہمیں سمجھنا چاہیے۔ شیخ عطیہ اللہ اللیبیؒ جو "شیخ اسامہؒ کی القاعدہ" کے وقتوں کے القاعدہ رہنما ہیں وہ اس نقطے کو یوں بیان کرتے ہیں:

"سچ تو یہ ہے کہ القاعدہ اور مجاہدین بالکل اس بات منع نہیں کرتے کہ پُر امن طریقے سے کام نہ کیا جائے، آپ لوگ ان کی تقاریر اور دعوتی سلسلے میں کہیں بھی یہ بات نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ مجاہدین تو کفر، ظلم و جبر اور وہ ریاستیں جو یہ صفات رکھتی ہیں' ان کے خلاف اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے استطاعت کے مطابق ہر ممکن طریقے سے مزاحمت کرنے کا کہتے ہیں۔ اور ان میں بہترین راستہ جہاد ہے۔ مجاہدین اس چیز کی مذمت کرتے ہیں کہ پُر امن جدوجہد کو جہاد کا متبادل بنا لیا جائے، وہ جہاد جس میں آلاتِ حرب کی تیاری، قتال فی سبیل اللہ، دشمن پہ حملے اور دھماکے شامل ہیں۔ ہاں! اگر کسی جگہ پر امن تحریک شروع کر کے شریعت کی متعین کردہ حدود کی پاس داری کرتے ہوئے مکمل یا جزوی مطلوبہ نتائج حاصل کرنا ممکن ہو تو مجاہدین نے اس چیز سے منع نہیں کیا۔ بلکہ مجاہدین اس کی حمایت کرتے ہیں اور ایسا کرنے کا کہتے ہیں۔ القاعدہ رہ نماؤں نے کئی دفعہ لوگوں کو متعدد موزوں مواقع پہ عوامی تحاریک شروع کرنے، مظاہرے و دھرنے وغیرہ شروع کرنے پر خود ابھارا ہے"۔

Arab revolutions and seasons of harvest, page 5

جس وقت شیخ اسامہؒ القاعدہ کے امیر تھے اس وقت شیخ الظواہری حفظہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ "اپنے سابقہ بیانات میں آپ پُر امن تحاریک کی مخالفت کرتے رہے ہیں لیکن آج ہم آپ کو جلوس، جلسے اور ہڑتال کی کال دیتے ہوئے سن رہے ہیں"۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"نہیں، بلکہ میں نے اُن لوگوں پر تنقید کی تھی جنہوں نے مسلم ممالک کی حکومتوں اور غاصب صلیبی حملہ آوروں کی مخالفت کو پُر امن تحاریک تک محدود کر دیا تھا اور اس سے بھی زیادہ ان لوگوں پر نقد کیا تھا جو ان صلیبیوں کے خلاف جہاد کرنے اور اس کی طرف بلانے والوں پر تنقید کرتے ہیں لیکن طواغیت و صلیبیوں کے خلاف جہاد کو اس قسم کی عوامی بیداری اور جلوسوں سے بلاواسطہ مدد ملتی ہے"

Complete treaties, messeges and guidelenes of Sheikh Ayman Al Zawahiri, page 402

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کے اس جواب کو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا: کیا القاعدہ نے جہاد کو چھوڑ کر پر امن راستہ اختیار کر لیا ہے؟

۲: کیا پر امن جدوجہد پر یقین رکھنا ہی گمراہ ہو جانے کی دلیل ہو سکتی ہے ؟
پہلے نقطے کے جواب میں ہم آپ کے سامنے کچھ بیانات پیش کریں گے جن سے عدنانی کی کذب بیانی واضح ہو جائے گی۔ (نوٹ:۔ پیش کیے جانے والے یہ بیانات شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد کے ہیں۔) شیخ حسام عبدالرؤف جو کہ تنظیم کے خراسان کے امرا میں سے ایک ہیں' کا فرمانا ہے:

''وہ لوگ جن کا دعویٰ ہے کہ معروف پُر امن ذرائع استعمال کر کے دنیا میں اصلاحات اور سیاسی منظر نامے میں تبدیلی لانا ممکن ہے ان کو ہم کہتے ہیں 'تم نے اس دین کے ایک جز کو پکڑا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ تم اس جز کو سمجھتے اور اس کو لاگو کرنا جانتے ہو گے۔ اور تم لوگوں نے دین کے اس حصے کو ساقط کیا ہے جس میں جہاد فی سبیل اللہ کے اصول، حدود اللہ اور حسبہ کا نفاذ اور قوت و شوکت کے دوسرے ذرائع جو کہ پہلے جز کی حفاظت اور اس کے نفاذ کے ضامن ہیں۔ چنانچہ اسلام کا ایک جز ہے جو ہدایت و رہ نمائی عطا کرتا ہے یعنی قرآن کریم، جب کہ دوسرا اجزا اس کی حفاظت کے لیے اتارا گیا ہے یعنی تلوار! بے شک اللہ تعالیٰ ایسوں کو طاقت سے روک لیتا ہے جو قرآن کریم کی نصیحت سے نہیں رکتے''۔

Article ـ the link between jihad and the contemporary arab revolution

شیخ ابو دجانہ الباشار رحمہ اللہ کا بیان ہے:

''ان مجرمین نے اپنے اقوال اور اعمال سے پُر امن جدوجہد کی ناکامی ثابت کر دی ہے کیونکہ ان کی لغت میں پُر امن جدوجہد کا مطلب اپنی خواہشات کے تابع ہونا اور دشمن کے آگے تسلیم ہو جانا ہے۔ حق کی بات تو یہ ہے اور اس پر کسی کو کوئی شک بھی نہیں کہ باطل کو سوائے حق کی طاقت کے علاوہ کسی اور ذریعے سے تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو لوگ طاقت (جہاد) کا استعمال کئے بنا صرف پُر امن ذریعے سے باطل کا مقابلہ کرنے کی بات کرتے ہیں، ایسے لوگ خوابوں کے جزیرے میں رہ رہے ہیں اور یہ چیز ان کو جلد ہلاکت میں ڈال سکتی ہے۔ یہ نظریہ ہماری سرزمینوں میں شروع ہونے والی تقریباً سبھی انقلابی تحاریک میں بہت واضح ہے۔ ہر وہ شخص جو تھوڑی بہت سمجھ بوجھ اور بھلائی کا جذبہ رکھتا ہے وہ ان معاملات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے''۔

Points to be noted regarding the incidents in Egypt, page 4

عزام الامریکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''وہ لوگ جن کا یہ دعویٰ ہے کہ جہاد، شہادتوں اور اپنے پیاروں کی قربانی دیے بنا صرف پُر امن احتجاج سے ہی تبدیلی لائی جا سکتی ہے، ان کے اس دعوے کا جواب یہ ہے کہ حالیہ واقعات نے اس حقیقت کو سچا ثابت کر دیا ہے جس پر جہادی قائدین شروع ہی سے بہت زور دیتے آئے ہیں کہ حقیقی تبدیلی و اصلاحات ووٹ ڈالنے اور سیاسی کھیل کھیلنے سے نہیں آ سکتی نا ہی یہ ان ظالم حکمرانوں اور ان کے مغربی آقاؤں کی چوکھٹ پہ ماتھا رگڑنے سے اور نہ ہی مصلحات، خوشامد اور پسپائی اختیار کرنے سے آئے گی''۔

Nation of sacrifice and martyrdom ,page 9

یہ القاعدہ فی الخراسان کے رسمی ترجمان تھے۔ ان کو ان کے نظریات کی وجہ سے کیلیفورنیا کی عدالت نے غدار قرار دیا جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد پہلی بار کسی کو امریکہ میں غدار قرار دیے جانے کا پہلا واقعہ ہے۔ شیخ عزام الامریکی رحمہ اللہ آگے چل کر مزید کہتے ہیں:

''جو اس بات پہ زور دیتے ہیں کہ ان کا انقلاب مکمل پر امن اور بنا خون خرابے کے ہے، اور اس میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہایا گیا، چاہے یہ انصاف کے نام پہ ہی کیوں نہ ہو تو پھر یہ لوگ انقلاب کی تاریخ سے یکسر ناواقف ہیں''۔

آگے چل کر مزید کہتے ہیں؛

''اگر ہم اس زمین پر خود کو پر امن جدوجہد اور احتجاج تک محدود کر لیں تو جواب میں یہ ہمیں ہمیشہ قتل ہی کرتے رہیں گے!''

آگے مزید کہتے ہیں:

''اے لیبیا، شام، تیونس، مصر، یمن اور تمام خطے میں ہتھیار اٹھانے والے بہادر مسلمانو! تم دیکھ چکے ہو کہ حقیقی تبدیلی اور اپنا کھویا ہوا حق ووٹ کے ذریعے یا سیاسی کھیل کھیلنے سے نہیں ملتا، نہ یہ منت سماجت اور نہ ہی یہ مصلحتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ حق ہم کو اصولوں سے، مقاصد سے، اور عمل، صبر، قربانیوں، شہادتوں، قتال اور جہاد سے ہی حاصل ہو گا''

انہوں نے اپنے ایک بیان the nation of sacrifice and martyrdom میں فرمایا:

''مصر میں آج جس چیز کی ضرورت ہے وہ صرف اور صرف دعوت و جہاد ہے''

اب اگر واقعی القاعدہ کا منہج جہاد سے تبدیل ہو کر پر امن جدوجہد ہو گیا ہے تو پھر القاعدہ کے رسمی ترجمان مصر میں جہاد کو بھی مسائل کا حل کیوں کہتے ہیں؟

☆☆☆☆☆

شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ

توحید اسماء و صفات

☆ہم اسماو صفات میں بھی اللہ تعالیٰ کو منفرد اور یکتا قرار دیتے ہیں؛ چنانچہ کوئی ہستی اس کی ہم پایہ ہے، نہ اس کے مشابہ؛ اس کا کوئی ہم مثل ہے، نہ اس کی کوئی نظیر اور نہ ہی کوئی اس کا ہم سر ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

''کہو وہ اللہ ہے یکتا؛ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہم سر نہیں ہے۔''

☆خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کتاب میں جو صفات جمال و کمال اپنی ذات کے لیے بیان فرمائی ہیں یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جن اوصاف سے متصف قرار دیا ہے، وہ ان میں بے مثل اور منفرد ہے۔ ہم مخلوق میں سے کسی کو اس کی کسی بھی صفت سے اتصاف پذیر نہیں گردانتے اور نہ ہی اس کے اسمائے گرامی سے کسی کے لیے کوئی نام نکالتے ہیں۔ ہم خدا کے لیے مثالیں گھڑتے ہیں، نہ اسے اس کی مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں اور نہ ہی اپنے پروردگار کے اسماو اوصاف میں الحاد کی روش اپناتے ہیں۔

قضیہ حقیقت و مجاز:

☆ہمارا ایمان ہے کہ اللہ رب العزت ان تمام اوصاف سے مجازاً نہیں بلکہ حقیقی طور پر متصف ہے جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں؛ اس ضمن میں ہم تحریف و تعطیل سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی تکییف و تمثیل کے قائل ہیں:

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الروم: ۲۷)

''اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لیے سب سے برتر صفت ہے اور غالب اور حکمت والا وہی ہے۔''

☆ہم صفات خداوندی میں سے کسی صفت کی نفی نہیں کرتے اور نہ ہی کلام کو اُس کے موقع و محل سے ہٹاتے ہیں۔ ہم تنزیہہ کے نام پر صفاتِ الٰہیہ کے باب میں اپنی آرا سے کوئی تاویل کرتے ہیں اور نہ ہی اِس ضمن میں ظن و وہم کی بنا پر دخل دیتے ہیں کیونکہ اپنے دین کے معاملے میں وہی سلامت رہتا ہے جو خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا اور مشتبہ امور کا علم، جاننے والے کے سپرد کر دیتا ہے۔ اسلام پر اُسی شخص کو ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے جو تسلیم وانقیاد کا رویہ اختیار کرے؛ پس جو شخص اُس چیز کے جاننے کو اپنا مقصودِ نظر ٹھہراتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے اور اُس کے فہم و فکر کی صلاحیتیں تسلیم واطاعت پر قانع نہیں ہیں تو اس کا یہ منتہائے نگاہ اُس کے لیے ایمانِ صحیح اور توحیدِ خالص سے محرومی کا سبب بن جائے گا۔

☆ہم اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب واضح عربی زبان میں نازل فرمائی ہے؛ ہم صفات کے مفہوم میں تفویض کے قائل نہیں ہیں، البتہ کیفیت و نوعیت کا علم خدا کے سپرد کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا(ٰل عمران:۷)

''ہمارا ان پر ایمان ہے؛ یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں۔''

☆ہم بارگاہِ ایزدی میں 'جہمیہ' کی تعطیل اور 'مشبہہ' کی تمثیل سے اعلان برأت کرتے ہیں۔ ہم ان میں سے کسی کی طرف مائل نہیں ہیں بلکہ مرادِ الٰہی کے مطابق نفی و اثبات صفات میں راہِ اعتدال اور جادۂ مستقیم پر گامزن ہیں۔ ہمارے پروردگار کی شان تو یہ ہے کہ:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ. (الشوریٰ:۱۱)

''اس کی مانند کوئی شے بھی نہیں ہے اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔''

ہم اس باب میں بھی، دیگر مسائل کی مانند، اسی شاہراہ پر ہیں جس پر ہمارے سلف یعنی اہل السنۃ والجماعۃ گام فرسا رہے ہیں۔

مسئلہ استواء:

☆توحید اسما و صفات میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ عزوجل آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔ خدا نے اپنی کتاب میں اس کی خبر دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بہ طریق تواتر ثابت ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ (الملک:۱٦)

''کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ وہ جو آسمان میں ہے تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یکا یک یہ زمین جھولے کھانے لگے''۔

حضرت معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی 'حدیث جاریہ' میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی سے دریافت فرمایا: أَيْنَ اللّٰهُ؟ ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے جواب دیا: فِي السَّمَاءِ یعنی آسمان میں ہے۔ پھر پوچھا: مَنْ أَنَا؟ ''میں کون ہوں؟'' باندی نے کہا: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ''آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ ''اسے آزاد کر دو کہ یہ مومنہ ہے۔''

(مسلم، رقم ۸۳٦؛ ابوداؤد، رقم ۹۳۱؛ مسند احمد، رقم ۲۲۶۴۵)

☆ہمارے نزدیک یہ امر برحق ہے جس میں شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن ہم اس باب میں پائے جانے والے بے بنیاد اور باطل ظنون واوہام کی نفی کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے سلف نے کی ہے، مثلاً یہ گمان کرنا کہ آسمان خداوند عالم پر سایہ فگن ہے، یا اسے اٹھائے ہوئے ہے تو یہ قطعی طور پر باطل ہے۔ ہم نے جو اس گمانِ فاسد کا تذکرہ کر کے اس کی نفی کی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ بیان کی ہے تو ایسا بدرجہ مجبوری کیا ہے۔ ہمارے سلف

صالحین نے اگرچہ صراحتاً اس سے تعرض نہیں کیا لیکن اربابِ بدعت کی فتنہ انگیزیوں اور اہل سنت پر ان کے باطل الزامات کے پیشِ نظر ایسا ناگزیر تھا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ(البقرة:٢٥٥)

''اس کی کرسی کی وسعت نے زمین وآسمان کی وسعت کو گھیر رکھا ہے''۔

نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے:

يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا. (فاطر:٤١)

''جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. (الحج:٦٥)

''اور وہی آسمان کو اس طرح تھامے ہوئے ہے کہ اس کے اذن کے بغیر وہ زمین پر نہیں گر سکتا۔''

نیز فرمایا:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ. (الروم:٢٥)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں''۔

☆ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے؛ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى(طٰهٰ:٥)

''رحمن اپنے عرش پر قائم ہے۔''

ہم اِستواء کی تاویل اِستیلاء (غلبہ) سے نہیں کرتے بل کہ اس کا وہی مفہوم ہے جو عربی زبان میں مراد لیا جاتا ہے جس میں اللہ عزوجل نے قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ ہم استوائے خداوندی کو کسی مخلوق کے استوا سے تشبیہ بھی نہیں دیتے؛ اس باب میں ہمارا زاویۂ نگاہ وہی ہے جس کی نمائندگی امام مالک رحمہ اللہ کے اس مشہور قول سے ہوتی ہے:

الإِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ، وَالْاِيْمَان بِهٖ وَاجِبٌ، وَالْكَيْفُ مَجْهُوْلٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ.

''استوا معلوم ہے؛ اس پر ایمان واجب ہے؛ اس کی کیفیت نامعلوم اور اس سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔''

اللہ رب العزت کے جس قدر اوصاف وافعال کتابِ الٰہی اور سنت سے ثابت ہیں، مثلاً نزول اور مجیئ (آمد) وغیرہ، ان سب کے متعلق ہمارا یہی طرزِ عمل ہے۔

قربِ الٰہی:

☆ہم اس امر پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ عرش پر مستوی ہوتے ہوئے اور آسمانوں پر اپنے علو کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ(البقرة:١٨٦)

''اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں۔''

اور متفق علیہ حدیث میں ہے:

أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، تَدْعُوْنَ سَمِيعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا (بخاری: ٤٣٨٦؛ مسلم:٤٨٧٣)

''لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو؛ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ اس پروردگار کو پکار رہے ہو جو سمیع وبصیر اور قریب ہے۔''

دوسری روایت میں ہے:

وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ اَحَدِكُمْ (مسلم: ٧٠٤٢)

''تم جس ہستی کو پکار رہے ہو، وہ تمہارے اونٹ کی گردن سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے۔''

معیتِ الٰہیہ:

☆اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ہے، خواہ وہ جہاں بھی ہوں اور وہ ان کے تمام اعمال کا علم رکھتا ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ. (الحديد:٤)

''وہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں بھی تم ہو؛ جو کام بھی کرتے ہو، اسے وہ دیکھ رہا ہے۔''

حلول واتحاد:

☆لیکن ہم خدا کے ارشاد وَهُوَ مَعَكُمْ سے زندیقوں کی طرح یہ مفہوم مراد نہیں لیتے کہ وہ اپنے بندوں سے مختلط ہے یا حلول واتحاد کی صورت میں ان سے ملا ہوا ہے؛ یہ اور اس طرح کے دیگر نظریات کفر وضلالت پر مبنی ہیں اور ہم بارگاہِ ایزدی میں ان سب سے اظہار برأت کرتے ہیں۔

معیتِ خاصہ:

☆معیتِ عامہ کے علاوہ اپنے بندوں کے لیے خدا کی ایک اور معیت بھی ہے جسے معیتِ خاصہ سے تعبیر کیا جاتا ہے؛ یہ نصرت وتوفیق اور ہدایت ورہ نمائی سے عبارت ہے، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ. (النحل:١٢٨)

''اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل کرتے ہیں۔''

پس اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی اور آسمانوں سے اوپر ہے لیکن اس کے باوصف وہ ہر جگہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے اور ان کے ہر عمل سے باخبر ہے؛ جو شخص اسے پکارتا ہے، وہ اس سے قریب ہے۔ خداوند عالم اپنے مومن بندوں کے ساتھ ہے، بہ ایں طور کہ ان کی حفاظت ونصرت فرماتا ہے۔ الغرض خداوند قدوس کا قرب ومعیت اس کے علو وفوقیت کے منافی نہیں ہے کیونکہ اوصاف وصفات میں کوئی شے اس کی مثل نہیں؛ وہ حالتِ قرب میں شانِ علو کا حامل ہے اور اپنے علو میں ہوتے ہوئے قریب ہے۔

(بقیہ صفحہ ٦٢ پر)

'اسلامی تحریکوں کے لیے'

شیخ حامد کمال حفظہ اللہ

اسلامی سوچ رکھنے کے لیے قومی سوچ سے دستبردار ہونا پڑے گا:

اسلامی تحریکوں کو اگر کوئی واقعی کام کرنا ہے تو مسلمانوں کا ذہنی افق بلند کرنے پر شدید محنت ان کے بنیادی فرائض میں سے ایک ہونا چاہیے۔ تاکہ ہر ملک کے مسلمان پہلے 'دیکھنے اور سننے' میں پوری طرح آزاد ہوں۔ سب سے پہلے تو اسی آزادی کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد ہی کسی مرحلے پر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ دینی تحریکیں اپنے فیصلے کرنے میں بھی آزاد ہوں گی۔ کیونکہ عوام میں شعور لائے بغیر تحریکیں چاہتے ہوئے بھی اپنے فیصلے آپ نہ کر سکیں گی۔ چنانچہ کام کی ابتدا بہت نیچے سے ہونی ہے۔ فیصلے میں آزادی سے پہلے سوچ اور تفکیر میں آزادی کی ضرورت ہے۔ فی الوقت یہی مرحلہ درپیش ہے۔ دیگر مراحل کی بابت سوچنا بہت بعد کی بات ہے۔ مگر یہ مرحلہ بھی آسان نہیں۔ آنکھوں سے جاہلی عدسے اتار دینا ہرگز آسان نہیں۔ ایسا کرنے سے کچھ گھڑی لیے دنیا اندھیر ہوتی دکھائی دے گی مگر کچھ دیر کے بعد معاملہ سنبھل جائے گا۔ ہمیں معلوم ہے یہ کس قدر نازک کام ہے۔ اس میں زور اور زبردستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلم اقوام کو ان کی یہ خدمت کرتے وقت اپنی خیر خواہی کا یقین دلانا مشکل ہو سکتا ہے۔ آپ کی کسی جلد بازی کا یہ تاثر بھی لیا جاسکتا ہے کہ آپ کسی کی آنکھ پھوڑ دینے کے درپے ہیں۔ مگر حکمت عملی سے 'نظر کی درستی' کا یہ کام انجام دینا ناگزیر بھی ہے۔ لہٰذا اس مشن کی نزاکت دوچند ہو جاتی ہے۔

بظاہر یہ بات آسان لگتی ہے۔ مگر ہے یہ مشکل کہ ایک جگہ کا مسلمان دوسری جگہ کے مسلمان کی نظر سے معاملے کو دیکھ لے۔ اول تو اس کی ضرورت ہی محسوس کرے پھر اس کے جواب میں دوسرا مسلمان بھی عین یہی رویہ اپنائے، پھر یہ دونوں مسلمان اس سلسلے میں ہر قسم کی شرارت سے باخبر اور ہوشیار بھی رہیں۔ اور پھر مشترکہ حکمت عملی کی جانب سے قدم بڑھائیں، واقعتاً اس میں بے شمار نفسیاتی رکاوٹیں حائل ہیں۔ اور مسلمانوں میں ایسا رویہ پروان چڑھانا فی الحال جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ صرف اس ایک مقصد کے لیے ان میں جتنا صبر اور بالغ نظری پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ اندازے سے باہر ہے۔ اس ہدف تک پہنچنے کے لیے ان سب نفسیاتی دیواروں سے گزر جانے کی ضرورت ہے جو یہاں قومی ابلاغ اور ذہن سازی کے عمل نے بڑی محنت سے کھڑی کر رکھی ہیں۔ مگر یہ ناگزیر ہے۔ ایسا ہونے لگے تو مسلمان دنوں میں طوائف الملوکی کی ذہنیت سے نکل آئیں۔ اسلام کے راستے پر چلنا ہے تو اسلام ہی کی نگاہ سے دنیا کو دیکھنا ہوگا۔ اسلام کی نگاہ سے دنیا کو دیکھنے کے لیے۔ بلکہ دنیا کو دیکھنے سے پہلے خود اپنے اپنے ملک کو بھی اسلام کی نگاہ سے دیکھنے کے لیے۔ یہاں کی ہر ہر چیز کو اسلام کے معیار پر پرکھنا ہوگا۔ یہ نظر کا مسئلہ حل کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

تحریکوں کے لیے قومی دھارا ایک دلدل ہے:

'خالص اسلام' اور 'قومی دھارے' کا ساتھ دو متضاد چیزیں ہیں! اس سلسلے کی بعض مشکلات کی جانب کچھ اشارہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

کسی بھی ملک میں قومی دھارے کے برعکس چلنا گویا دریا کے رخ کے خلاف تیرنا ہے، جس میں کچھ ہی دیر کے بعد اعصاب جواب دینے لگتے ہیں۔ البتہ دریا کے رخ پر تیرنا آسان بھی ہوتا ہے اور 'کامیابی' کا مزا بھی دیتا ہے۔ چنانچہ ایسا بھی نہیں کہ جس مسئلے کو ہم نے 'نظر کا مسئلہ' قرار دیا ہے۔ وہ سب جماعتوں کے ذہن سے کلی طور پر غائب ہے بات دراصل یہ ہے کہ قومی نعروں اور وطنی ترجیحات کو نظر انداز کرتے ہوئے رائے عامہ کے خلاف چلنا واقعی ایک مشکل کام ہے خصوصاً اگر دینی قیادتوں کے پیش نظر عوام سے خطاب کرنا ہو تو پھر یہ کام تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ متعدد جماعتوں نے اصول پسندی کو ہر حال میں اپنا مطمع نظر بنا رکھنے کے عزم کے ساتھ یہ کوشش کر بھی دیکھی ہے جس کے نتیجے میں یا تو وہ عوام کی بھاری حمایت سے آخر تک محروم رہیں اور یا پھر کچھ ہی دیر بعد انکو یہ بھاری پتھر چوم کر چھوڑ دینا پڑا۔ اصولوں پر ضد کرنا اور عوامی مقبولیت، ان دونوں میں بڑی حد تک تعلق معکوس چلا آیا ہے۔ حکومتوں پر اپنا دباؤ ڈالنے کے لیے مذہبی قیادتوں کو رائے عامہ کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے۔ رائے عامہ کو متاثر کئے بغیر اور اپنے حق میں ہموار کئے بغیر ملکی سطح پر کوئی حیثیت اور اہمیت حاصل کرنا تقریباً ممکن ہی نہیں۔ جب کہ رائے عامہ نے جس ماں کی کوکھ سے جنم لے رکھا ہوتا ہے وہ میڈیا ہے یا تعلیمی نصاب اور قومی ذہن سازی کے ادارے۔ ان سب چیزوں کے پیچھے ایک ہی ذہن کام کرتا ہے۔ حکومتیں آنے جانے والی چیزیں ہیں مگر ان ملکوں میں رائے عامہ کے تخلیق کار ادارے برقرار رہتے ہیں اور اپنے اپنے کام میں برابر مگن۔ نتیجتاً حکومتوں پر تنقید کرنا یا دباؤ ڈالنا رائے عامہ میں مقبولیت کے بل بوتے پر کبھی مشکل نہیں ہوتا۔ ویسے بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ آج کل حکومتیں اور کابینائیں اصل طاغوت نہیں۔ امریکہ جیسے ملکوں تک میں حکمران صرف مہرے ہوتے ہیں۔ اصل کھلاڑی پس پردہ کھیلتے ہیں۔ وہ کبھی سامنے آئے ہی نہیں کہ آپ ان کو گالیاں دے کر عوام کے زیر عتاب لائیں۔ رائے عامہ کے اصل ہدایت کار یہی ہیں۔

آج کل قوموں کی گردن میں ڈالنے کے لیے جو جدید طرز کی ہلکی پھلکی زنجیر استعمال ہوتی ہے اس کا نام ابلاغ، تعلیم اور ذہن سازی ہے۔ یہ ایسی زبردست اور غیر مرئی زنجیر ہے کہ اس کا صرف ایک سرا آپ کو نظر آتا ہے۔ اور وہ بھی برائے نام ہے دوسرا سرا کہیں گم ہو جاتا ہے۔ اور ان ہاتھوں کی تلاش بہت مشکل ہے جو اسے پکڑ کر اس وقت قوموں کو ہانک رہے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ رائے عامہ، عوامی خواہشات اور قومی امنگیں، قومی مفادات، قومی

ضروریات اور عوامی رجحانات نام کی سب چیزیں زیادہ تر بس انہی کے دست ہنر کا کمال ہوتی ہیں۔

ادھر عوام کو حرکت میں لانے والی دینی جماعتیں ہوں یا سیاسی ان کو اپنے وجود اور ترقی کے لیے ہمیشہ یہی دیکھنا ہوتا ہے کہ اس رائے عامہ میں ان عوامی خواہشات اور قومی امنگوں میں ان قومی مفادات و ضروریات میں اور ان عوامی رجحانات میں وہ اپنے لیے کہاں کہاں اور کس کس طرح کی گنجائش پا سکتی ہیں خود اپنے افراد کو حرکت میں لانے کے لیے ان کا جو بھی طریقہ کار ہو مگر عوام کی توجہ لینے کے لیے ان کو ہمیشہ عوامی ضروریات اور قومی ترجیحات کی فہرست ہی چیک کرنی پڑتی ہے۔ سمجھدار ذہنوں نے یہ طویل فہرست اس قدر مہارت سے تیار کی ہوتی ہے کہ مذہبی یا سیاسی طور پر آپ کا کوئی مکتب فکر ہو، ضرور آپ اس فہرست کے کسی نہ کسی ذیل میں فٹ ہو سکتے ہیں بقیہ کامیابی کے لیے آپ کی اپنی ہمت و حوصلہ مندی Ambitiousness ہے اور یا پھر قسمت کی یاوری۔

رائے عامہ اور قومی ترجیحات اس دلدل کا آغاز ہیں:

یہ واقعہ ہے کہ آپ اپنے ملک کی حکومت سے دشمنی مول لے سکتے ہیں مگر رائے عامہ اور ابلاغ کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ پس پردہ ذہن سازوں کو آپ جتنے مرضی تبرے سنا لیں مگر رائے عامہ اور قومی ترجیحات کی گردن ہمیشہ انہی کے ہاتھوں میں دبی رہتی ہے اور وہ اسے جدھر چاہیں مروڑ لیتے ہیں۔ رائے عامہ کے یہ تخلیق کار کہیں منظر پر نہیں آتے کہ آپ ان کو بر سر عام سنا سکیں یا جیسے آپ وقتاً فوقتاً حکومتوں پر اپنا غصہ اور احتجاج واضح کر لیتے ہیں اور بعض اوقات تو عوامی دباؤ میں بھی لے آتے ہیں۔ ویسے ہی آپ اس مخلوق کے بھی کچھ گوش گزار کر سکیں۔ ان کے جو بھی تیور ہیں بس وہ آپ کو قومی ترجیحات سے بھانپنے ہوں گے یا رائے عامہ سے۔ اور اسی کے مطابق اپنی حکمت عملی اور لائحہ عمل ترتیب دینا ہوگا۔ بسا اوقات تو یہ سب کچھ آپ سے آپ ہوتا ہے، ہو سکتا ہے آپ کو معلوم تک نہ ہو کہ آپ کس کے زیر اثر موچی دروازہ جا پہنچے ہیں یا کسی دارالحکومت کے گھیراؤ کے درپے ہیں! ظالموں نے عوام کو مطلوبہ جہت میں حرکت میں لانے کے فن پر پوری پوری محنت کی ہے۔ اس وقت پورے پورے ملک اسی رائے عامہ کے اسیر ہیں۔ عوامی جذبات کے یرغمال ہیں۔ کیا یہ بے چارے عوام رائے عامہ خود بناتے ہیں؟ عوام کی صلاحیت سے بھلا یہاں کون واقف نہیں؟ پھر اس 'رائے عامہ' کے پیچھے کون ہے؟ جو بھی ہے بہر حال طے ہے کہ عوام نہیں ہیں۔ مگر یہ اتنی مضبوط ہے کہ اس کے بل بوتے پر آپ کچھ بھی کروالیں۔ اس کے آگے حکومتوں تک کو گھٹنے ٹیک دینے پڑتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ اس سے ٹکر بہت مہنگی پڑتی ہے۔ ایسی اندھی قوت کا آزاد پھرنا کیا پھر خطرناک نہیں؟ مگر یہ آزاد کب ہے! بظاہر آزاد لگتی ہے صرف اس کی نکیل پکڑی آپ کو نظر نہیں آتی۔ ہاں اگر آپ عوامی میدان میں عوامی انداز سے کام کرنے کے خواہش مند ہیں تو اپنی نکیل آپ کو ضرور رائے عامہ کے ہاتھ میں دینی پڑے گی۔ پھر ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ہوگا!

عوامی میدان میں اترنے کے لیے رائے عامہ کی زمین استعمال کرنا آپ کی بہت بڑی مجبوری ہے۔ آج کل آپ رائے عامہ کی زمین بغیر 'کرایہ' دیے استعمال کر بھی نہیں سکتے۔ ''کرائے'' سے ہماری مراد بھتے یا 'لفافے' نہیں بلکہ وہ خراج ہے جو آپ کو اپنے نظریات اور اپنے اصولوں پر یک طرفہ مفاہمت کی صورت میں نکال کر دینا پڑتا ہے ...وہ بھی تب جب آپ واقعتاً کوئی نظریات یا اصول رکھتے ہوں۔ پھر اس 'کرائے' کا تعین بھی کرایہ دار کی مرضی پر نہیں 'اصل مالک' کے طے کردہ شیڈول پر موقوف ہوتا ہے اور عموماً اس کا انحصار صارف کے استعمال کی نوعیت اور کیفیت پر ہوتا ہے۔ کسی بھی مسلم یا حتیٰ کہ غیر مسلم ملک میں آپ کو خواہ کتنی بھی آزادی نظر آئے یہ 'کرایہ' دیے بغیر چارہ نہیں۔ حتیٰ کہ اس سے حکومتیں مستثنیٰ ہیں نہ اپوزیشن۔ پھر باقی گروہوں کی کیا مجال کہ 'کرایہ' نہ دیں۔

اگر آپ قومی دھارے کی نذر ہو گئے...

عوامی جذبات و خواہشات اور قومی دھارا... یہ وہ بری بلا ہے جو آپ کو اپنی راہ پر چلنے دینے پر کبھی تیار نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف چلنا جان جوکھوں کا کام ہے اور اگر آپ عوامی انداز میں چلنا چاہیں تب تو خیال اور محال ہے مگر ٹھہریئے۔ ابھی تک آپ کی جو یہ مشکل بیان ہوئی ہے یہ بھی صرف اس صورت میں ہے اگر آپ تحریکی طور پر کوئی ملکی اور مقامی ایجنڈہ رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ اپنے اسلامی تصور کا قد کاٹھ 'امت' اور 'خلافت' یا 'عالمی تبدیلی' کی سطح کا رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ 'امت' کسی ایک ملک میں محصور نہیں۔ سو اگر آپ اسلام کے لیے ملکی اور علاقائی سطح سے کہیں بلند ہو کر سوچتے ہیں تب تو آپ کی یہ مشکل دوچند ہو جاتی ہے۔ چلیے اسلام کے لیے آپ کا ملکی یا مقامی ایجنڈا اگر آپ کے قومی دھارے کا کچھ نہ کچھ ساتھ دے بھی لے تو کیا پوری امت سے بھی آپ یہی مشقت کروائیں گے؟

امت کا تصور تو ہے ہی عالمی اور آفاقی۔ کیا اسے بھی آپ 'ملک' کے کولہو کا بیل بنا کر رکھیں گے؟ یہاں تو ابھی ہر تحریک صرف ان مجبوریوں کا رونا رو رہی ہے جن کا اسے اپنے ملک میں سامنا ہے۔ آپ کسی کے ساتھ بات کھول کر دیکھ لیں۔ ملکی حالات اور قومی مسائل کے بیچ سے اسلام کی راہ بنانا کس قدر مشکل ہے۔ اسلام کی ایک بات ہضم کروانے کے لیے اسے بیس قومی مسائل کی تہوں میں لپیٹنا پڑتا ہے پھر بھی بات کبھی بنتی ہے اور کبھی نہیں بنتی اور کبھی پوچھ کر دیکھیے اسٹیبلشمنٹ کے ہاتھوں اپنے اپنے ملک میں ہر تحریک کو کیا کچھ مصلحتیں درپیش ہیں یہاں ہر بڑی جماعت ملکی مسائل اور قومی مصلحتوں کی کس طرح اسیر ہے۔ قومی دھارے کا ساتھ دینے کے لیے یہاں کیا کچھ نہیں جھیلنا پڑتا۔

(بقیہ صفحہ ۶۸ پر)

نواقضِ اسلام؛چند شبہات کا ازالہ

مولانا حسن موہل نوره الله مرقده

مولانا حسن موہل رحمۃ اللہ علیہ جواں سال عالم ربانی تھے، حق گوئی آپ کا شعار تھی، آپ مجاہدین کی جدوجہد کو مضبوط علمی دلائل اور محکم موقف کے ذریعے مضبوط فرماتے۔ جہاد اور مجاہدین کی نصرت اور علمی و عملی میدان میں مجاہدین کی پشت پناہی کے سبب آئی ایس آئی کے عقوبت خانوں میں ڈیڑھ سال تک تعذیب و تشدد سہتے رہے۔ آپ کو تحریک جہاد کی حمایت و نصرت سے روکنے کے لیے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ دورانِ اسارت ہی بے پناہ ظلم و جبر کی وجہ سے آپ مختلف عوارض جسمانی کا شکار ہوگئے، جن میں کینسر جیسا موذی مرض بھی شامل تھا۔ ڈیڑھ سال بعد جب آپ کو رہا کیا گیا تو آپ کا بیماریوں اور خصوصاً سرطان کی آخری سٹیج کی بنا پر آپ کا جسم بے جان لاشے میں تبدیل ہو چکا ہے۔ چند ماہ آپ رحمہ اللہ کا علاج چلتا رہا لیکن افاقہ کی کوئی صورت نہ بنی اور بالآخر آپ رحمہ اللہ نے حق کی خاطر تکالیف اور مصائب کا طویل سفر ختم ہوا اور آپ نے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس بھائی کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، ان کی قبر کو نور سے بھر دے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے، تحریک جہاد کے لیے کی گئی ان کی علمی خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں امریکی اتحادی پاکستانی فوج، اُس کے خفیہ اداروں اور ان میں کام کرنے والے تیرہ بختوں سے مولانا حسن موہل رحمہ اللہ سمیت تمام مظلوم و مقہور اہل ایمان کا بدلہ لینے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف 'الصارم المسلول علی شاتم الرسول' میں مرتد کی تعریف یوں کی ہے:

''مرتد ہر ایسا شخص کہلاتا ہے جو اسلام قبول کر لینے کے بعد کسی ایسے قول یا عمل کا ارتکاب کرے جو نواقض اسلام میں سے ہو، اسی طرح کہ وہ (قول یا عمل) اسلام کے ساتھ جمع نہ ہو سکتا ہو''۔(الصارم المسلول: ص ۳۱۴۔۳۱۵)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے انہی نواقض اسلام میں سے بعض کو اپنی کتب میں مختلف مقامات پر بیان بھی کیا ہے، مثلاً ایک جگہ یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے اولیا میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن پر رسولوں کی اتباع اور اطاعت واجب نہیں تو وہ کافر ہے، اس سے توبہ کروائی جائے۔ اگر توبہ کرلے تو بہتر و گرنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مثلاً جو یہ عقیدہ رکھے کہ امت محمد میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے بے پرواہو سکتے ہیں، جس طرح خضرؑ، موسیٰ علیہ السلام کی متابعت سے بے پرواتھے''۔

یہی بات شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے نویں ناقض اسلام کے طور پر یوں بیان کی ہے:

''جو شخص عقیدہ رکھے کہ کچھ مخصوص افراد کو شریعت محمدی پر عمل نہ کرنے کی جازت ہے، جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے خضر علیہ السلام کو اجازت تھی، تو ایسا شخص بھی کافر ہے''۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''یا جو شخص رسول کے ساتھ یا اس کی لائی ہوئی شریعت کے ساتھ بغض و عناد رکھے تو وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے''۔

جب کہ اسی بات کو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے پانچویں ناقض اسلام کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی بات سے بغض رکھے، خواہ اس پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے''۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''جس شخص نے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان کچھ ایسے واسطے گھڑ لیے، جس طرح بادشاہوں اور رعایا کے درمیان واسطے ہوتے ہیں تو ایسا شخص مشرک ہے بلکہ یہ مشرک بت پرستوں کا دین ہے''۔(مجموع الفتاویٰ: ۱/۱۳۴۔۱۳۵)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ ایسے واسطے اور وسیلے بنالے، پھر ان کو پکارے اور ان سے دعائیں مانگے، ان پر توکل کرے تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے''۔

اسی بات کو امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے دوسرے ناقضِ اسلام کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کچھ واسطے اور وسیلے بنالے، پھر ان کو پکارے، ان سے سفارش کا طلب گار ہو اور ان پر توکل اور بھروسہ کرے تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے''۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص بھی خاتم النبیین محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر اپنے فیصلوں کے لیے کسی منسوخ شدہ شریعت کی طرف گیا تو وہ شخص کافر ہو گیا۔(پس جب رب ہی کی نازل کردہ کسی سابقہ شریعت کو فیصل ماننا بھی کفر ہے) تو پھر 'یاسق' جیسی (خود ساختہ) کتاب کی طرف فیصلے لے کر جانا اور اسے شریعت محمدی پر مقدم جاننا کتنا سنگین جرم ہو گا؟ بلاشبہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے اس کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے''۔(البدایۃ والنھایۃ: ۱۳/۱۱۹ نیز دیکھئے تفسیر ابن کثیر سورۃ المائدۃ: ۵۰)

اسی بات کو شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے چوتھے ناقض اسلام کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

''جو شخص عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے کوئی دوسرا طریقہ زیادہ کامل ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کسی دوسرے کا فیصلہ زیادہ اچھا ہے ۔جیسے وہ لوگ جو طواغیت کے فیصلوں کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وفیصلے پر ترجیح دیتے ہیں تو ایسا شخص کافر ہے"۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کفر سے اعراض یہ ہے کہ کوئی اپنے کانوں اور دل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرلے، نہ آپ کی تصدیق کرے نہ تکذیب اور نہ دوستی رکھے اور نہ ہی دشمنی اور نہ ہی اس شریعت کی طرف کوئی توجہ دے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں"۔(مدارج السالکین)

اسی بات کو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے دسویں ناقض اسلام کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

"اللہ کے دین سے بالکلیہ اعراض کرلینا، نہ اس کو سیکھنا اور نہ اس پر عمل کرنا"۔

مشہور مجتہد اور امام حافظ ابن الاحزم الاندلسی الظاہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص کسی اسلامی شہر پر قابض ہو جائے اور وہاں کے باشندوں کو ان کے حال پر رہنے دے مگر حکم وفیصلہ اس کافر حاکم ہو ہو جہاں وہ اپنے کفریہ دین کا علی الاعلان اظہار بھی کرے، تو جو مسلمان بھی وہاں رہ کر ان کے ساتھ تعاون کرے گا، وہ اگرچہ اسلام کا دعوے دار ہو، کافر سمجھا جائے گا"۔(المحلی:۱۱/۲۰۰)

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المحلی" میں کفریہ موالات کی کل گیارہ صورتیں ذکر کی ہیں جو کہ قابل مطالعہ ہیں۔چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ومن یتولھم منکم فانه منھم کو اس کے ظاہر پر رکھنا ہی صحیح ودرست ہے کہ اس کا شمار بھی انہی تمام کافروں میں سے ہوگا۔یہ ایک ایسا حق ہے کہ کوئی دو مسلمان اس کے بارے میں اختلاف نہیں رکھتے"۔ (المحلی:۱۱/۱۳۸)

متقدمین احناف میں سے امام ابو بکر جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی مذکورہ آیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"اگر یہ آیت مسلمانون کو مخاطب کرتی ہے تو مسلمان تو کفار کا ساتھ دینے کے سبب مرتد ہو جاتے ہیں"۔(احکام القرآن للجصاص:۲/۵۵۵)

علامہ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کے خلاف جنگ میں انگریزوں کے ساتھ کسی بھی نوعیت کا تعاون چاہے وہ کم ہو یا زیادہ، دین سے ارتداد اور کفر ہے۔جس کے بارے میں کوئی عذر یا تاویل قبول نہیں کی جائے گی۔چاہے اس تعاون کی بنیاد احمقانہ عصبیت اور اندھی سیاست ہی کیوں نہ ہو۔یہ منافقانہ طرف عمل ہے چاہے اس کے مرتکب افراد، حکومتیں یا سربراہاں ہی کیوں نہ ہوں۔ ان سب پر کفر وارتداد کا حکم چسپاں ہوگا۔سوائے اس کے کہ کسی نے جہالت یا غلطی کی بنا پر اس کا ارتکاب کیا ہو اور اصل حقائق جان لینے کے بعد تائب ہو کر اہل ایمان کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ایسے افراد کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے گا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو جائیں اور سیاست اور انسانوں کی خوشی سے بے نیاز ہو جائیں"۔(کلمۃ الحق)

اسی بات کو شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے آٹھویں ناقض اسلام کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے:

"مسلمانوں کے خلاف مشرکین سے تعاون اور ان کی مدد ونصرت کرنا"۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قتل مسلم کی تیسری صورت

"قتل مسلم کی تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ ہو کر ان کی فتح ونصرت کے لیے مسلمانوں سے لڑے یا لڑائی میں ان کی اعانت کرے اور جب مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو رہی ہو تو کافروں کا ساتھ دے۔یہ صورت اس جرم کے کفر وعدوان کی انتہائی صورت ہے اور ایمان کی موت اور اسلام کے نابود ہو جانے کی ایسی اشد حالت ہے جس سے زیادہ کفر اور کافری کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا کے وہ سارے گناہ، ساری معصیتیں، ساری ناپاکیاں، ہر قسم کی نافرمانیاں جو ایک مسلمان اس دنیا میں کر سکتا ہے یا ان کا وقوع دھیان میں آ سکتا ہے سب اس کے آگے ہیچ ہیں۔جو مسلمان اس کا مرتکب ہو وہ قطعاً کافر ہے اور بدترین قسم کا کافر ہے۔اس نے صرف قتل مسلم کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ اسلام کے برخلاف دشمنان حق کی اطاعت ونصرت کی ہے۔اور یہ بالاتفاق اور بالاجماع کفر صریح اور قطعی مخرج من الملۃ ہے۔جب شریعت ایسی حالت میں غیر مسلموں کے ساتھ کسی طرح کا علاقہ محبت رکھنا بھی جائز نہیں رکھتی تو پھر صریح اعانت فی الحرب (جنگ میں مدد) اور حمل السلاح علی المسلم (مسلمان پر ہتھیار اٹھانے) کے بعد کیونکر ایمان واسلام باقی رہ سکتا ہے"۔

(قتل مسلم ص۵۰۲،۵۰۱ از کتاب:"معارف مدنی" جمع و ترتیب: مفتی عبدالشکور ترمذی)

سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے خلاف کافروں کی کسی بھی طریقے سے مدد ونصرت کرتا ہے وہ انہیں کی طرح کا کافر ہو جاتا ہے"۔

(مجموع فتاویٰ مقالات متنوعہ ۱/۲۹۶)

☆☆☆☆☆

اسلام خود ساختہ یا تحریف شدہ مذہب نہیں ہے

شیخ آدم یحییٰ غدن کی ریسر جنس سے گفتگو

رسر جنس: آپ کی حق کی تلاش کی کہانی کو دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ اسلام کا مطالعہ کرنے سے پہلے، آپ کا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں عمومی تاثر کیا تھا؟

آدم: میں ابتدائے عمر سے ہی مسلمانوں کو جانتا تھا کیونکہ میرے والدین کے بہت سے دوست مسلم خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں عرب، پاکستانی اور امریکی شامل تھے۔ میرا ان لوگوں کے متعلق تاثر انتہائی مثبت تھا، اور امریکی میڈیا جس منفی انداز میں مسلمانوں کو پیش کرتا ہے، اس کا ان لوگوں کی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن یہ لوگ میری زندگی کے ابتدائی چند سالوں میں ہمارے ارد گرد موجود تھے، اور ۸۰ء کی دہائی کے وسط تک یہ لوگ ہمارے علاقے سے جا چکے تھے۔

جہاں تک اسلام کے بارے میں میرے تاثر اور میری معلومات کا تعلق ہے تو یہ انتہائی مبہم تصور تھا۔ اسلام کے بارے میں میرا کل مطالعہ بچوں کے لیے لکھی گئی چند کتابیں تھیں جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کے بارے میں تھیں۔ اگر میری یادداشت صحیح کام کر رہی ہے تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ کتابیں ہمیں حلال گوشت بیچنے والے ایک دکان دار نے دی تھیں جہاں سے میرے والد گوشت خریدا کرتے تھے۔ اس کا نام ستّار تھا اور اپنے اسلام قبول کرنے سے چند ہی سال بعد میری اس سے ایک اتفاقیہ ملاقات بھی ہوئی۔ میں نے اسے پہچان لیا اور اپنا تعارف کروایا۔ اسے میں اور میرے والد اچھی طرح یاد تھے۔ یہ ایک خوشگوار ملاقات تھی۔ لیکن اس وقت اسلام کے متعلق بات کرنے کا کوئی خاص موقع ہمیں نہیں ملا۔

رسر جنس: تو آپ نے اسلام کب اور کیسے قبول کیا؟

آدم: جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ جب میں اپنے دادا اور دادی کے یہاں رہ رہا تھا تو مجھے بہت سے ذرائع سے معلومات تک رسائی حاصل تھی۔ ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے میں آخر کار اس نتیجے پہ پہنچا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور ان کا پیغام پچھلے تمام انبیاء کی دعوت کا جوہر تھا۔

رسر جنس: کیا آپ کو وہ لمحات یاد ہیں جب آپ کو یہ محسوس ہوا کہ آپ کو وہ حق مل گیا ہے جس کی آپ ایک عرصہ دراز سے تلاش میں تھے؟

آدم: میرے لیے تبدیلی کے ان مراحل کا حتمی تعین کرنا مشکل ہے، لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے انٹرنیٹ پہ کچھ دعوتی مواد پڑھا تھا۔ اس میں عیسائیت کا نامعقول اور بے بنیاد ہونا، بائبل میں غلطیاں اور تضادات (جن سے میرے خیالات کی مزید تائید ہوئی)، اسلامی عقائد کی معقولیت اور سادگی اور قرآن کے سائنسی معجزات جیسے موضوعات زیر بحث لائے گئے تھے۔

میں نے احمد دیدات کی چند کتابیں بھی پڑھی تھیں اور مجھ یاد ہے کہ مجھے انٹرنیٹ پہ کسی مشعال نامی مصنف کی ایک ضخیم اور مفصل کتاب ملی تھی جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بائبل کی پیشن گوئیوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ اس کتاب کا میرے اوپر گہرا اثر ہوا اور یہ کتاب پڑھنے کے تھوڑے عرصے بعد ہی میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

رسر جنس: اور آپ نے یہ کام کیسے سرانجام دیا؟

آدم: سچی بات تو یہ کہ ایک بندہ شہادتین کا اقرار کرنے کے بعد مسلمان ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے ارد گرد کوئی سننے والا نہ ہو۔ لوگوں کے سامنے اس کا اعلان کرنا حقیقت میں اسلام میں داخل ہونے اور اللہ کی نظر میں مسلمان بننے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اسلام خود ساختہ یا تحریف شدہ مذہب نہیں ہے کہ اس میں داخل ہونے کے لیے پادریوں اور ربیوں کے زیر صدارت رسمی طور پر کسی تقریب کا منعقد کرنا ضروری ہو۔ اس لیے جیسے ہی کسی کے اندر یہ احساس بیدار ہو جائے کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور آج تمام دیگر مذاہب یا تو باطل ہیں یا منسوخ ہو چکے ہیں تو اسے اسی وقت فوراً اس بات کی گواہی دینی چاہیے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (اپنے دل کی تمام گہرائیوں اور مکمل یقین کے ساتھ اور اگر ممکن ہو تو عربی میں کہنا بہتر ہے)، کیونکہ موت کبھی بھی اچانک آ سکتی اور کوئی نہیں جانتا کہ کب اس کا وقت پورا ہو جائے؛ اور پھر اس کے بعد اس پر شریعت کی طرف سے عائد کردہ فرائض کی ادئیگی ضروری ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کو تلاش کرے تا کہ وہ اسے اسلام کی تعلیمات سکھا سکیں۔ اس طرح وہ مسلمان شمار کیا جائے گا۔

تو مسلمان بننے کے لیے میرے نزدیک یہی بہترین طریقہ ہے۔ لیکن میری لاعلمی کی وجہ سے یا اس طرح کہہ لیں کہ میرے کچھ مطالعے کی وجہ سے میں نے یہ سوچا کہ مجھے مسجد یا کسی اسلامک سنٹر جانا چاہیے تا کہ وہاں لوگ مجھے مسلمان بنا سکیں۔ دراصل میں نے یہ بھی سوچا کہ مجھے مسلمان بننے سے پہلے فرض نماز سیکھ کر اس میں مہارت حاصل کرنی چاہیے جو کہ ظاہری سی بات ہے کہ ایک مضحکہ خیز سوچ ہے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ مجھے نزدیک ترین اسلامک سنٹر کا پتا نہیں تھا اور میری جھجک ...یا میرے شیطان...نے مجھے اس بات سے روکے رکھا کہ میں فون اٹھاؤں، ڈائریکٹری سے نمبر ملاؤں اور ہدایات لے لوں۔

تو اس شش و پنج میں کئی ہفتے گزر گئے یہاں تک کہ میں نے اُس فرد سے معلومات حاصل کرنے کا سوچا جس کو اس بارے میں علم ہو: یعنی میرے والد۔ تو اس طرح میں نے گارڈن گروو، اورنج سٹی کی اسلامک سوسائٹی کا پتا چلایا جو کہ ہماری رہائش سے موٹر سائیکل کی تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت پہ واقع تھی۔

رسر جنس: تو آخر کار جب آپ اسلامک سنٹر گئے تو کیا ہوا؟

آدم: میرا شیطان طاقت سے باہر ہو گیا! جیسے ہی میں مسجد پہنچا اور لوگوں کو مسجد سے باہر آتے ہوئے دیکھا... یہ جمعہ کا دن تھا اور جمعہ کی نماز ابھی ختم ہوئی تھی۔ میرے ٹھنڈے پسینے

چھوٹ گئے اور میں بغیر ایک قدم بھی اسلامک سنٹر کے اندر رکھے یا کسی سے بات کیے گھر واپس آگیا! تاہم، پانچ دن بعد بروز بدھ، میں نے اپنی ہمت کو دوبارہ مجتمع کیا اور اسلامک سنٹر کے ڈائریکٹر کے آفس میں گیا اور اس کے سیکریٹری سے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ مگر اس نے مجھے اسی وقت ادھر ہی کلمہ پڑھانے کے بجائے جمعہ کو آنے کے لیے کہا تاکہ میں جمعہ کے اجتماع کے روبرو شہادتین کا اقرار کروں! شیطان کے لیے ایک اور موقع! لیکن الحمدللہ میرا شیطان بازی ہار گیا کیونکہ میں دو دن بعد دوبارہ گیا اور کاغذات میں اور جمعہ اجتماع کے سامنے، دونوں جگہ شہادت کا اقرار کیا۔

رسر جنس: آپ اپنے مسلمان ہونے پر اپنے والد کا ردعمل پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں، مگر عمومی طور پر آپ کے خاندان اور آپ کے دوستوں کا کیا ردعمل تھا؟ کیا اسلام لانے کے فوراً بعد کا کچھ عرصہ سخت تھا یا آپ کو مسلمانوں کی طرف سے حمایت حاصل تھی؟

آدم: عمومی طور پر میرے خاندان کے لوگ کافی روادار اور کھلے ذہن کے ہیں اور انہوں نے عدم مخالفت کا رویہ اختیار کیا۔ ان میں سے کچھ نے تو میرے قبول اسلام اور عام انداز سے ہٹ کر لباس پہننے کو ایک ناسمجھ جذباتی نوجوان کی نادانی پر محمول کیا جس سے ان کے خیال میں جلد ہی باہر آجاؤں گا۔ اس بات کا انہوں نے برملا اظہار بھی کیا۔

کبھی کبھار مذہبی معاملات پر ہو جانے والی بحث کے علاوہ مجھے اپنے خاندان کی طرف سے کسی قابل ذکر مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ایک سخت بحث جو مجھے یاد ہے تب ہوئی تھی جب میں نے اپنے دادا اور دادی کے گھر کو چھوڑ کر مسجد کے قریب رہنے کا ارادہ کیا۔ اس پر میرے والدین نے اعتراض کیا کیونکہ میں اس وقت صرف سترہ سال کا تھا اور قانونی طور پر خود مختار ہونے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ میرے والدین میرے اور میرے اعمال کے قانونی طور پر ذمہ دار تھے۔ اس لیے انہوں نے مجھے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی اور جب میں مصر رہا تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انہوں نے مجھے سمجھایا کہ اسلام کس طرح والدین کی اطاعت پر زور دیتا ہے۔

ایک اور مسئلہ تب ہوا تھا جب میرے دادا نے مجھے مہمانوں کے لیے الماری سے شراب کے کچھ ٹن پیک اٹھا کر لانے کو کہا اور میں نے انکار کر دیا۔ اس سے وہ غصے میں آگئے۔ لیکن اس کے علاوہ مجھے اپنے خاندان سے کوئی مسائل درپیش نہ تھے۔

جہاں تک میرے دوستوں کا تعلق ہے ...تو... جیسا کہ میں نے پہلے کہا، اسلام سے پہلے میرے زیادہ دوست نہیں تھے اور میری سماجی زندگی بھی انتہائی محدود تھی۔ تو اس حوالے سے کوئی خاص مشکل بھی نہیں ہوئی۔ خاندان کے باہر میری واقفیت صرف چند قلمی دوستوں سے تھی جن سے میں موسیقی کے حوالے سے اپنی دلچسپیوں کا تذکرہ کیا کرتا تھا اور کبھی کبھار ان سے فون پر بات کر لیا کرتا تھا۔

اسلام لانے کے بعد سب سے بڑے جس چیلنج کا مجھے سامنا تھا وہ وہی چیلنج تھا جو مغرب میں رہنے والے ہر دیندار مسلمان کو درپیش ہوتا ہے: ایک ایسے معاشرے میں جو آپ کے مذہب کے عقائد، اقدار اور احکامات سے کُلی متصادم ہو، کیسے مسلمان رہا جا سکتا ہے۔ ایسا معاشرہ جہاں (اسلام کے بیان کردہ) حرام کو حلال اور (اسلام کے متعین کردہ) حلال کو حرام بنا دیا گیا ہو، جہاں آپ کا ایمان اور شناخت ہی پسماندگی اور دہشت گردی کی علامت ہو جب کہ اس کے مخالف ہر چیز ترقی اور روشن خیالی کی مظہر سمجھی جائے!

ایک اور مسئلہ جس کا مجھے سامنا کرنا پڑا مستشرقین اور عیسائی مبلغین و مناظرین اور معذرت خواہانہ انداز رکھنے والے مسلمانوں جیسے اسلام دشمنوں کی جانب سے اٹھائے گئے شکوک و شبہات تھے۔ کئی بار ایسا بھی ہوا کہ ان کے دلائل نے مجھے اچھا خاصا متاثر کر دیا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ مجھے نیٹ پر ایسے مضبوط اور مفصل رد مل گئے جنہوں نے ان واضح غلطیوں، کمزوریوں اور کھلے جھوٹ کو بے نقاب کیا جن کے یہ منافق اور اسلام کے یہ نام نہاد مبلغین مرتکب ہوئے ہیں۔

رسر جنس: کیا آپ کسی ایسی ویب سائٹ کا بتا سکتے ہیں جو کہ ان لوگوں کے لیے فائدہ مند ہو جو اس طرح کے مدلل جوابات کی تلاش میں ہوں۔

آدم: ''اسلامک اویئرنس'' (www.islamic-awareness.org) ایک بہت ہی زبردست ویب سائٹ ہے جو مجھے نیٹ پر ریسرچ کے دوران میں ملی تھی۔ یہ خصوصی طور پہ عیسائی مبلغین اور مستشرقین کی طرف سے پھیلائے گئے شکوک و شبہات اور ان کے بودے دلائل کا علمی اور مفصل جواب دینے کے لیے بنائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سائٹ کے چلانے والوں کو ان کی کوششوں کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور ان کے اس گراں قدر کاوشوں کو مسلسل کامیابی سے ہمکنار کرے۔ مگر یہاں میں فوراً سے پیشتر ایک اہم اعلانِ لاتعلقی کرتا چلوں کہ اس ویب سائٹ اور اس کے چلانے والوں کا جماعت القاعدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا اس ویب سائٹ کو تجویز کرنا دشمن قوتوں کی نظروں میں تنظیمی یا نظریاتی وابستگی کا کوئی ثبوت ٹھہرے۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

''حقیقی فتح تو یہ ہے کہ آپ اپنے آخری سانس تک ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ فتح اس کشمکش کا آخری ثمر ہے، جو آپ اور آپ کے سب سے بڑے دشمن شیطان کے درمیان مسلسل جاری ہے''۔

امام انوار العولقی رحمہ اللہ

آئی ایس پی آر کے جھوٹے دعووں اوراعدادوشمار کی حقیقت ایک عام صحافی کی زبانی!

یہ مضمون انگریزی اخبار 'دی نیشن' کی ویب سائٹ پر مورخہ ۹ فروری ۲۰۱۶ء کو شائع کیا گیا تھا۔ مضمون میں چارسدہ یونی ورسٹی حملے کو بطور مثال پیش کیا گیا ہے جب کہ مجاہدین کا صریح اور واضح موقف ہے کہ ایسے حملے قطعی طور پر خلافِ شریعت ہیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب، خونِ مسلم کی حرمت پامال کرنے کا باعث اور جہاد فی سبیل اللہ ایسی مبارک عبادت سے عامۃ المسلمین کو برگشتہ کرنے کی وجہ بنتے ہیں لہٰذا ادارے کا اس مضمون کے مندرجات سے کُلی طور پر متفق ہونا ضروری نہیں۔ مصنف نے دیگر آرا کے ساتھ آئی ایس پی آر کے جھوٹے اعدادوشمار کی حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور آئی ایس پی آر کے انہی جھوٹے دعووں اور اعدادوشمار کے گورکھ دھندے کی طرف متوجہ کرنے واسطے اس مضمون کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

آخر کب تک ہم ISPR کے بے بنیاد دعووں پر آنکھیں بند کرکے یقین کرتے رہیں گے؟ ۳۴۰۰ دہشت گرد ہلاک، ۸۳۷ ٹھکانے تباہ، انٹیلی جنس کی بنیاد پر ۱۳۲۰۰ کارروائیاں، ۱۸۳ بدنام زمانہ دہشت گرد ہلاک اور ۱۹۱۴ فوجی اہل کار زخمی....! یہ ضرب عضب کے پہلے ڈیڑھ سال کے اعداد وشمار ہیں جو ISPR کی طرف سے جاری کیے گئے۔ یہ ان کی رسمی ویب سائٹ پر جاری کیے گئے جس کے ساتھ ان کا یہ نعرہ لکھا ہے ''اپنی سوچ مثبت رکھیں، اچھے دن جلد آنے والے ہیں''۔ لیکن اس نعرے میں ''جلد آنے والے'' الفاظ کسی جلد ریلیز ہونے والی فلم کے ٹریلر کی آخری سطر سے مشابہہ لگتے ہیں۔ درحقیقت ان الفاظ کی بجائے ''مزید مار دھاڑ کے لیے منتظر رہیں'' کے الفاظ اس صورت حال کی زیادہ بہتر اور مناسب عکاسی کرتے ہیں کیونکہ دہشت گردوں کی جانب سے حالیہ ایک ویڈیو پیغام میں یونی ورسٹیوں اور کالجوں میں مزید حملے کرنے کی دھمکی کے بعد اب صورت حال بہت بھیانک ہوگئی ہے۔ پاکستانی عسکری قیادت کی طرف سے بالعموم پاکستانی عوام اور بالخصوص میڈیا کے لوگوں میں دانش ور طبقہ کے لیے لاپرواہی مجھے ذاتی طور پر بہت پریشان کرتی ہے۔ عسکری اداروں کا خیال ہے کہ یا تو اس بدقسمت ملک کے باسی اندھے ہیں یا ان کے دماغ بند ہیں یا پھر یہ ان دونوں عوارض میں مبتلا ہیں! کیونکہ یہ بات بالکل ناقابل فہم ہے کہ ڈی جی آئی ایس پی آر کس طرح اپنی شان دار قسم کی پریس کانفرنسز میں اپنا چہرہ سنجیدہ رکھ پاتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی پریس کانفرنس میں موجود صحافی اگر اپنی جان جانے کے خوف سے مشکل سوال نہیں کرتے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کوئی بھی بقائم ہوش وحواس فرد ان سوالات کو اپنے ذہن میں سوچنے سے قاصر ہے۔

ڈی جی آئی ایس پی آر کی جانب سے پیش کردہ اعداد وشمار زمینی حقیقت سے زیادہ کسی (خاکی) کی ذہنی اختراع لگتے ہیں! اگر ہم اپنے سادہ اذہان کی تسکین کے لیے ان اعداد وشمار پر یقین کر بھی لیں تو کیا ڈی جی آئی ایس پی آر اپنے اعداد وشمار کے لیے کچھ تفصیل بتانے کی تکلیف کریں گے؟ جب یہ کہتے ہیں کہ آپریشن زور وشور سے جاری ہے اور تقریباً ساڑھے تین ہزار دہشت گرد مارے جا چکے ہیں تو کیا ہمیں یہ بتایا جائے گا کہ ان ہلاک شدہ لوگوں کی بطور ''دہشت گرد'' شناخت کیسے کی گئی؟ وہ محاذ جنگ کہاں ہے جہاں یہ ہزاروں دہشت گرد مارے گئے؟ مارے جانے والے دہشت گردوں کی لاشیں کہاں گئیں؟ کیا ان کی لاشوں کو مردہ خور جانوروں کے لیے چھوڑ دیا گیا؟ اگر ہاں تو کیا وہاں محاذِ جنگ میں واقعہ ہزاروں دہشت گردوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں؟ کون ان کی لاشوں کو شناخت کرتا ہے کہ آیا یہ اُنہی کی لاشیں ہیں جن کی ہمیں تلاش تھی؟! یا پھر یہ آپریشن بغیر کسی تصدیق کے کیا جارہا ہے؟ وہ اکیس ہزار لوگ کہاں سے گرفتار ہوئے ہیں؟ کوئی مخصوص علاقہ ہے کیا؟ ان کے لیے کھانا کون بنارہا ہے؟ کچھ تو بتاؤ! عسکری ادارے تو صرف ۲۱ ہزار گرفتاریوں کا دعویٰ کر رہے ہیں لیکن ہماری وفاقی وزارت کے ایک قابل مشیر تصدق حسین ایک ٹی وی شو میں ایک قدم مزید آگے نکل گئے اور بتایا کہ اصل میں آرمی نے سیکڑوں ہزاروں گرفتاریواں کی ہیں۔ لیکن جب پروگرام کے ہوسٹ نے پوچھا کہ ان کو کہاں پر قید رکھا گیا ہے تو ہمارے اس دانش مند مشیر کے پاس ''حفاظتی وجوہات'' کی بنا پر اس بات کو کوئی جواب نہ تھا۔

آئی ایس پی آر کے مطابق اگر واقعتاً ہزاروں لوگ گرفتار اور ہلاک ہوچکے ہیں تو سادہ سا سوال ہے کہ اس کا کوئی ثبوت بھی پیش کیجیے! ہمارے پاس آئی ایس پی آر کی جانب سے بنائے گئے حب الوطنی کے گانوں کے علاوہ ان اعداد وشمار کی تصدیق کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور بہرحال ہماری (غلامانہ ذہنیت کے سبب) اکثریت کو اس سے زیادہ ثبوتوں کی ضرورت بھی نہیں! ہمارے لیے ضروری ہے کہ جب وہ کہتے ہیں کہ ''فلاں کام ہوگیا'' تو پھر لامحالہ یہی سمجھا جائے کہ واقعی ہوگیا! کوئی سوال نہیں پوچھا جاتا! لیکن اب سوالات خود بخود جنم لے رہے ہیں اور ان کو کوئی دبا نہیں سکتا! کیونکہ اب بات کافی آگے نکل چکی ہے اور حقیقت جاننا لوگوں کا حق ہے! کیا واقعی کوئی ان دہشت گردوں کا سنجیدگی سے پیچھا کررہا ہے؟ اگر یہ سچ ہے تو ان سب کھلی بے قاعدگیوں کا جوابدہ کون ہے؟ اس دال میں بہت کچھ کالا ہے اور کیے گئے دعووں اور زمینی حقائق میں بہت زیادہ تضادات ہیں!

اپنی حالیہ پریس کانفرنس میں ڈی جی آئی ایس پی آر نے کہا کہ درہ آدم خیل سے لنڈی کوتل، اسلحہ برقعہ پوش خواتین کے ذریعے لایا جاتا ہے۔ تو کیا یہ علاقے مریخ پر ہیں کہ جہاں آرمی نہیں پہنچ سکتی؟! جب آرمی دعویٰ کرتی ہے کہ ضرب عضب میں ان کو شان دار فتوحات حاصل ہوئی ہیں تو ان کا یہ دعویٰ کیوں نہ فضول اور بے تکا محسوس ہو کہ پشاور شہر سے

صرف ایک گھنٹہ کی مسافت پر غیر قانونی اسلحہ و بارود کی مارکیٹ موجود ہے جہاں سے کوئی بھی مرد، خاتون یا بچہ 'اسلحہ خرید کر کسی خفیہ ادارے کی نظر میں آئے بغیر پبلک ٹرانسپورٹ میں چھپا کر لا سکتا ہے! نا صرف یہ بلکہ ڈی جی صاحب کے مطابق باچا خان یونی ورسٹی پر دہشت گردوں کے حملے کی واضح پیشگی وارننگ جاری کی گئی تھی۔ یعنی اندازہ کیجیے کہ حملہ آوروں کی بہادری کی اس سے بڑی مثال کیا ہوگی کہ کھلی مارکیٹ سے اسلحہ خرید کر اپنی مرضی کے شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ میں آئے اور وہی عام راستے استعمال کرتے ہوئے راستے میں آنے والی ہر چیک وپوسٹ سے ایسے گزرے جیسے ان کو اس کی کوئی پرواہ ہی نہیں تھی! بظاہر ان کو اس بات کا بالکل اندازہ نہیں تھا کہ ان کے ایک بڑا فوجی آپریشن جاری ہے جس میں ہزاروں لوگ ہلاک اور گرفتار ہو چکے ہیں اور وہ س بات سے بھی بالکل بے فکر تھے کہ راستے میں ان کی تلاشی لی جاسکتی ہے! پھر اُنہوں نے بالکل مطمئن انداز میں اپنی مرضی کے صحافی سے رابطہ کر کے ان کو خبر بھی دی!

ڈی جی آئی ایس پی آر کی طرف سے دی گئی ان خبروں کا کیا مطلب ہے؟ کوئی اس پر روشنی ڈال سکتا ہے؟ جس اطمینان اور آسانی سے اُنہوں نے یہ حملہ کیا ہے میرا دماغ یہ سمجھنے سے قاصر ہے! میرا مطلب ہے کہ دہشت گرد زیرزمین سرنگوں میں رینگ کر میلوں کا سفر کر کے نہیں آئے تھے، انہوں نے کوئی خطرناک جنگل پار نہیں کیے، نہ ہی وہ برف سے جمے دریاؤں کے پانی میں تیر کر یہاں پہنچے! انہوں نے ایسی کوئی تدبیر نہیں کی تھی کہ جس سے ان کے حملے کا پتہ لگانا بہت مشکل تھا۔ انہوں نے صرف ایک بس پکڑی، پھر ایک رکشہ میں سفر کیا اور یونی ورسٹی پہنچ گئے۔ اس طرح وہ حملہ آور آسانی سے یونی ورسٹی تک پہنچ گئے تھے۔ ہمارے ہر دل عزیز ڈی جی آئی ایس پی آر ہمیں بتائیں گے کہ چیک پوسٹوں پر کھڑے کیے گئے مسلح جوانوں کا کیا مصرف ہے؟ اور اگر ان کی آنکھیں کسی اندھے سے بہتر دیکھ سکتی ہیں اور ان کی قابلیت کسی مردے سے زیادہ ہے تو ان جوانوں کی حملہ آوروں کو روکنے کے لیے کیوں کچھ نہ کیا؟ یہ بالکل ایک مذاق لگتا ہے لیکن یہ مذاق اپنی حد سے بہت آگے نکل چکا ہے!

باچا خان یونی ورسٹی کی دیواروں سے ایسے سوالات پھوٹ رہے ہیں جیسے کسی زرخیز زمین سے جڑی بوٹیاں پھوٹتی ہیں اور یہ سوالات ہر جگہ پر سوچنے والے لوگوں کے دماغوں میں مزید سوالات پیدا کر رہے ہیں۔ آپ کو ان سوالات کا بار بار سامنا کرنا پڑے گا اور آپ کے حب الوطنی کے گانے اور ڈاکیو منٹریز ان سوالوں کے جوابات نہیں دے سکتیں!

اگر تمام بڑے دہشت گرد آرام سے سرحد پاس افغانستان میں بیٹھے ہیں تو اس آپریشن کا مقصد کیا ہے؟ اور اگر آپ کے بقول تمام بڑے دہشت گرد مارے جا چکے ہیں تو پھر ان سرگرم اور فعال گروپس کی عملیات کی کیا وجہ ہے؟ اور تو اور یہ گروپ بڑی جرات سے اپنے خود کش بم باروں کی ویڈیوز بنا کر میڈیا میں جاری کر رہے ہیں! ان ویڈیوز میں "فدائین" اپنے خاندانوں کے ساتھ رہتے، اپنی گنز سے تربیت لیتے اور اپنے ارد گرد موجود لوگوں سے اپنی بہادری کی داد وصول کرتے واضح دیکھے جا سکتے ہیں! اگر ضرب عضب سے ۹۰ فی صد علاقہ کلیئر کر دیا گیا ہے تو پھر یہ کون سے علاقے ہیں جہاں یہ دہشت گرد آرام سے محفوظ طور پر رہ رہے ہیں؟ یہ سب کچھ سمجھ سے باہر ہے اور میں یہ اور اس طرح کے ہزاروں سوال پوچھنے والا اکیلا انسان نہیں ہوں۔ ہر کوئی حقیقت جاننا چاہتا ہے اور حقیقت جاننے سے کم پر راضی نہیں ۔ بظاہر ایسا واضح ہے کہ ہم اور ہمارے بچے پہلے سے بھی زیادہ بڑے وار نئے خطرات میں گھر گئے ہیں اور بہت معذرت کے ساتھ آپ کا نعرہ "اچھے دن جلد آنے والے ہیں" ایک بہت بڑا جھوٹ لگتا ہے!

☆☆☆☆☆

اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کا ایک رویہ یہ بھی ہے کہ اسلامی تحریکوں کے رہنما، حکمرانوں سے فلسطین کی آزادی کیلیے جہاد کی اجازت مانگتے ہیں یا لوگوں کے مطالبات لے کر حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ بیکار کے ان دھندوں سے یہ لوگ اپنی تحریکوں کے پیروکاروں کو دھوکہ دیتے ہیں اور انھیں گمراہ کرتے ہیں۔ اسلامی تحریکوں کے ایسے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائیوں کو سچ سچ یہ بتا دیں کہ وہ امت کی ذمہ داری کا بار گراں اٹھانے سے معذور ہیں۔ کفار عالمی اور مقامی سطح پر ہر اس شخص کو ظلم کا نشانہ ضرور بضرور بنائیں گے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے آواز بلند کرتا ہو، جو امت کے نوجوانوں کی توانائیوں کو گلی کوچوں میں غیر مسلح مظاہروں میں ضائع کرنے کی بجائے ان کو جہادی قافلوں کی صورت تیار کرتا ہے تاکہ وہ صیہونی صلیبی اتحاد اور علاقے میں موجود ان کے ایجنٹوں سے محض اللہ کی رضا کے لیے لڑیں۔ مصلحت کے شکاران رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے باہمت اور باصلاحیت بھائیوں کو موقع دیں کہ وہ اس مشکل وقت میں اسلامی تحریکوں کی رہنمائی کریں تاکہ وہ اپنا دینی فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان میں سے جو جہاد کو فرض اولین نہیں سمجھتا، تو اسے دوسروں کو موقع دینا چاہیے اور پاسبانِ حرم کو گمراہ نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد اقصیٰ اور ارض فلسطین کی آزادی کے تمام بھٹکے راستوں کے درمیان ایک ہی صراط مستقیم ہے اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ ہمارے مالک اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کفار کی جارحیت کو روکنے کا طریقہ کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

"پس اللہ کی راہ میں لڑو، تم اپنی ہی جان کے ذمہ دار ہو اور مومنوں کو جنگ کے لیے ابھارو۔ بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے۔ اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے"۔ (سورہ النساء۔ ۸۳)

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ

"باضمیر" صحافیوں کی قیمتیں!

محمد زاہد خان

یہ رپورٹ محمد زاہد خان' جو کہ اسلام آباد سے تعلق رکھنے والے صحافی ہیں' نے تیار کی ہے۔اس رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ مال و دولت کے حریص اور لالچی صحافی کس طرح ایک قبضہ مافیا سے فائدے اٹھاتے رہے ہیں اور اُس کے جرائم کو بیان کرنے کی بجائے اُس کے لیے رطب اللسان رہے۔یہی وہ بد طینت صحافی ہیں جو ہوائے نفس کی پیروی کرنے کی وجہ سے دین اور شریعت کی دشمنی میں پیش پیش رہتے ہیں اور مجاہدین اسلام کے خلاف بھی جھوٹا اور بے سروپا پروپیگنڈے کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ان کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ یہ ملک ریاض جیسے سرمایہ دار اور بد معاش کے بھی پالتو ہوتے ہیں اور ملک ریاض کے 'خاکی مالکوں' کے بھی وفادار! لہٰذا اُن کی ڈکٹیشن پر چلنے اور مجاہدین کے خلاف زہرناک پروپیگنڈہ کرنے میں یہ ایک دوسرے سے بڑھ کر کردار ادا کرتے ہیں

لینڈ مافیا کے ڈان ملک ریاض نے بالآخر سوشل میڈیا اور پاکستان کے نوجوان صحافیوں کی جانب سے بحریہ ٹاؤن کراچی سکینڈل جنگلات کی زمینوں پر قبضے ،نیب کے سابق ڈی جی کی ملی بھگت سے انکوائریوں کو سرخ فیتے کی نذر کرنے سمیت مسلسل تحقیقاتی خبروں کے بعد بھاری رقم دیکر نوازے جانے والے اینکرز، کالمسٹ کے بنک اکاؤنٹس کی تفصیل اپنے سابقہ ملازم کے ذریعے ایک دفعہ پھر انٹر نیشنل میڈیا پر ریلیز کرنے کا فیصلہ کیا ہے انتہائی مصدقہ ذرائع کے مطابق بحریہ ٹاؤن انتظامیہ نے دباؤ کم کرنے کے لیے اصل حقائق سے پردہ اٹھادیا ہے اس دفعہ جو دستاویزات انٹر نیشنل میڈیا اور سوشل میڈیا پر جاری کی جارہی ہیں انکے حوالے سے جو بنک اکاؤنٹس کی تفصیلات دی گئی ہیں ان کے بارے میں تحقیقاتی صحافیوں کو بھی یہ کہا جارہا ہے کہ وہ بنک اکاؤنٹس کی تفصیل سے حقائق جان سکتے ہیں۔

ذرائع کے مطابق جن اینکرز کے بارے میں ایک دفعہ پھر بحریہ ٹاؤن کے سابق ملازم یہ تفصیل دے رہے ہیں ان میں مبشر لقمان جب دنیا ٹی وی سے وابستہ تھا تو اُس نے ملک ریاض سے 2کروڑ پچاسی لاکھ روپے تین اقساط میں وصول کئے اور یہ رقم نیشنل بنک کے اکاؤنٹ کے ذریعے مبشر لقمان کو ٹرانسفر کی گئی جب کہ ایک مرسیڈیز بنز بھی تحفہ کے طور پر دی گئی

اسی طرح قوم کو سچ کا بھاشن دیتے نا تھکنے والے ڈاکٹر شاہد مسعود نے ایک کروڑ سات لاکھ روپے کی پہلی قسط نیشنل بنک کے ذریعے ہی وصول کی جب کہ موصوف نے دوبئی کے سات ٹرپ لگائے جس میں ہوٹل کا سٹے اور کرائے پر کار کی سہولت بھی فراہم کی گئی۔

نجم سیٹھی نے ایک کروڑ 94لاکھ روپے لینڈ مافیا ڈان سے وصول کئے اور موصوف نے تین امریکہ کے دورے اور ہوٹل سٹے کی سہولت بھی حاصل کی۔اسے یہ رقم ڈی ایچ اے لاہور پاکستان بحریہ ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر7/14 swift code mucbpkkaa کے ذریعے کی گئی

کامران خان نے 62لاکھ روپے وصول کئے دو کروڑ اور بحریہ میں گھر کی آفر خود قبول کرنے کی بجائے کسی تھرڈ پارٹی کے ذریعے وصولی کی، یہ رقم جو کامران خان کو ٹرانسفر کی گئی وہ این آئی بی سی بنک لمٹیڈ بحریہ ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر8283982 کے ذریعے کی گئی۔

معروف کالم نگار اور ہر وقت الفاظ کے تیر برساتے اور خود کو قوم کو مسیحا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرنے والا اور دوسروں کو گریبان دکھانے والا حسن نثار بھی کسی سے پیچھے نہ رہا، جس نے ایک کروڑ اور دس لاکھ روپے وصول کئے اور دس مرلے کا بحریہ ٹاؤن میں پلاٹ بھی حاصل کیا۔اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی اس کا بھی اکاؤنٹ ٹائٹل بحریہ ٹاؤن پرائیویٹ لمیٹڈ اکاؤنٹ نمبر42279 اور حبیب بنک لمیٹڈ ایل ڈی اے پلازہ برانچ لاہور کوڈ13 پندرہ Swift Habbpkkax315 ہے۔

پاکستان کا بڑے اینکر جو جیو ٹیلی ویژن پر بیٹھ کر میڈیا اور قوم کو سچ کا بھاشن دیتا، اخلاقیات کی بات کرتا اور اپنے آپ کو دیانتداری کا پیکر سمجھتا ہے، جی ہاں حامد میر! جس نے دو کروڑ پچاس لاکھ روپے لینڈ مافیا ڈان سے وصول کئے اور پانچ کنال کا پلاٹ اسلام آباد میں حاصل کیا ،اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ این آئی بی سی بنک لمیٹڈ/بحریہ ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر 82840597 کے ذریعے ٹرانسفر کی گئی۔

پی ایف یو جے کے سابق سیکرٹری صحافیوں کو ضابطہ اخلاق اور دیانتداری سکھانے والا سینئر صحافی مظہر عباس بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا، موصوف نے 90لاکھ اور دس مرلے کا پلاٹ لاہور میں حاصل کیا،اسلام آباد سے پلاٹ لینے سے شائد وہ اس لیے گریز کر گیا کہ لاہور میں پتہ نہیں چلے گا! اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ ایم سی بی بنک اکاؤنٹ نمبر 007523201000124 کے ذریعے کی گئی۔

مہر بخاری نے شادی ہونے سے قبل ہی اسلام آباد میں ایک کنال کا پلاٹ اور پچاس لاکھ روپے کی سلامی حاصل کرنے میں دیر نہیں لگائی۔

اسی طرح این جی اومافیا کی کرتا دھرتا ماروی سرمند بھی فیضیاب ہونے والوں میں شامل ہے، اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ بحریہ ٹاؤن برانچ سے اکاؤنٹ نمبر8284059 کے ذریعے کی گئی

ایک اور سینئر صحافی ارشد شریف جسے ملک ریاض کی خصوصی سفارش پر دنیا ٹی وی میں بیورو چیف کی سیٹ پر تعینات کیا گیا، موصوف نے دو اقساط نے پچاسی لاکھ روپے وصول کئے۔اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ اکاؤنٹ نمبر یو بی ایل اکاؤنٹ نمبر37100154 کے ذریعے کی گئی۔

عینک لگائے جمہوریت کا لیکچر دینے والے نصرت جاوید (جس کے سید اور بٹ ہونے کا معاملہ ابھی حل طلب ہے) بھی 78لاکھ روپے اور ٹیوٹا کرولا کار لینڈ مافیا ڈان سے چپکے سے لے اُڑا،اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ مسلم کمرشل بنک Main boulevard DHA لاہور اکاؤنٹ نمبر بحریہ ٹاؤن پرائیویٹ لمیٹڈ swift code 7-14 MUCBPKKAA کے ذریعے کی گئی۔

سابق صدر پریس کلب مسلسل 25 سال سے پریس کلب کے صدر اور سیکرٹری کے عہدوں پر تعینات رہنے والے میڈیا ٹاؤن کی مرکزی باڈی سے لے کر جموں و کشمیر ہاؤسنگ سوسائٹی کے صدر بننے تک اور بول ٹی وی کو لانچ کرنے کے نام پر شعیب شیخ کو بھی چونا لگانے والے مشتاق منہاس کی دولت کمانے کی ہوس ختم نہیں ہو رہی، موصوف نے بھی 55 لاکھ روپے دو اقساط میں وصول کرنا ضروری سمجھا۔ اسے یہ رقم بحریہ اکاؤنٹ پرائیویٹ لمیٹڈ کے اکاؤنٹ نمبر 51077-6 اور حبیب بنک لمیٹڈ ایل ڈی اے پلازہ برانچ لاہور کوڈ swift HABBPKKAX3151315 سے کی گئی۔

معروف کالم نگار اور اینکر پرسن جاوید چوہدری تو پہلے ہی میڈیا مینجمنٹ کا ماہر ہے، اس نے تو ملک ریاض سے ایک کالم کے تین لاکھ وصول کرنا ضروری سمجھے جو وہ ملک ریاض کے نام سے روزنامہ جناح میں لکھتا رہا، اس کے علاوہ 10 مرلے کا بحریہ ٹاؤن میں گھر اور ملک ریاض کی طرف سے لکھی گئی کتاب بھی موصوف کی کارکردگی تھی، اسے ایک کروڑ روپے ٹرانسفر کیے گئے وہ یو بی ایل اکاؤنٹ نمبر 37100154 کے ذریعے کیے گئے۔

ثناء بچّہ بھی کیسے کسی سے پیچھے رہتی؟! اس نے 83 لاکھ روپے، لاہور میں 10 مرلے کا گھر حاصل کیا، اُسے یہ رقم مسلم کمرشل بنک Main boulevard DHA لاہور اکاؤنٹ بحریہ ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر 7-14 swifcode MUCBPKKAA سے کی گئی۔

نجم سیٹھی کا "چھوٹو" منیب فاروق بھی سمجھا کہ بہتی گنگا میں وہ بھی ہاتھ دھولے، موصوف نے بھی پانچ لاکھ روپے، دوبئی کا ٹرپ، ایک ہفتہ فائیو سٹار ہوٹل میں سٹے حاصل کیا، اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ عسکری بنک کے اکاؤنٹ نمبر 010001011011180 کے ذریعے کی گئی۔

آفتاب اقبال کو ۲۰۱۰ء میں جیو ٹیلی ویژن پر پروگرام خبر ناک شروع کرانے میں ملک ریاض نے ہی اہم کردار ادا کیا۔ اسے ملک ریاض نے ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۲ء تک 2 کروڑ روپے، ایک ٹیوٹا جیپ اور بیدیاں روڈ لاہور پر فارم ہاؤس کے لیے زمین بھی خرید کر دی، اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ بحریہ ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر 3620 سے کی گئی۔

'ایک دن جیو' کے ساتھ پروگرام کے اینکر سہیل وڑائچ نے بھی ملک ریاض کے ساتھ جو پروگرام کیا اس کے 15 لاکھ روپے اور ہنڈا سوک گاڑی حاصل کرنے میں دیر نہیں لگائی، اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ بحریہ ٹاؤن کے اکاؤنٹ نمبر 42279-2 سے کی گئی۔

عاصمہ شیرازی کیسے کسی سے پیچھے رہ سکتی تھیں؟! اس نے 45 لاکھ روپے وصول کئے اسے جو رقم ٹرانسفر کی گئی وہ بحریہ ٹاؤن کے اکاؤنٹ نمبر 51077-5 اور حبیب بنک ایل ڈی اے پلازہ برانچ لاہور swift HABBPKKAX3151315 کوڈ کے ذریعے کی گئی۔

سمیع ابراہیم نے تو امریکہ سے آکر بھی بحریہ ٹاؤن کے چیئرمین ملک ریاض سے اپنا پورا حصہ وصول کیا۔ موصوف نے ایک کروڑ روپے ایک کنال کا بحریہ ٹاؤن میں پلاٹ اور ٹیوٹا کرولا گاڑی حاصل کی، اسے یہ رقم KASB بنک بحریہ ٹاؤن برانچ h3710581401 کے ذریعے کی گئی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: عقیدۂ فرقہ ناجیہ

عقیدۂ توحید کے اثرات و ثمرات:

☆ توحید کی یہ دولت موحد انسان جنت میں داخل ہوگا اور جہنم سے نجات پائے گا، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ بندوں کا خدا پر یہ حق ہے کہ اگر وہ صرف خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرائیں تو وہ انھیں دوزخ سے بچا کر جنت کا داخلہ عطا فرمائے۔

☆ عقیدۂ توحید سے رب کریم کی تعظیم واجلال کا احساس دل میں پیدا ہوتا ہے کیوں کہ اس کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کمال و جلال سے روشناس ہوتا ہے اور اسے ہر نوع کی شبیہ و نظیر سے منزہ اور پاک قرار دیتا ہے۔

☆ تصورِ توحید سے ان لوگوں کی جہالت و حماقت سے بھی آگاہی ہوتی ہے جو خدا کے سوا دوسروں کو اس کا ہم سر اور مد مقابل بناتے ہیں، نیز عبادت اور حکم و تشریع (قانون سازی) میں انھیں خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ خدا کی بعض صفات میں خود اپنے آپ ہی کو اس کا ساجھی سمجھتے ہیں حالاں کہ نہ تو یہ خدا کے ساتھ خلق و تخلیق میں شریک تھے اور نہ کاینات کی ملکیت و رزق اور تدبیر و انتظام ہی میں ان کا کوئی حصہ ہے؛ عقیدۂ توحید سے ان کے تصوراتِ باطلہ بھی یک سر منہدم ہو جاتے ہیں۔

☆ عقیدۂ توحید سے حریتِ فکر و نظر نصیب ہوتی ہے اور انسان مخلوق کی غلامی و بندگی سے نجات پاتا ہے۔

☆ توحید کے نتیجے میں انسان دنیا و آخرت میں شجاعت و استقامت کی نعمت سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ ایک شخص جو مختلف الاغراض آقاؤں کی بندگی کرتا اور انھیں پکارتا ہے، کسی سے ڈرتا اور کسی سے امیدیں وابستہ کرتا ہے، یہ کسی طور اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو اپنے رب کو تنہا و یکتا گردانتا ہے، اسی کا خوف رکھتا اور اسی سے امیدیں باندھتا ہے؛ وہ خداوند عالم ہی کو اپنے قصد وارادہ کا مرکز و محور قرار دیتا اور اسی کی عبادت بجالاتا ہے۔

اے اللہ! اے اسلام اور مسلمانوں کے آقا! ہمیں اپنی توحید پر ثابت قدم رکھنا تاآنکہ ہم تجھ سے ملاقات کی سعادت حاصل کر لیں!

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

موجودہ عدالتی نظام اور انصاف کا حصول

اسعد جمال اکبر ایڈووکیٹ

"اللہ تھانہ، کچہری اور ہسپتال سے بچائے!"۔ کسی بھی معاشرے میں بولے جانے والے سادہ سے محاورے اس نظام کی عکاسی کرتے ہیں جو ان پر نافذ کیا جا رہا ہو۔ ہم سب کا اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی عدالتوں سے واسطہ رہتا ہے۔ اپنے ارد گرد بڑی آسانی سے ہم کسی ایسے شخص کو تلاش کر سکتے ہیں جو ہمارے نظام انصاف کا مارا ہو۔ اس نظام میں انتہائی پیچیدہ، طویل اور مہنگا رستہ اختیار کرنے کے بعد بھی انصاف ملنے کی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ ایک پڑھا لکھا باعزت شخص سادہ سے عدالتی کام کے لیے بھی کچہری جانے سے پہلے دس بار سوچتا ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی شکل میں برطانیہ نے برصغیر پر قبضہ کرنے کے بعد جو عدالتی نظام وضع کیا اس کا مقصد عوام کو انصاف فراہم کرنے سے زیادہ انہیں 'کنٹرول' کرنا تھا۔ لہٰذا ایسا نظام قائم کیا گیا جو عوام کو تحفظ و انصاف کی جگہ ذلت، خوف اور غلامی کا احساس دلاتا رہے۔ یہی نظام 'لا الہ الا اللہ' کے نام پر حاصل کردہ ملک کو ورثہ میں ملا۔ آج بھی برطانیہ کی 'ذہنی غلامی' اس وقت دیکھی جا سکتی ہے جب بڑے بڑے نامور دانش ور اور جماعتیں اس بوسیدہ نظام کو مکمل 'تبدیل' کرنے کی بجائے بہتر کرنے کی بات کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی لیے آج تک اس نظام کو سرخی پاوڈر لگانے کے علاوہ تبدیل کرنے کی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ جیسا کہ اس "اعلیٰ" انگریزی عقل کے بنائے قانون کے متبادل نظام موجود ہی نہ ہو۔

آج اس نظام کی ناکامی میں انسانی عقل کے بنائے انتہائی ناقص و پیچیدہ (پروسیجرل اور سبسٹینٹو) قانون کے ساتھ نااہل انتظامیہ بھی اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ اپنا حق حاصل کرنے عدالت جانا اپنا مال و عزت گوانے کے مترادف بن چکا ہے۔ بحیثیت 'شریعۃ اینڈ لا' کے طالب علم میں اس نظام میں موجود چند ناقص قوانین کے متبادل اسلامی قانون پیش کرتا ہوں جس سے واضح ہوگا کہ اسلامی نظام کس طرح سستا اور فوری انصاف یقینی بناتا ہے

عدالتی استثنیٰ:

عدالتی استثنیٰ سے مراد ہے کہ جج کو دوران کیس کوئی غلطی کرنے یا غلط فیصلہ کرنے کے باوجود کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ کہنے کو تو یہ استثنیٰ صرف دیوانی مقدمات (سول کیسز) میں حاصل ہوتا ہے لیکن عملاً کسی بھی کیس میں غلطی یا کسی دوسرے سبب غلط فیصلہ کرنے کے باوجود جج کو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ انگلش قانون کا تصور ہے جو کہ "کنگ کین دو نو رونگ" سے نکلتا ہے۔ اس استثنیٰ کے سبب جج (خصوصاً نچلی عدالتوں کے جج) انصاف مہیا کرنے کی بجائے فریقین کے وکلا کے درمیان "ریفری" کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ "تگڑے" وکیل کے حق میں ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ جج رشوت لے کر یا دوستی، رشتے داری میں آکر بھی فیصلے کرتے ہیں اسی لیے "وکیل کی بجائے جج کروالینا" کا محاورہ مشہور ہے۔

اسلام میں جج کو کوئی استثنیٰ حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر جج خلاف قانون (شریعت) یا خلاف حقائق کوئی فیصلہ دے تو جج کے خلاف عدالت میں جایا جا سکتا ہے۔ جج کی طرف سے کسی قسم کی کوتاہی یا فراڈ کی صورت میں سخت سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ اس لیے جج ہمیشہ حقائق کو سمجھ کر شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کرتا ہے۔ جس سے سائل کو نچلی سطح پر انصاف ملتا ہے۔

غیر ضروری اپیل کا نظام:

موجودہ نظام میں ڈسٹرک کورٹ سے فیصلہ ہو جانے کے بعد مخالف فریق اپیل لے کر سیشن کورٹ پھر ہائی کورٹ اور پھر سپریم کورٹ تک جاتا ہے۔ سپریم کورٹ آخری کورٹ ہوتی ہے اور اس کے بعد فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے۔ اپیل کا تصور جج کے استثنیٰ کے تصور سے ہی نکلتا ہے۔ یعنی جب جج غلط فیصلہ کرے تو بجائے جج کو پکڑنے کے آپ مخالف فریق کو عدالتوں میں گھسیٹو!!!

میرا سوال ہے اگر ڈسٹرک، سیشن اور ہائی کورٹ غلطی کر سکتی ہے تو پھر سپریم کورٹ کیوں نہیں؟! پھر سپریم کورٹ آخری کیوں؟ اس کے بعد بھی عدالتیں چلتی رہنی چاہیں جب تک کہ فریقین مر نہ جائیں! اپیل کے چکر میں فریقین کے لاکھوں روپے اور دس دس سال لگ جانا عام سی بات ہے۔ جو کہ اس نظام میں حق حاصل کرنے کو مہنگا، طویل اور پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ اپیل کو ہی استعمال کرتے ہوئے اکثر مجرم اور جھوٹ پر کھڑا فریق کئی سال عدالتوں میں گزار کر مظلوم کو ذلیل کرتے ہیں جو اس نظام کو اور بھی بھیانک بنا دیتا ہے۔ اسلام میں اپیل کا کوئی تصور نہیں۔ پہلے جج کا فیصلہ ہی حتمی ہوتا ہے۔ اگر کبھی فیصلہ حقائق یا قانون (شریعت) کے خلاف ہو جائے تو جج کے خلاف کیس ہوتا ہے نہ کے فریق مخالف۔ اس طرح فریقین کے لاکھوں روپے اور قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچتا ہے اور فوری و سستا انصاف مہیا ہوتا ہے۔

شک یا ایف آئی آر کی بنیاد پر گرفتاری:

موجودہ نظام میں کسی بھی شخص کو شک کی بنیاد پر گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ گو کہ جرائم کو "قابل دست دراندازی پولیس" اور ناقابل دست دراندازی پولیس میں تقسیم کیا گیا ہے، اس کے باوجود کسی بھی بے گناہ کو با آسانی الزام لگا کر جیل بھجوایا جا سکتا ہے۔ اسی سبب آج ہزاروں بے گناہ افراد پاکستانی جیلوں میں قید ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق پاکستانی جیلوں میں قید ۸۰ ہزار افراد میں سے ۷۰ فی صد "انڈر ٹرائل" قیدی ہیں۔ یعنی ابھی تک ان کے مجرم یا بے گناہ ہونے کا فیصلہ نہیں ہوا! اگر پانچ یا دس سال قید رہنے کے بعد کوئی شخص بے گناہ ثابت ہو جائے تو اس کے قید میں کٹے سالوں کا بدلہ کون دے گا؟! اور اگر دس سال قید رہنے کے بعد ایک شخص کو پھانسی کی سزا ہو جاتی ہے تو جو سزا اس نے قید کی صورت میں کاٹی وہ کس جرم کی تھی؟!

(بقیہ صفحہ ۷۰ پر)

ایف سولہ کا سودا!

رضوان رضی

مضمون نگار ایک پیشہ ور صحافی ہیں، زیر نظر مضمون میں اُنہوں نے امریکی کانگریس کی جانب سے پاکستان کو فراہم کیے جانے والے ایف سولہ طیاروں کی رعائیت نرخوں پر فراہمی پر لگائی گئی پابندی کے پس منظر اور پیش منظر کو واضح کیا ہے۔ امریکی انتظامیہ کی طرف سے ایف سولہ طیاروں کی پاکستان کو حوالگی کو کس طرح شکیل آفریدی جیسے مجرم کی رہائی اور امریکی حوالگی سے سے مشروط کای گیا ہے،، اس کا تفصیلی تذکرہ ہے نیز شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کی مخبری کے حوالے سے پاکستانی فوج کے کردار پر بھی مختصر پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ ادارہ کا صاحب مضمون کی دیگر تمام آرا سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

امریکی کانگریس نے ایک طرف تو پاکستان کو رعائتی نرخوں پر ایف سولہ طیاروں کی فراہمی مسترد کر دی جب کہ دوسری طرف بھارتی وزیر اعظم نریندرا سنگھ مودی کو خطاب کی دعوت بھی دے دی۔ کانگریس کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ اگر طیاروں کی قیمت میں رعایت چاہیے تو غدار پاکستان ڈاکٹر شکیل آفریدی کو رہا کر کے امریکہ کے حوالے کیا جائے۔ کانگریس نے اپنے رکن 'ڈانا روہرا باخر' کی طرف سے پیش کی گئی یہ ترمیم منظور کر لی۔

گزشتہ سال بھی اس کانگریس مین نے پاکستان کو ملنے والی ۹۰۰ ملین ڈالر کی امداد میں ۵۰۰ ملین ڈالر کی کمی کی تجویز پیش کی تھی جسے مسترد کر دیا گیا تھا۔ کانگریس میں ڈانا روہرا باخر کا کہنا ہے کہ ایبٹ آباد میں الشیخ اسامہ بن لادن کے قتل میں مدد فراہم کرنے پر، ڈاکٹر شکیل آفریدی پوری امریکی قوم کا ہیرو بن چکا ہے اس لیے حکومت پاکستان اس کو امریکہ کے حوالے کرے۔ اس سے قبل یہی کانگریس مین فروری ۲۰۱۲ء میں کانگریس میں ڈاکٹر شکیل آفریدی کو امریکی شہریت دینے کی ایک قرارداد لانے پر ہزیمت اٹھا چکے ہیں۔

یاد رہے کہ اگر امریکی کانگریس ڈاکٹر آفریدی کو اپنا شہری قرار دے دیتی تو پھر وہ اپنے کسی بھی شہری کی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے مدافعت کرنے کے اپنے قانون کے تحت اپنی فوج کو استعمال کر کے ڈاکٹر شکیل آفریدی کو رہا کروانے کی مجاز ہو جاتی۔ ڈاکٹر آفریدی وہ شخص ہے جس نے امریکہ کی بدنام زمانہ این جی او 'سیو دی چلڈرن' کو الشیخ اسامہ بن لادن کی تلاش میں مدد فراہم کی۔

ڈاکٹر آفریدی نے بعد ازاں اعتراف کیا یہ بات ان کے علم میں تھی کہ اس این جی او کے اعلیٰ عہدے دار در اصل امریکی خفیہ ادارے سی آئی کے اہل کار تھے اور پاکستان کے مختلف کونوں میں مذموم سرگرمیوں میں سرگرم عمل تھے۔ ایبٹ آباد آپریشن سے پہلے 'سیو دی چلڈرن' نامی این جی او کے متعلقہ سی آئی اے اہل کار بھی کسی ممکنہ رد عمل سے بچنے کے لیے پاکستان چھوڑ چکے تھے۔ شائد اسی لیے وہ دھر لیا گیا۔

مشہور امریکی انویسٹی گیٹو صحافی سیموئر ہرش کے بقول ڈاکٹر آفریدی سی آئی اے کی مدد کرنے والی لڑی کی آخری کڑی تھا جب کہ اس لڑی کی پہلی دو (حاضر سروس خاکی) کڑیاں، ایبٹ آباد آپریشن سے کافی دن پہلے ہی دبئی اور امریکہ فرار ہو کر وہاں پناہ اور بعد ازاں شہریت حاصل کر چکی تھیں۔

بقیہ: 'اسلامی تحریکوں کے لیے'

کوئی بھی بڑے حجم کی خواہاں جماعت اگر اس 'دھارے' کا ساتھ نہ دے یا اس کا ساتھ دیتے دیتے کسی وقت ذرا سستانے کے لیے ہی بیٹھ جائے تو دوبارہ اٹھ کھڑا ہونا پھر اس کو کبھی نصیب نہیں ہوتا۔ اس کی جگہ لینے کے لیے یہاں آپ ایک نہیں بیک وقت بیس جماعتوں کو بے چین پائیں گے اور اس بے چاری کو اگلے ہی لمحے قومی دھارے سے باہر ہونا ہو گا۔ آج کل قومی دھارے سے باہر ہونا جماعتوں کی لغت میں موت کے مترادف لفظ ہے اور قومی دھارے کی جماعت ہونا زندگی کی علامت۔ چنانچہ یہاں قومی دھارے سے پیچھے ہٹنا ہی ناقابل تصور حرکت ہے۔ اس کے خلاف چل پڑنے کی جرأت بھلا پھر کون کرے۔ ایسی صورت میں اسلام کو ساتھ لے چلنے کی نیکی بظاہر اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ کا اسلامی ایجنڈا بھی آپ کے ملک کے ماپ کا ہو۔ آپ بھی قومی دھارے کے ساتھ ساتھ چلیں اور آپ کا ایجنڈا بھی۔ جہاں کشتی کو کوئی خطرہ پیش آیا وہیں کچھ 'بوجھ' ہلکا کر لیا۔ مگر 'رفتار' میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ کیونکہ یہاں چلنے کا اصل راز 'رفتار' ہی ہے۔ اور اس دوڑ میں پیچھے رہ جانا گویا سب کچھ ہار دینا ہے۔

یقین کیجیے قومی دھارا اور بڑے حجم کی خواہش، ہر ملک میں دینی قیادتوں سے یہی مشقت لے رہی ہے آپ کسی بھی قیادت سے پوچھ کر دیکھیے ملک میں اس کی مجبوریوں کی ایک طویل فہرست سننے کو ملے گی! اگر آپ انسانوں کو لوہے کا بنا ہوا نہیں سمجھتے تو آپ کو یہ سب کچھ سن کر واقعی اس کا نہ صرف عذر ماننا پڑے گا بلکہ اس کے حوصلے کی داد بھی دینی پڑے گی۔

نتیجہ کیا نکلا؟ قومی دھارے کا ساتھ دینا ہے تو اصول اور نظریات کا بوجھ ہلکا رکھنا ہے۔ نظریات رکھنے ہیں اور ان میں کسی قسم کی لچک یا مفاہمت کا خارج از امکان رکھنا ہے تو پھر قومی دھارے سے باہر رہنا ہے۔ گویا آپ کو ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔ اب جو قیادتیں قومی دھارے کا انتخاب کر چکی ہیں وہ ہمیں اپنی مجبوریوں اور مصلحتوں کی تفصیل نہ بھی بتائیں تو ہمیں یہ جاننا ہرگز مشکل نہیں کہ بیرون میں نظر آنے والی مجبوریاں اور مصلحتیں درون میں پائے جانے والے مصائب کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گی۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

کل وہ بھرنا ہے

محترمہ عامرہ احسان صاحبہ

دنیا زلزلوں کی زد میں ہے۔ موسمیاتی تبدیلیاں الگ پریشان کن ہیں۔ دنیا گلوبل ولیج بن گئی۔ سرحدیں بے معنی ہو کر رہ گئیں۔ خبریں، جسمانی اور اخلاقی بیماریاں، وبائیں، بد تہذیبیاں، چور بازاریاں سب ہی بڑی سرعت سے گلوب بھر میں پھیل جاتی ہیں۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزے رنگ پکڑتے پکڑتے آج گلوبل ولیج خربوزوں کا کھیت بن کر رہ گیا ہے!

پچھلے دنوں نہ صرف دنیا میں ۴ بڑے زلزلوں نے ہلامارا بلکہ خود پاکستان میں ایک تسلسل سے زلزلے آرہے ہیں۔ لینڈ سلائیڈنگ نے جگہ جگہ بڑے بڑے علاقے ملیا میٹ کیے ہیں۔ صرف مظفر آباد میں ۳۰ گاؤں اس کی زد میں آئے۔ زمین دھنسنے کا سلسلہ جاری ہے۔ بے وقت، بے موسم کی بارشیں زرعی زمینوں پر قہرِ الٰہی بن کر برس رہی ہیں۔ سندھ زیریں کے ۱۵ اضلاع (ٹھٹھہ بدین کے علاقے) طوفانی آندھی کی زد میں یوں آئے کہ ایکڑوں پر کھڑی گندم کی فصل برباد ہوگئی۔ کچے آم گر گئے۔ درخت اور کھمبے اکھڑ گئے۔ بجلی اور مواصلاتی نظام شدید متاثر ہوا۔ ادھر پنجاب اور پختونخواہ میں بھی بارشوں کی تباہی کچھ کم نہیں۔ قبائلی علاقہ جات آپریشنوں اور برستے بموں نے ہموار کر دیے۔

غضب الٰہی کے آثار دیکھنے کے لیے عبرت کی نگاہ ہم کھو چکے ہیں۔ جاہل گوروں کی طرح زلزلوں اور قہر کے بگولوں کی صرف سائنسی توجیہات پیش کر کے مطمئن ہو رہنا! اور سائنس کا رب! اس کا خالق جو مدبر الامر ہے۔ فعالٌ لما یرید اور علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے اس پر ہمارا ایمان کیا ہوا؟

میرے ایمان کو اب قصۂ ماضی سمجھو!
لگائی ہے لو جب سے امریکیوں سے
سنن کی جگہ سی این این دیکھتے ہیں!

حالانکہ حامل قرآن ہونے کے باوجود لبرل ازم کا بخار جو ہمیں چڑھا ہوا ہے یہ سارے اسی کے شاخسانے ہیں۔ زمین کے نیچے پلیٹیں خود نہیں سرکتیں۔ حکمِ کُن درکار ہوتا ہے جس کے بھلانے کی ہمہ نوع کوششیں جاری ہیں۔ لبرل ایجنڈے ملک کو جہالت گمراہی کے کن عمیق گڑھوں میں پھینکیں گے عقل حیران ہے۔ بیکن ہاؤس یونی ورسٹی کی طالبات نے اخلاقی گراوٹ، ناپاک بد تہذیبی کا جو ثبوت دیا ہے وہ صرف انگریزی زبان ہی میں لکھا جا سکتا ہے سوڈان اخبار میں رپورٹ (۱۴ اپریل) دیکھی جا سکتی ہے۔ اردو زبان اس کی متحمل بھی نہیں ہو سکتی۔ ہر بد تہذیبی ہر اک حیا سوز لچر چیز کو لبرل روشن خیال اور سوفٹ امیج کے نام پر گوارا کرنا؟ قراردادِ مقاصد والا آئین حکمرانوں سے کچھ نہیں کہتا پوچھتا؟

حفاظِ قرآن، داڑھی، پردہ، قرآن، ایمان، اسلام جہاد کو بلا مبالغہ خونخوار نظروں سے دیکھنے والے نت نئے قوانین... کھلے عام شفاف انصاف کی فراہمی سے دور بند دروازوں کے پیچھے سزائے موت صادر کیے جاتے ان گنت واقعات... جعلی پولیس مقابلوں اور عقوبت خانوں کی بھینٹ چڑھتی دین دار جوانیاں...دوسری جانب وہ نجی تعلیمی ادارے جہاں مبلغ علم فیشن ڈیزائننگ، فلم میکنگ، سکرپٹ رائٹنگ ہے۔ ہلہ گلہ موج میلا، ڈرگ کلچر کی شہرت عام ہے۔ نوجوان نسل کو بربادیوں کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے لیکن قانون حرکت میں نہیں آتا۔ ان طالبات نے اپنی حیا باختہ بیچ حرکات کے جواز کے لیے اوباما، ہیلری کلنٹن اور امریکی خاتون سینیٹر کی سند پیش کی ہے!

یہ ہے گلوبل ولیج کا اخلاقی سوائن فلو جس کے پھیلنے اور پھیلانے میں حکومت ہرگز مانع نہیں! پاکیزہ اہل ایمان جس طرح اعمال کی سند کے لیے حکم الٰہی، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحیح مسلم اور بخاری کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ عین اسی پیرائے میں ابلیس کے رسولوں پیغامبروں کے نام سند کے لیے پیش کرتے ہیں! ڈارون نے فرمایا، فرائڈ کا ارشاد گرامی ہے! سو یہ ہیں وہ لبرلزم کے پھوڑے جو پناہ بخدا پچھلی اقوام (عاد، ثمود، قومِ نوحؑ) کو بھی نکلے تھے۔ وہ بھی لبرل ہی تھے۔ غیب، اللہ، رسول کے منکر...دعوت دین دینے والے انبیاء کے درپے...جو بگولوں، سیلابوں، زلزلوں، طوفانی آندھیوں سے تباہ ہوئے۔ (اللھم اعاذنا من ذٰلك)

ہم اللہ بارے کیا گمان باندھے بیٹھے ہیں؟ فما ظنکم برب العالمین؟ جو جھنجھوڑے، ہوش میں لانے کو ان کے ایمان پر سوال اٹھائے اس پر فوراً تکفیری اور خوارج کا گرز برسا دیا جائے! نماز، قرآن، مساجد، مدارس، علما پر راستے تنگ کرنا کیا ایمان ہی کا تقاضا اور نتیجہ ہے؟ امریکہ اور ہمہ نوع کفر کی سہولت کاری بارے دورِ نبویؐ، دورِ خلفائے راشدین سے صرف تاریخ پڑھ کر دیکھ لیجیے... کسی مسلمان کے لیے انفرادی اجتماعی صورت میں ممکن ہے؟ عبداللہ بن ابی پر اللہ کا ٹوٹتا قہر (سردارِ منافقین) کس بنا پر تھا؟ باوجودیکہ وہ مسجد نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ فرائض پورے تھے۔ پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ۷۰ مرتبہ استغفار اس کے حق میں کارگر نہ تھی۔ یہ اعلان رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کی تربیت اور نفاق کے خلاف انتباہ کے لیے تھا... مگر ہم نے تو نصاب بدل ڈالے۔ قرآن کی ہوا بھی نوجوان نسل کو نہ لگنے دی۔ ترقی اور خوش حالی کا راز مخلوط تعلیم، رقص و سرود فیشن، فلم، کھیل کے میدان میں دوڑیں لگاتی نوجوان لڑکیاں باور کروا دیا۔

مغرب عورت کو کیا مقام دیتا ہے۔ اسے دیکھنے کو تازہ ترین خبر برطانوی شہزادی کیٹ کی ہے۔ بھارت دورے کے دوران انڈیا گیٹ پر پھول چڑھاتے ہوئے تیز ہوا سے اس کا لباس اڑ گیا۔ پوری دنیا کا میڈیا... سوشل ہو یا ان سوشل... سب کے لیے بریکنگ بم نیوز، اہم ترین خبر' سفید سکرٹ کے اڑ جانے کی تصویر تھی جو حاشیے اور دائرے لگا لگا کر تبرکاً پھیلائی گئی مبادا کوئی محروم ہی رہ جائے! یہ ہے عورت، وہ بھی تاجِ برطانیہ کی بہو بیٹی! ان کے خانوادے کی عزت! چرچ آف انگلینڈ کی سلطنت کے گھر کا وقار! اس پر بر اتک نہ مانا گیا!

سو یہی رول ماڈل ہے۔ بیکن ہاؤس یونی ورسٹی کی طالبات کا...اور یہی حشر نشر ہے مغرب کی بے وقعت، بے قدر و قیمت دل بہلاوا ہو کر رہ جانے والی عورت کا۔ لبرل طعنے دیتے ہیں مغرب میں عورت کھلی پھرتی ہے اسے کوئی گھور گھور کر نہیں دیکھتا۔ اتنے شائستہ مہذب ہیں کہ کوئی پروا بھی نہیں کرتا! تو پھر یہ شہزادی کیٹ کی حادثاتی کیٹ واک پر حواس کھو بیٹھنے والی لبرل دنیا؟

؎ دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ!

یہ بھی دیکھیے کہ ہمارے ہاں کی یہ لڑکیاں اسلام کی ہر رمق رگ و ریشے سے نکال پھینکنے کے درپے ہیں جب کہ سعودی عرب میں ۴ ماہ میں ۴۰۰ خواتین نے اسلام قبول کیا ہے! ملک میں اسلام کے محاسبے اور لبرلزم کے شائق ہونے میں حکومت، اپوزیشن، اعلیٰ مقتدر سول ملٹری حلقے سب یکساں ذمہ دار ہیں۔ گلوبل ولیج سے آمد و رفت ہمہ وقت جاری رہتی ہے۔ گورے جرنیل اس پاکستان کے درشن کو پے درپے آتے ہیں جس نے اپنی مغرب نواز پالیسیوں سے خود انہیں بھی حیران کر دیا۔ سیاست دان سارا وقت نانی کا گھر سمجھ کر برطانیہ، لندن میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے صحن میں سیاست سیاست کھیلتے ہیں۔

عمران خان، نواز شریف کے خلاف ریلیوں کی قیادت اور لگے ہاتھوں مسلمانوں سے اپنے برسر الیکشن یہودی برادرِ نسبتی کو ووٹ دلوانے وہاں موجود رہا۔ ہماری انٹرنیشنل سیاست میں لندن دبئی واشنگٹن مرکزی کردار کے حامل ہیں۔ کون کس کا احتساب کب کیسے کرے گا، ہم ان فیصلوں میں آزاد کب ہیں! مبنی بر انصاف فیصلے آ کیسے سکتے ہیں جب پرویز مشرف احتساب کی دھجیاں بکھیر کر ہنستا کھیلتا جہاز میں بیٹھ کر ساری عدالتوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتا منہ چڑاتا، اڑ گیا! عدالت کے بلاوے پر جسے چک پڑتی رہی! ہمارا تو سارا نظام ہی فاسد، کھوکھلا، چک زدہ ہے۔ پنجاب اینٹی کرپشن میں ۱۴۳۱ اسامیاں خالی اور ۶ ہزار انکوائریاں زیر التوا ہیں۔ سپریم کورٹ کے جج جسٹس ثاقب نثار نے ۵۴ سال پرانے مقدمے کا فیصلہ سنانے کا ذکر کیا!

؎ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک!

تاہم گورے کا انگوٹھا گردن پر آجائے تو حکومت ممتاز قادری کی طرح فوری (Instant) فیصلے کرواتی ہے! ہم تو صرف یہ یاد دلاتے رہتے ہیں کہ:

حضور آج جو کرنا ہے کل وہ بھرنا ہے
حضور آپ کو بھی ایک روز مرنا ہے!
اکیلے تنہا واپس گھر لوٹنا ہے...اس کی کچھ تیاری...؟

(یہ مضمون ایک معاصر روزنامے میں شائع ہو چکا ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: موجودہ عدالتی نظام اور انصاف کا حصول

اور پھر سب جانتے ہیں کہ پوری دنیا میں جیل عموماً مجرموں کی نرسریاں اور سکول بن چکی ہیں۔ حتیٰ کہ ان جیلوں کے اندر چرس، ہیروئن وغیرہ کا کاروبار عروج پر ہے۔ جس پر سابقہ چیف جسٹس افتخار چوہدری ایکشن بھی لے چکا ہے۔ تو کیا ایسے میں ملزم کے غیب ہونے کی دلیل دے کر جیل بھرنا اور اربوں روپیہ خرچ کرنا عقل مندی ہے؟!!

جب کہ ہم جانتے ہیں کہ بھاگنے والے پولیس کی تحویل سے بھی بھاگ جاتے ہیں اور کبھی تو عدالتیں خود بھی بھگا دیتی ہیں (ریمنڈ ڈیوس، جوئیل کاکس اور حالیہ زین قتل کیس)۔ اور پکڑے جاتے ہیں تو اکثر صرف کمزور اور معصوم لوگ!

اسلام میں شک کی بنیاد پر کسی کو سزا (قید یا تشدد) دینا حرام ہے۔ گواہ اور ثبوت لانا مدعی کا کام ہے۔ کیس ثابت ہونے پر ہی کسی کو سزا دی جاسکتی ہے۔ اس طرح بے گناہ لوگوں کی عزت محفوظ رہتی ہے اور عوام تھانے، کچہری سے خوف کی بجائے تحفظ محسوس کرتی ہے!

گواہوں کا المیہ:

موجودہ نظام میں سچے گواہ کو کسی قسم کا کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر جانی تحفظ حاصل ہو بھی جائے تو قانونی پیچیدگیوں کے سبب ایک اچھا وکیل باآسانی سچے گواہ کو جھوٹا ثابت کر سکتا ہے۔ اس سب کے ساتھ روز روز کے عدالتی چکر لگوا کر یہ یقینی بنایا جاتا ہے کہ آئندہ کوئی کسی کی سچی گواہی دینے کا بھی نہ سوچے....! جب کہ جھوٹے گواہوں کو عملاً کوئی سزا نہیں دی جاتی۔ لہٰذا ہمارے پیشے (وکالت) میں ایک کیس میں چار، پانچ جھوٹے گواہ بنانا عام سی بات ہے۔

اسلام سچے گواہ کو جان، مال اور عزت کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اور جھوٹے گواہوں کو باقاعدہ سزا دی جاتی ہے جس کی ایک مثال قذف (زنا کا جھوٹا الزام لگانے والے کو اسی کوڑے) ہے۔ سچے گواہ کو تحفظ حاصل ہونے کے سبب حق دار کو حق کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔ جب کہ کوئی بھی شخص جھوٹی گواہی دینے کی جرات نہیں کر سکتا جس کے سبب جھوٹا کیس بنانا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

یہ چند قوانین مثال کے لیے بیان کیے۔ جب کہ اسلام کا ایک مکمل عدالتی نظام ہے جو حقوق و فرائض، جزا و سزا اور ضابطہ کار کے قوانین کے ذریعہ سستا اور فوری انصاف کو یقینی بناتا ہے۔ اس سب کے باوجود ہم اس بوسیدہ نظام کو تبدیل کیوں نہیں کرنا چاہتے......؟!!

آج ہماری عدالتوں میں ۷۰ لاکھ سے زیادہ کیس زیر التوا ہیں۔ کیا موجودہ نظام کے ساتھ چلتے ہوئے یہ کیس ختم ہونا ممکن ہیں!؟

☆☆☆☆☆

لہو لہو حلب: لہو مانگتا ہے!

مصدر: 'شریعت یا شہادت' کی ویب سائٹ

الحمد للہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین محمد و علی آلہ و صحبہ و ذریتہ و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین و بعد

یہ تیرے عشق کے دعوے، یہ جذبۂ بیمار
یہ اپنی گرمی گفتار، پستی کردار
رواں زبانوں پہ اشعار، کھو گئی تلوار
حسین لفظوں کے انبار، اڑ گیا مضموں

اندلس/ہسپانیہ کے چھننے، تاتاریوں کے حملے، خلافتِ اسلامیہ کے خاتمے، القدس کے پنجۂ یہود میں ہونے، بوسنیا و شیشان میں اہل ایمان پر ڈھائے جانے والے ستم، کشمیر اور گجرات میں ہندوستانی فوج کے مظالم، برما و وزیرستان میں اہلِ اسلام کے خون بہنے سے لے کر آج سرزمینِ انبیاء علیہم السلام شام میں اس کے قلب، حلب تک کی کہانی ایک ہی ہے۔

ہم امتِ مسلمہ کا حصہ ہیں۔ ہمارے حلب کا درد ہمارے دِلوں میں ہے۔ حلب سے آنے والی ایک ایک تصویر ہمارے رونگٹے کھڑے کر دینے کا سبب ہے۔ حلب کے ہر بچے، ہر ماں، ہر بہن، ہر بوڑھے باپ کی زبانِ حال سے یہ صدا ہم تک مسلسل پہنچ رہی ہے:

وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيراً

"اور (اے مسلمانو!) تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اور اُن بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ 'اے ہمارے پروردگار! ہمیں اِس بستی سے نکال لائیے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کر دیجیے، اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجیے'۔" (سورۃ النساء: ۷۵)

یہی ایک سوال ہے! اور اسی کی ذیل میں چند سوالات۔ ہمارے پاس کیا جواز ہے کہ ہم نہیں لڑتے؟ آخر کیوں ہم جہاد بمعنیٰ قتال فی سبیل کے تصور سے جان چھڑانے کے درپے ہیں؟ ہم غزہ تا کابل اور کشمیر تا برما، برپا ہونے والے مظالم پر، فیس بک اسٹیٹس اپڈیٹ کرنے، ادبی فن پارے لکھنے، شعر و سخنوری سے جذبات کا اظہار کرنے، اپنے ملک اور اپنے شہر کی کسی شاہراہ پر پتلے جلانے، دشمن کے جھنڈے پامال کرنے، مظاہرے کرنے، مذمتی بیانات داغنے، قرار دادیں پاس کرنے اور اقوام متحدہ کے دروازے کھٹکھٹانے میں ہی آخر کیوں لگے ہیں؟

نبیُ ملاحم یعنی جنگوں والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کس راہ پر پڑ گئی ہے؟

ہمارے نام نہاد معروف اہلِ دانش اور بعض اہلِ علم، ہماری مسلمان ملت کے پاسبان و راہنما انفروا خفافاً وّ ثقالاً (نکلو اللہ کی راہ میں خواہ ہلکے ہو یا بوجھل) کے قرآنی فرمان کو میدانِ بدر کے بجائے کسی بدر چوک پر مظاہرے کی شکل کیوں دے رہے ہیں؟

فتنوں کے زمانے میں کتمانِ حق یعنی حق کو چھپانا تو جرم ہے ہی۔ کسی غیرِ حق کو حق کہنا جرمِ عظیم نہیں کیا؟

وما لکم.... تمہارے پاس کیا جواز ہے؟

وما لکم.... تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

فیس بک پر اسٹیٹس لکھیے، تحریریں لکھئے، شعر کہیے، مظاہرے کیجیے، سب کچھ کیجیے، لیکن حکمِ قرآنی کو بھی نہ بھولیے!

ایک لمحے کو ٹھہریے، سوچئے، جائزہ لیجیے، اپنا احتساب کیجیے، اس دن سے پہلے کہ جب حساب کیا جائے گا!

آپ عالم ہیں یا عابد، آپ ادیب ہیں یا شاعر، آپ وکیل ہیں یا صحافی، آپ امیر ہیں یا غریب، الغرض آپ ہلکے ہیں یا بوجھل اپنے گریبان میں جھانکیے اور اس آواز کو سنیے:

"لہو لہو حلب: لہو مانگتا ہے۔ ہمارا، آپ کا، سب کا۔ حلب کو قلم کی سرخ روشنائی، فیس بک کی سرخ پروفائل پکچر، مظاہرے میں سرخ بینر، کسی وعظ و تقریر میں سرخ کر دینی والی سخن گوئی نہیں، دِل و جگر کا سرخ مایہ، گرم گرم سرخ لہو چاہیے!"

جان لیجیے، سورۃ النساء کی اولاً مذکور آیت سے اگلی آیت حل بتا رہی ہے:

الَّذِينَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً

"جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں۔ لہٰذا (اے مسلمانو!) تم شیطان کے دوستوں سے لڑو۔ (یاد رکھو کہ) شیطان کی چالیں درحقیقت کمزور ہیں۔" (سورۃ النساء: ۷۶)

وما علینا الّا البلاغ المبین۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ ربّ العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد۔

☆☆☆☆☆

حلب جل رہا ہے

اسد یوسف زئی

شام کا سب سے بڑا شہر 'حلب' ہے.... یہ شہر عالمِ اسلام کیلیے بہت اہمیت کا حامل ہے.... کئی مسلم سلاطین جیسا کہ سلطان عماد الدین زنگی اور انکے فرزند سلطان نور الدین زنگی کے حکمرانی میں دار الخلافہ رہا.... عالمِ اسلام کے لیے آج تک یہ شہر اہم ترین مرکزی شہروں میں سے ایک ہے.... یہ شہر علوم و فنون، تجارت و سیاست کی اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے.... یہ وہ شہر ہے کہ جس نے شیرِ اسلام سلطان عماد الدین زنگی کو باطل کیخلاف کمربستہ ہوتے دیکھا، یہ وہ شہر ہے جس نے محافظِ حرمین سلطان نور الدین زنگی کو صدائے تکبیر بلند کرتے دشمنوں کی صفوں میں ماتم بچھاتے دیکھا، تاریخ دیکھیں تو یہ وہ شہر ہے کہ جس نے سلطان صلاح الدین ایوبی کو نور الدین زنگی کی فوج میں کماندار دیکھا اور پھر ایک سلطان کی شکل میں بھی دیکھا.... تاریخ جانتی ہے اس شہر کو کہ اس نے سلطان رکن الدین بیبرس کے ہاتھوں تاتاریوں کو شکست کھاتے اور بھاگتے ہوئے دیکھا ہے... اس شہر نے دُکھ بھی دیکھے اور خوشیاں بھی، حلب نے اپنے باشندوں کو جشن مناتے دیکھا اور آنسو بہاتے دیکھا، جنگیں بھی دیکھیں اور امن کا زمانہ بھی.... تاریخ کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے آج بھی یہ شہر شام کا تجارتی مرکز تھا، تب تک جب تک بشار قصائی اور روسی افواج نے اس شہر کی اینٹ سے اینٹ نہ بجا دی.... آج ہسپتالوں، کلینکوں، سکولوں، کالجوں، بازاروں اور مسجدوں میں اپنے باشندوں کو، اپنے ننھے ننھے بچوں کو، اپنی انتظار کرتی ماؤں کو، اپنے کسبِ حلال کمانے والے مردوں کو خون میں نہایا ہوا دیکھ کے حلب آج خود رو رہا ہے....

آج حلب صدائیں لگا رہا ہے، آوازیں دے رہا ہے عماد الدین زنگی کو، نور الدین زنگی کو، سلطان صلاح الدین ایوبی کو، ملک شاہ سلجوقی کو، خیر الدین باربروسہ کو اور یوسف بن تاشفین کو، مگر یہ کیا جانے کہ وہ دور تھا جب اس امت کے فرزند جاگ رہے تھے، جب غیرتِ ایمانی بیدار تھی، جب اس امت کے جوانوں کو پلٹ کر جھپٹنا اور جھپٹ کر پلٹنا آتا تھا... جب یہ غیور گھر کی چوکھٹ کے بجائے تلواروں کے سائے میں جینا پسند کرتے تھے...

مگر صد ہائے افسوس! آج غیرت ایمانی ایسی سو رہی ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کا خون دیکھ کر بھی جاگ نہیں رہی.... آج مسلم امہ کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جا رہا ہے مگر ہم مصروف ہیں رنگ و سرور کی محفلوں میں.... یہود و ہنود مسلم کا خون پی رہے ہیں اور یہاں غفلت کی شراب کے جام بھرے جا رہے ہیں۔

کئی دوستوں کو دیکھ رہا ہوں جو لبرلز کو چپ رہنے پر کوس رہے ہیں، مگر یہ نہیں سوچ رہے کہ لبرلز کا تو کام ہی یہی ہے، اصل مدعا یہ ہے کہ ہم نے کیا کیا، ہم لبرلز کو بعد میں کوسیں گے مگر پہلے اپنے گریبان میں کیوں نہ جھانک لیں؟

آج امتِ مسلمہ کا انگ انگ لہولہان، مظلوم امت دھاڑیں مار رہی مگر کیا خوب کہا کسی نے 'جس پہ بیتے، وہی جانے'۔ جس امت کو ایک وجود کہا گیا آج اسی کو دوسرے بھائیوں کی خبر تک نہیں امید ہے کہ یہ امت کسی دن جاگے گی، مگر ڈر ہے کہیں دیر نہ ہو جائے.... کیونکہ جو قوم کرکٹ کو جہاد سمجھنے لگے، شراب و کباب اور ناچ و موسیقی جس قوم کا شیوہ بن جائے.... اللہ سے بڑھ کر نجومیوں پہ یقین ہو تو اس قوم کا مقدر صرف تباہی اور بربادی ہوتا ہے... دعا ہے اللہ اس امت کو جگا کر اس امت کو حلب جیسی تباہی سے مزید بچائے اور حلب پہ مزید رحم فرمائے.... اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

☆☆☆☆☆

"اے امت مسلمہ! تمہیں اپنے دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد جاری رکھنے کے لیے اپنے مجاہد بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اپنے دشمنوں کو عراق و افغانستان اور باقی تمام محاذوں (جو کہ صہیونی طاقتوں نے تمہارے خلاف تمہارے علاقوں فلسطین، وزیرستان، اسلامی مغرب اور صومالیہ میں کھول رکھے ہیں) پر اُلجھائے رکھنے کے لیے تم پر واجب ہے کہ تم اپنے مال اور جان سے مجاہدین کی مدد کرو۔ یہ اللہ رب العزت کی خاص عنایت ہے کہ مجھے خود جہاد میں شرکت کا تجربہ ہے اسی لیے میں اس کے مالی معاملات سے واقف ہوں۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اللہ رب العزت توفیق دیں کہ وہ اپنے دین کی اس فتح میں حصہ دار بنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا دفاع کر سکے۔ آج مجاہدین کی مشکلات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی مشکلات سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ جب ایک موقع پر آزمائش کی گھڑیوں میں سیدنا عثمانؓ بن عفان نے مجاہدین کے سارے لشکر کے ساز و سامان کا اہتمام کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "آج کے بعد عثمانؓ سے جو بھی (خلافِ اولیٰ) کام ہو جائیں تو اس سے ان کا کوئی نقصان نہ ہوگا"۔

پس میری عزیز امت! کون ہے جو آج سیدنا عثمانؓ کے جذبے کی طرح اس مشکل وقت میں آگے آئے گا؟ مجھے معلوم ہے کہ کسی بھی قسم کا کوئی لالچ، مسلمان تاجروں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہیں روک سکتا۔ بلکہ امریکہ اور علاقے میں موجود اس کے ایجنٹوں کا خوف انہیں اس کام سے روکے ہوئے ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ کوئی بہانہ نہیں اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "یا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو"۔ (التوبۃ: ۱۳)

محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

حلب کی لرزاں ترساں حالت...سوشل میڈیا کی زبانی!

بشار قصائی، ملحد روس اور رافضی ایران کی جانب سے اہل شام پر دھائے جانے والے المناک مظالم اور خصوصاً شہرِ حلب پر کی گئی بم باری کے بعد سوشل میڈیا پر اہلِ درد اصحابِ قلم نے اپنے اپنے انداز سے امت کی بیداری اور سرزمین شام کے مظلومین پر توڑے جانے والے مظالم کی دہائیاں دیں...ان میں سے چند سطور قارئین کی نذر ہیں (ادارہ)

عابی مکھنوی نے نظم کہی:

خُدایا سُن لے میں تیری خاطر!!

لہو کے چھینٹوں سے باوضو ہوں

نہتا تنہا!!

نہ ساز و ساماں!!

مگر میں دُشمن کے رُوبرُو ہوں

یہی ہے کافی کہ سُرخرُو ہوں

میں جاں بہ لب ہوں

ہاں میں حلب ہوں!!

ہاں میں حلب ہوں!!

عابی مکھنوی نے مزید لکھا:

شام دل و دماغ میں رچ بس سا گیا ہے لیکن اس موضوع پر الفاظ روٹھ سے گئے ہیں!! یہ گھاؤ لفظوں سے بھرنے والا جو نہیں!! شامی چار دہائیوں کی نیند کا کفارہ ادا کر رہے ہیں!! ہر سونے والے پر یہ وقت آنا ہے! رب نے اس کائنات کو "بیداری" کے اُصول پر قائم کیا ہے!! مُٹھی بھر یہودی بھی بیدار رہیں گے تو راج کریں گے!! اور ڈیڑھ ارب مسلمان غفلت کی نیند میں ڈوبیں گے تو گاجر مولی کی طرح کٹیں گے! یہ قانونِ فطرت ہے! عرب کی آنکھوں پر حملہ ہوا ہے!! اب یہ آنکھیں زخمی آنکھیں ہیں! اب اِن آنکھوں نے سونا نہیں! مجھے ترس آرہا ہے حملہ آوروں پر!! اسکرین شاٹ لے لو اِس جُملے کا!! شاید مستقبل قریب میں کام آئے!!

عابی مکھنوی نے ایک اور جگہ لکھا:

ایک خبر: تاریخ کی سب سے بڑی چھتری خانہ کعبہ کے مطاف پر لگانے کے لیے حرم شریف پہنچادی گئی!

ایک تبصرہ: دھوپ حلب میں ہے سایہ بیت اللہ پر!!

نوفل ربانی نے لکھا:

استعمار طے کر چکا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو درد دینا ہے! افغانستان، کشمیر، شام، عراق، چیچنیا، فلسطین، آزاد قبائل، برما زخمی ہیں، بدنِ امت چھلنی ہے، معصوم پھول نما رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے غنچوں کو بن کھلے ہی مسلا جارہا ہے۔ قابل احترام ضعیف بوڑھی ہڈیوں کو کیمیائی بموں سے پگھلایا جارہا ہے۔ روشن حال و مستقبل کی جوان امیدوں کو ہوا میں بارود سے بکھیرا جارہا ہے! کہو کس کے پاتھ پہ تلاش کروں؟

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی دردناک شہادت کٹی لاش کو دیکھ کر فرمایا تھا لوگوں پہ رونے کے لیے مدینہ پورا ہے پر حمزہ پہ رونے والا کوئی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روئے جوش میں آئے بدلہ کی بات کی ایک کے بدلے ۷۰ مارنے کی بات کی، اللہ تعالیٰ نے متوجہ کیا کہ پیارے آپ عدل وانصاف سے تجاوز نہیں کر سکتے!

اگر اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شام کو عرضِ اعمال کے موقع پر کسی نہ کسی اسلامی شہر پر ہونے والی بم باری کی اطلاع دی جاتی ہوگی تو کتنا درد ہوتا ہوگا؟ "حلب" جلتا رہا، بچے فیتا فیتا ہوئے! آقا صلی اللہ علیہ وسلم تڑپ ہی تو گئے ہوں گے! لیکن اس بوڑھے کی ویڈیو میں وہ الفاظ کہ "ہم کسی کے آگے نہیں جھکیں گے"...توحید کا وہ سبق جو فاران کی چوٹی سے پڑھایا گیا تھا ...وہ بوڑھا کہتا ہے ایدینا لغیر اللہ لا ترفع ہمارے ہاتھ اللہ کے علاوہ کسی کے آگے نہیں اٹھیں گے! فرشتوں نے تو رشک کیا ہی ہوگا! لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر بھی خوشگوار اثر ہوا ہوگا۔ کہ امت توحید پر قائم ہے! امت کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح قائم ہے جس طرح وہ چھوڑ کر گئے تھے! قائدنا لابد سیدنا محمد

آج حلب کو رونے والا کوئی نہیں۔ برسلز سپین پر رونے کے لیے موم بتی والی آنٹیاں، کلمہ پڑھنے والے این جی او کے کارندے، اسلام پر شرمندہ لبرلز، مولوی مخالف ادیب، قلم کار، کالمسٹ سب تھے... لیکن حلب اکیلا ہے! برسلز کے گل خان کی نوکری کا غم کھانے والے حلب کے محمد اور عائشہ کی موت پر چپ ہیں! خیر نوفل روئے گا!!! میرے حقیر آنسو، بے غیرتی کے آنسو، جہاد سے روگرداں آنسو، شرمندہ شرمندہ گالوں سے لڑھک کر گود میں گم ہو رہے، کپکپاتے ہونٹ لرزتے ہاتھ اٹھے ہوئے الفاظ گم معانی ناپید بول ندام انگ انگ احساس جرم سے لرزاں آنکھیں بند نظر اٹھانے کے قابل نہیں! درود پڑھنے کی کوشش کررہا لیکن ڈر لگا ہوا کہ آقا نے کہہ دیا کہ آرام دہ مصلے پر پنکھے کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور حلب کو اڑادیا گیا!

ہاں میں شرمندہ ہوں! جب تلوار چھوڑ کر تسبیح کو نجات دہندہ سمجھ لیا جائے تو آنکھوں سے آنسو ہی نکلتے ہیں جو مداہنت کی دبیز چادر اڑھا دیتے ہیں! میں نے تلوار کے وقت تسبیح پکڑ لی، میدان کی جگہ مصلے پر آگیا، محاذ کی بجائے خانقاہ کو چلا...جب ایسا ہو تو پھر حلب جلے گا اور ایک دن تیرا اسلام آباد' خاکم بدہن جلے گا!

ہاں تسبیح کے وقت تسبیح، تلوار کے وقت تلوار، میدان کے وقت میدان، اور مسجد کے وقت مسجد، تو پھر نہ حلب جلے گا نہ ہی غزہ میں ہائے ہائے ہوگی! جسم تو درد سے معمور تھا ہی لیکن بدبخت متجددین اس وقت بجائے امت کے زخمی وجود پر انسانی ہمدردی کے ناطے مرہم رکھتے لیکن وہ امت پر فکری حملے کرکے زخموں پر نمک چھڑک رہے! روح اسلام پر کچوکے لگا

رہے! غامدی عمار ڈار صفوان سبھی ہی تو ہاتھوں میں نمک مرچ لے کر پھر رہے اور ''نوکری'' پکی کر رہے! جسم ان کے آقاؤں نے زخمی کیے، روح پر یہ حملہ آور ہیں! لیکن

ایدینا لغیر اللہ لا ترفع

فیض اللہ خان لکھتے ہیں:

تم کیوں ہمیں جگانے آجاتے ہو؟ ہم مردہ ابدان کو، کہ جن کے جسم سے روح کب کی پرواز کر چکی ہے... ہم کہ برف کی سلوں کی طرح بے حس اور ٹھنڈے ہو چکے ہیں، تمہارا شور ہمیں سنائی نہیں پڑتا... ہمیں مگن رہنے دو اپنے احوال میں... مستیوں میں، خوش گمانیوں میں اور غلط فہمیوں میں... تمہاری آوازیں ہمارے مردہ ضمیروں کو جگانے کی ناکام سعی کرتی ہیں...

راز کی بات سنو گے؟ یہ آوازیں ہم تک پہنچتی ہیں بغیر کسی رکاوٹ کے... لیکن ہم جانتے ہوئے انجان بن جاتے ہیں ایک نامعلوم خوف ہمیں گھیرے رکھتا ہے... تمہیں کیا خبر کہ موت کا، قید اور معاش کا خوف کیسا ہوتا ہے؟ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم ہر ایسے معاملے بے نیاز ہو چلے ہو... لیکن ہمیں زندگی پیاری ہے... اور دنیا... ہاں دنیا کی وہی محبت جو اپنی پوری قوت کے ساتھ اجسام سے روح نکال کر دنیا بھر دیتی ہے...

کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھنا کہ ہم بہت خوبصورت دنیا میں مگن ہیں... ہماری دنیا تو غربت، جھوٹ، مکر اور بے ایمانی سے عبارت ہے جہاں کہیں بدامنی ہے کہیں بیماری ہے... کہیں غربت کہیں لیڈروں کے دھوکے ہیں کہیں کرپشن ہے... کہیں فرقے ہیں کہیں شخصیت پرستی ہے کہیں ظالمانہ جمہوریت ہے... لیکن، لیکن ان سب کے باوجود ہمیں یہ ''دنیا'' عزیز نہیں بلکہ عزیز تر ہے... مت کہو ہمیں اسے چھوڑنے کو... اپنے حق میں نکلنے کو... ہماری مجبوری سمجھو! ... چلو ہم اپنی جگہ تمہیں رکھ کر نہیں سوچ سکتے تو تم ہی ایسا کر لو؟ ہماری مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کرو... اے مظلومو... اے بے کسو... اے کہ درد کی گٹھری کو ساتھ لیے پھرنے والو ... تم جانتے ہو کہ میں نظریں چراتا ہوں... تمہیں بھلانے کی شعوری کوشش کرتا ہوں ... تمہارے سسکتے بلکتے، لہو میں تر اور گرد و غبار سے لتھڑے کلیوں جیسے معصوم چہرے اس وقت میرے سامنے پوری آب و تاب سے آن کھڑے ہوتے ہیں جب میں اپنے بچوں میں مشغول ہوتا ہوں... انہیں آرام پہنچاتا ہوں... یخ بستہ کمرے میں آرام دہ بستر پہ ان پہ گرم کمبل ڈالتا ہوں... تم نے کس جرم کی سزا پائی؟ کچھ جانتے ہو؟ کچھ معلوم ہے؟ خبر رکھتے ہو؟ آہ! کہ تم امت مرحومہ کے جسد خاکی سے جڑے ہوئے ہو... وہ امت جو تمہیں بھلا چکی! مگر چند غرباء کے سوا... جو تم پہ مر مٹے، لٹ گئے مٹی کا پیراہن ہمیشہ کے لیے اوڑھ چکے... آسمان سے گرنے والا بارود جن کا مقدر ٹھہرا... لیکن وہ ڈٹے رہے... اگلی صفوں کھڑے رہے...

لیکن اے اہل شام! ہمیں تو کہنے دو کہ تمہیں کیا پتہ کہ عالمی نزاکتیں کس بلا کا نام ہے؟ بین الاقوامی اصول، تعلقات اور ربط و ضبط کسے کہتے ہیں؟

''معافی! اے اہل شام معافی!''

زبیر منصوری نے لکھا:

ڈیجیٹل میڈیا والو! خدا کے لیے معاف کر دو تم کیوں چاہتے ہو کہ ہماری آنکھیں بھیگی ہی رہیں؟ ہم نے کیا بگاڑا ہے تمہارا؟ کیوں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شامی پھول بچوں کی ایسی ایسی تصویریں شئیر کرتے ہو کہ دل پھٹنے لگتا ہے! میں تیزی سے اسکرول کر کے ان پر سے گزرنا چاہتا ہوں مگر وہ معصوم شامی بیٹی مجھ سے چمٹ جاتی ہے! میں آنسوؤں سے دھندلی آنکھوں کے ساتھ کسی طرح اسے دل اور ذہن سے اتارتا ہوں تو میری بہن کی خاک و خون میں ڈوبی تصویر مجھے رلانے کے لیے آن وارد ہوتی ہے!

خدا کے لیے! خدا کے لیے! بس کر دو! تم مجھے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کرنے کا الزام دے لو! تم مجھے بے حس کہہ لو! اور تم دانش ورو! تم مجھے سطحی جذباتیت کا مارا کہہ لو مگر بس کر دو! اب مجھ سے نہیں دیکھا جاتا! میں کیا کر سکتا ہوں! آہ! میں کیا کر سکتا ہوں! اے اللہ ترے محبوب کی امت کے غم میں بھیگی پلکوں کو ہی قبول کر لینا!

ایک اور جگہ زبیر منصوری لکھتے ہیں:

آہ میرا شام... نوحے لکھ لکھ کر انگلیاں شل ہو گئیں

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے زخم بھرنے کا نام ہی نہیں لیتے

ابھی غزہ کی بہنوں کو پرسہ دے کر قلم رکتا نہیں تو کوئی ڈمہ ڈولا خون کے آنسو رلا ڈالتا ہے کہیں امت کے امیج پر لگنے والے چرکوں پر بوجھل دل کو سنبھالتا ہوں تو کراچی سے پنڈدادن خان تک نوجوانوں کو ٹریپ کرتی یو ایس ایڈ کی آکاس بیل کا خدشہ نیند اڑا دیتا ہے

؎ کب میں نے کہا تھا کہ مجھے حساس بنا دے

اے میرے خدا مجھے کچھ اور سزا دے

اور اب حلب میں بچوں کی چیخیں اور اللہ کو پکارتے بے بس امتی جنہیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے آہ آج حلب کے معصوم شیر خواروں کو دودھ بھی نہ مل سکا ہو گا! کتنے سر چادروں سے محروم ہو گئے ہوں گے اور کتنے مریض دواؤں سے! آج حلب کے کتوں اور گدھوں کی دعوت شیراز ہے اور مجھ جیسے کتنے بے بس اپنے بستروں میں بے سکون، بے چین، اداس، دکھی، افسردہ، آبدیدہ، شرمندہ.... آہ!!!

یا الٰہ! کتنے پہر رہ گئی ہے رات

ڈاکٹر رضوان اسد لکھتے ہیں

امت کے دو رُخ: رقص ابلیس کے دو انداز

ایک خبر کل بم کی طرح پھٹی تھی کہ حلب میں بچوں کا آخری سپیشلسٹ بھی دیگر مسیحاؤں اور فرشتوں سمیت دار اذیت سے دار عافیت کی طرف کوچ کر گیا۔ تب سے زندگی بے معنی سی لگ رہی ہے۔ یہی سوچے جا رہا ہوں کہ کل کو پوچھ لیا گیا تو کیا جواب ہو گا میرے پاس؟ مجھے تو ارتقا کے نظریے پہ یقین آتا جا رہا ہے۔ شاید واقعی ہم درندے تھے اور پھر انسان بن

گئے اور اب آہستہ آہستہ انسانیت بھی ختم ہوتی جا رہی ہے۔ شاید ہم کسی اور مخلوق میں تبدیل ہوتے جا رہے ہیں!!! ہسپتالوں اور بچوں کو ٹارگٹ کر کے مارنے والا کوئی انسان تو نہیں ہو سکتا، درندہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی اور ہی مخلوق ہے!!!

ہماری امت کے چشم وچراغ شام میں بے دردی سے مر رہے ہیں اور ہماری ہی امت کے چشم وچراغ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آج یہ جان کے طبیعت مزید مکدر ہو گئی ہے۔ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس بات کو کیسے شیئر کروں۔ کروں بھی یا نہیں۔ لیکن اس کے الفاظ مسلسل میرے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہے ہیں اور لگتا ہے کہ دماغ پھٹ جائے گا۔

میرا دوست ایلیٹ کلاس کے ایک ہیئر ڈریسر کے پاس بیٹھا اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔ قریب ہی کچھ نوعمر لڑکے اپنی باتوں میں مشغول تھے:

''یار تیری تو موج ہو گئی۔ 'س' نے تجھے اپنے گروپ میں شامل کر لیا۔ یار کسی طرح مجھے بھی رکھوا دے۔''

''یار چار لڑکیوں اور چار لڑکوں کا گروپ پورا ہو گیا ہے۔ توفی الحال 'ز' کا گروپ انجوائے کر۔''

''تم لوگ ملتے کہاں ہو؟''

''...کلب میں''

''واؤ۔ 'فن' کہاں ہوتا ہے؟''

''اگزیکٹو روم میں۔ 'گروپ فن'۔!!!!!!''

''رئیلی؟ اچھا تجھے پتہ ہے، ہمارے گروپ میں 'ف' بھی ہے''۔

''بکواس نہ کر۔ وہ تو ہاتھ بھی نہیں ملاتی تھی''۔

''ہاں لیکن 'ش' نے اسے ایک بار پارٹی میں 'پلا دی' اور پھر چار پانچ دن کی محنت تھی بس''۔

''تجھے تو پتہ ہے تین چار ماہ بعد ٹیسٹ چینج کرنا پڑ جاتا ہے۔ تب ہم گروپ ایکسچینج کر لیں گے۔ تو بھی 'س' کا شوق پورا کر لینا''۔

''یس۔ گریٹ آئیڈیا''۔

اور میرا دوست جو میگزین پڑھنے کی ایکٹنگ کر رہا تھا، وہ اس کے آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔ وہ بھی دو بیٹیوں کا باپ ہے۔ آپ میں سے جن جن کی بھی بیٹیاں ہیں، مجھ بیٹیوں والے کی ان سے دردمندانہ اپیل ہے کہ خدا کے لیے اپنے بچوں کو ایلیٹ سکولز اور اکیڈمیز سے اٹھا لیں۔ آپ نہیں جانتے ''اعلیٰ تعلیم'' کے نام پہ وہاں انہیں کیا کیا دیا جا رہا ہے۔ اور خدارا آپ کے بچے موبائل، ٹیب، لیپ ٹاپ، ٹی وی وغیرہ پہ جو کچھ دیکھتے ہیں، اس پہ نظر رکھیں۔ یقین کریں میری بیگم نے 'جو گائناکالوجسٹ ہے' روتی ہوئی مائیں دیکھی ہیں جو اپنی بچیوں کے اسقاط حمل کے لیے آتی ہیں!!! جاگ جائیے، اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے!!!

اس کے ساتھ ہی حکومت کے مقتدر حلقوں سے وابستہ لوگوں سے اپیل ہے کہ صرف اور صرف انسانی ہمدردی کے ناطے شام میں ڈاکٹرز اور طبّی امداد بھجوانے کا بندوبست کریں۔ ہم آپ کو ''الجھن'' میں ڈال کر چھپ کر وہاں نہیں جانا چاہتے۔ ہم لڑنے کے لیے بھی نہیں جانا چاہتے۔ ہم ڈاکٹرز کا کسی جہادی تنظیم سے کوئی تعلق یا رابطہ بھی نہیں (ہوتا تو ابھی تک آزاد نہ پھر رہے ہوتے!!) ہم سے بے بسی سے امت کے پھولوں کو مسلے جاتے ہوئے دیکھا نہیں جاتا۔ خدارا! کچھ کریں۔ اگر کچھ حکومتیں وہاں زخم دینے والوں کو بھجوا سکتی ہیں تو آپ مرہم رکھنے والوں کو کیوں نہیں بھجوا سکتے؟!!!

اسرار احمد خان لکھتے ہیں:

ایک بندہ شام پر روتا ہوا آیا، میں نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا: ''وزیرستان میں ہم نے کم مارے ہیں اور لاکھوں آج تک تک بے گھر پڑے ہیں''۔

اس کو کچھ حوصلہ ہوا اور رونا چھوڑ کر مجھے غدار خارجی کہہ کر گالیاں دینے لگا!

نوٹ کر لیں! بشار الاسد بھی دہشت گردی کے خلاف ''ضرب عضب'' ہی لڑ رہا ہے! لہٰذا ''شکریہ بشار شریف'' کریں!!!

مہتاب عزیز لکھتے ہیں:

آج میرا حلب لہو لہو ہے، ہر جانب آگ و بارود سے قیامت برپا ہے، گھروں، ہسپتالوں، اسکولوں، بازاروں، پارکوں حتیٰ کہ زخمیوں کو لے کر دوڑتی بھاگتی ایمبولینسوں کو بھی آگ و خون میں نہلا دیا گیا ہے۔ آنکھیں نم، زبان خاموش اور دل دکھ سے پھٹا جا رہا ہے۔ دو دن ہو گئے کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن الفاظ ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ میرے بچوں کے لاشے، میری بہنوں کی بے توقیری، میرے بزرگوں اور بھائیوں کی بے بسی، سمجھ نہیں آ رہا کس پر لکھوں؟! ہر تصویر جگر شق کرنے والی ہے۔ حلب سے آنے والی ہر ویڈیو لہو رلانے والی ہے۔ آج حلب لہو لہو ہے، تو کل سربرینکا اور گجرات آگ اور خون میں لتھڑے تھے۔ قندھار اور غزنی سے فلوجہ اور تکریت تک، قاہرہ سے بن غازی تک اور وزیرستان سے حلب تک ایک ہی داستان ہے۔ فضائی بمباری بچوں کے لاشے، آہیں اور سسکیاں سب ایک سی ہیں، خون کا رنگ بھی وہی ہے آنسوؤں کا ذائقہ بھی وہی! ہاں یہ سب ظلم انسانیت کے نام پر ہو رہا ہے۔ امن کے نام پر یہ تمام وحشت برپا کی جا رہی ہے۔ لہو اتنا ارزاں ہو چکا ہے کہ اب یہ خبر تک نہیں بنتا۔ لیکن آخر کب تک اب حد ہو چکی ہے! خدائے قہار اور جبار کا قہر جلد نازل ہو گا۔ پھر کوئی نہیں بچے گا۔ ظالموں اور ان کے حواریوں کو کہیں پناہ نہیں ملے گی، ان شاءاللہ!

شاہد احمد شیخ نے لکھا:

شام کے شہر حلب میں شدید بمباری ہو رہی ہے میرا خیال ہے اب اس خبر کا سب کو معلوم ہو گیا ہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے اس خبر کو شائع کیا ہے یا اشتراک کیا ہے۔ ٹھیک ہے خبر تو سب کو پتہ چل گئی مگر کیا صرف خبر پہنچانا ہی مقصد تھا؟ یقیناً نہیں! مقصد کچھ کرنے کا تھا اور صرف خبر پہنچانا مقصد نہیں تھا! تو پھر مقصد حاصل کرنے کے لیے

علمائے کرام، اکابرین اور اہل رائے سے جہاد کے فروغ اور فرائض کی ادائیگی کے بارے میں تبادلہ خیال کرنا چاہیے اور پاکستان کی زمین سے جہاد کا اعلان کرنا چاہیے!

علامہ ارشد حسن ثاقب لکھتے ہیں:

حلب کو کھنڈر بنایا جارہا ہے۔اقوام عالم سمیت پوری امت مسلمہ خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے۔ کیونکہ نام نہاد مسلم اقوام نے uno کے چارٹر پر دستخط کر کے یہ اقرار کیا ہے کہ ہم صرف اپنے ملک کی جغرافیائی حدود تک محدود رہیں گے اور اپنی سرحد سے باہر دنیا کے کسی مسلمان کے لیے نہ آواز اٹھائیں گے نہ قلم نہ علم اور نہ ہی بندوق!! ہم امت سے قوم بن چکے ہیں!

تصور سمیع نے لکھا:

بڑے میاں! ذرا عدسہ تو پکڑائیو!! میں ذرا موم بتی مافیا کا احتجاج ڈھونڈ لوں پیرس دھماکوں پر انہوں نے انسانیت سوزی کا بڑا شور وغوغا کیا تھا، طنز وطعن کے نشتر برسائے تھے، ہمیں بے حس اور انسانیت دشمن قرار دیا تھا کہ ہم احتجاج نہیں کرتے! اب سنا ہے ملک شام پر قیامت ڈھادی گئی! آگ اور شعلوں کی بم باری نے ہزاروں لوگ جھلسادیے، معصوم بچوں کی کٹی پھٹی لاشوں نے آسمان تک لرزادایا، مگر یہ اپنے موم بتی مافیا اور حقوق انسانیت کے علمبرداروں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، کوئی ڈی پی نہ بدلی، کوئی احتجاج نہ ہوا، کوئی ریلی نہ نکالی.. کیوں... ! آخر کیوں؟

اوہ یاد آیا مرنے والے تو مسلمان ہیں کوئی انسان تھوڑی ہیں! ویسے بھی ان کے دکھ میں شریک ہونے پر گورے آقاؤں نے کون ساڈالروں کی بارش کرنی ہے اس لیے معاف ہی رکھیے!...اور ہاں! کوئی گورا ''شہید'' ہو جائے تو ضرور بتانا کافی دن سے کوئی ریلی نہیں نکالی، پاؤں میں کھجلی ہو رہی ہے!!!

ڈاکٹر جبران نے لکھا:

منافقت بھی شرما جائے، بامیان کے بتوں اور پیرس دھماکوں پر واویلا کرنے والے حلب کے معصوم بچوں پر خاموش ہیں، لبرلز اور سیکولرز صدی کے سب سے بڑے جھوٹے ہیں۔

عبید الرحمن زاہد لکھتے ہیں:

باسیانِ حلب آپ سے مخاطب ہیں:

اے امت کے مسلمہ کے نوجوانو!!!

ہم تمہاری مجبوریاں سمجھ سکتے ہیں!

بطر زِ قریش مکہ تمہیں اپنے اپنے لیڈر، ان کی سیاست اور پاکیزگی عزیز ہے!

ہم جانتے ہیں کہ تمہیں شبستاں کے نرم بستر، ٹھنڈی ہوائیں، ہنستے کھیلتے بچے اور محبت کرنے والی بیوی عزیز ہے! کوئی نہیں کہ جو بطریق ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ ان سب کو چھوڑ کر آج کے ''جیش العسرہ'' میں شرکت کو ترجیح دے!

ہم جانتے ہیں کہ اگر تم ہمارا ساتھ دو گے تو تمہیں اولاد کسریٰ، نسل بنی قریظہ اور باقیاتِ قبیلۂ بنی تغلب کا غضب سہنا پڑے گا! ہم جانتے ہیں کہ تمہاری مشکلیں ہم سے زیادہ ہیں، خدا کرے تمہارے بچے سلامت رہیں، تمہارے محل تا صبح قیامت آباد رہیں، تمہاری تجارت اور کھیتیاں ترقی کریں!

مگر یاد رکھو!!! یہ وقت گزر جائے گا مگر تمہارا رویہ یاد رہے گا...خدا نہ کرے کہ کبھی تم پر یہ وقت آئے! اگر آیا تو اہل حلب کو تم اپنے اول دستوں میں پاؤ گے! ان شاءاللہ! سنو!

جو آنا چاہو ہزار رستے، نہ آنا چاہو تو عذر لاکھوں

مزاج برہم، طویل رستہ، برستی بارش، خراب موسم

محمد ابو بکر لکھتے ہیں:

وااسلاماہ! وااسلاماہ! وااسلاماہ!!!

بشار قصائی اور روس فضائیہ کی مشترکہ بم باری سے شہرِ حلب میں امت محمدیہ علی صاحبہا السلام اجڑ گئی! یہ امت تو آج شیاطینِ زمانہ کے ہاتھوں ہر جگہ اجڑ رہی ہے! کوئی پرسان حال نہیں، کوئی دلاسہ دینے والا نہیں، کوئی نہیں جو اس کے زخموں کی رفوگیری کرے! مجاہدین اپنی بساط بھر سعی کررہے ہیں...ملکِ شام کے در و دیوار پر آج جابجا لکھا ہے کہ ''اے عمر بن خطابؓ! کیا آپ واپس نہیں آئیں گے؟! کہ آج فارس کے کتے ہم پر چڑھتے چلے آرہے ہیں!''

اکرام الحسن مبشر نظم کہتے ہیں:

مرا ایک شہرِ عرب جل رہا ہے
سنو حکمرانو حلَب جل رہا ہے
مکاں بن گئے ہیں کوئی جیسے کھنڈر
بشَر ہر جگہ جاں بلب، جل رہا ہے
بموں سے ہے اُجڑا غریبوں کا چھپّر
شریفوں کا نام و نسب جل رہا ہے
زمین و عمارت، دُکاں اور بچے
بچائیں وہ کیا کیا کہ سب جل رہا ہے
مسیح ابن مریم کو آنا ہے جس میں
علاقہ وہی روز و شب جل رہا ہے
مگر حاکمانِ عرب سو رہے ہیں
یہ سب کچھ اُنہی کے سبب جل رہا ہے
خدایا مدد کر، مدد کے لیے تو
ہے دل بھی سراپا طلب، جل رہا ہے

☆☆☆☆☆

عمری آپریشن کا آغاز اور تازہ صورت حال

سید نور اللہ شاہ

سرزمین افغانستان میں موسم بہار شروع ہو چکا ہے، جہادی معرکے اپنے عروج پر ہیں، مجاہدین کی تشکیلات کا موسم اپنے جوبَن پر ہے، شہدا کی سرزمین پر شریعت کی بہاریں واپس لانے کے لیے مہاجرین وانصار، صلیبی دشمن کے مراکز کی تباہی کے جذبوں سے لیس ہو کر دشمن پر جھپٹ پڑے ہیں، میدان دعوت کے شہسوار دشمن کی صفوں میں موجود ''خیر کی طرف رغبت رکھنے والوں'' کی طرف پوری طرح متوجہ ہو چکے ہیں، علمائے کرام نظامِ شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی مبارک محنت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سرگرم ہو چکے ہیں اور امارت اسلامیہ کے قائدین نئے فتح ہونے والے علاقوں کا انتظام و انصرام شریعت کے تحت چلانے کے مبارک مرحلے کا آغاز پہلے سے ہی کر چکے ہیں! اللہ جل شانہ سے امید ہے چند ماہ تک ملک کے اکثر حصے پر امارت اسلامیہ کے مبارک دور والی شریعت کی پرنور بہاریں واپس لوٹ آئیں گی۔

امریکی جارحیت کے خلاف امارت اسلامیہ کے مسلح جہاد کے ۱۴ سال مکمل ہو چکے ہیں اور اب ۱۵ واں سال جاری ہے۔ پچھلے سال عزم آپریشن کی کامیابیوں کے بعد اور بہار کی آمد کے پیش نظر ۱۲ اپریل ۲۰۱۶ء کو نئے سالانہ آپریشن کا اعلان کیا گیا ہے۔ امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ نے نئے سالانہ آپریشن کا نام اس مبارک جہادی تحریک کے بانی اور پہلے سربراہ مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی مناسبت سے ''عمری آپریشن'' رکھا ہے۔

امارت اسلامیہ کی رہبری شوریٰ نے عمری آپریشن کے آغاز کے اعلامیے میں کہا کہ

''مجاہدین نے امارت اسلامیہ کے دور میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی زیر قیادت ملک کے ۹۵ فی صد رقبے سے شر، فساد اور ظلم کا صفایا کروایا۔ مفسد اور فساد پھیلانے والوں کو ختم کیا گیا، اس کے بعد استعماری افواج میں سے بیشتر ممالک کے قابض لشکروں کو جہاد کے ذریعے شکست اور فرار پر مجبور کیا گیا اور اسی طرح اسلامی تاریخ کے اوراق میں بہت سارے مایہ ناز کارنامے ثبت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ مرحوم کے مبارک نام سے عمری آپریشن کے دوران بھی ملک کافروں اور ان کے مقامی ایجنٹوں، اغواکاروں، باغیوں اور دیگر مفسدوں کے وجودِ نامسعود اور شر سے نجات پائے گا''۔

۵ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۲/اپریل ۲۰۱۶ء مقامی وقت کے مطابق علی الصبح پانچ بجے ملک بھر میں شروع ہونے والے اس آپریشن کی تیاری پچھلے تین ماہ سے جاری تھی۔

رہبری شوریٰ نے اپنے اعلامیہ میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید یہ کہا کہ

''عمری آپریشن جو امارت اسلامیہ کی قیادت، فوجی کمیشن، ذمہ داروں اور فوجی ماہرین کی مہارت میں گذشتہ تین ماہ کے دوران تیار کیا گیا ہے، اس کی زیادہ توجہ اس پر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل سے مقبوضہ علاقوں کو مجاہدین کے زیر کنٹرول لانے، دشمن کو ملک بھر میں بڑے بڑے حملوں کا نشانہ بنانے، شہیدی اور رابط مجاہدین کے آپریشن سے دشمن کے حساس اور محفوظ مقامات کو لرزانے اور تمام مضر حکام کو گوریلے حملوں میں نشانہ بنانے اور ہر جائز طریقے سے ممکنہ وسیلے سے فائدہ اٹھانے کی صورت میں دشمن کو مارنے اور سرنگوں کرنے کی کوششیں کی جائیگی، تاکہ بیرونی حامی اور داخلی مسلح مزدور اہل کاروں کو خستہ کن اور حواس باختہ جنگ میں الجھ کر علاقے چھوڑنے پر مجبور کیے جائیں۔ مختلف مفتوحہ علاقوں میں بہتر امن کے استحکام سے عوام کو خوشگوار زندگی گزارنے کی راہ ہموار ہو جائے''۔

عمری آپریشن کے آغاز سے ہی ملک بھر میں علمائے کرام، قومی عمائدین اور امارت اسلامیہ کے ذمہ داران دعوت اور افہام تفہیم کے ذریعے بھی جدوجہد کریں گے، کہ مخالف صف میں کھڑے ہم وطنوں کو اسلامی نظام سے مخالفت ترک کرنے اور مجاہدین سے یکجا ہونے کی دعوت دیں گے، تاکہ دنیا اور آخرت کی ناکامی اور تاریخی بدنامی سے نجات پاکر کافروں کے بجائے انہیں اپنے مسلمان مجاہد عوام کے شانہ بشانہ لا کھڑے کرنے کی ترغیب دیں۔

امارت اسلامیہ مرکزی قیادت کی جانب سے عمری آپریشن میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو فوری ہدایت دی گئی ہے کہ:

''اپنے آپریشن کو اس طرح منظم کریں، جس میں عوام اور عام المنفعہ تنصیبات کی حفاظت پر خاص توجہ دی گئی ہو۔ عمری آپریشن کے نتیجے میں جو علاقے، گاؤں یا شہر مجاہدین کے زیر کنٹرول آتے ہیں، تو امارت اسلامیہ وہاں کے باشندوں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے پر عزم ہے اور اسے اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے، اسی لیے افغانی بالعموم اور علمی اور فنی اشخاص اور سرمایہ و املاک کے مالکان بالخصوص دشمن کے پروپیگنڈوں سے دھوکے میں نہ پڑیں اور نہ ہی مجاہدین سے خطرات کا احساس کریں۔ اسی طرح جیسا کہ ہمارے جہاد کا ایک مقصد مظلوم اور نہتے افراد کا ساتھ دینا ہے، تو عمری آپریشن کے سلسلے میں مظلوم قیدیوں کی آزادی اور نجات کو بھی خاص توجہ دی جائے گی''۔

امارت اسلامیہ نے تمام مجاہدین اور عوام سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''گذشتہ سال عزم کے کامیاب اور فخریہ آپریشن کی طرح عمری آپریشن کی انجام دہی اور کامیابی کی راہ میں بھی مکمل اخلاص، ہمت اور بلند حوصلے سے حصہ لیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مرحمت سے یہ جہادی آپریشن غاصب کافروں

اور ان کے حامیوں کی کھوپڑیوں پر آخری کاری ضرب ثابت ہو اور ملک کفریہ قبضے سے نجات پائے''۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ڈیڑھ عشرے سے جاری رہنے والے اس مبارک جہاد اور مہاجرین و انصار کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ امارت اسلامیہ کے استحکام، مضبوطی اور اقامتِ ثانیہ کی صورت میں آنے کی نوید یہی ''عمری آپریشن'' ہی ہو گا، ان شاء اللہ!

افغان کٹھ پتلی حکومت کی بدحواسی:

ملک کے طول و عرض میں عمری عملیات کے آغاز اور کابل جیسے شہری اور مرکزی علاقوں میں تباہ کن فدائی عملیات سے گھبرائی ہوئی افغان حکومت کے نئے وزیر خارجہ صلاح الدین ربانی نے بدخشاں میں اپنی پارٹی نام نہاد ''جمعیت اسلامی افغانستان'' کے ہیڈ کواٹر میں شوریٰ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''طالبان بدخشاں پر حملے کر رہے ہیں اور اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لیے اگر ان (مجاہدین) کے مقابلے میں عوامی امن ملیشیانہ بنائی گئی تو طالبان چونکہ شمالی علاقوں کے رہنے والے مقامی جنگجو ہیں اس لیے یہ جلد شمالی افغانستان پر قبضہ کر لیں گے اور اگر شمالی افغانستان قبضے میں چلا جاتا ہے تو بہت نقصان ہو گا۔''

جواب میں مجاہدین نے کہا کہ کٹھ پتلی وزیر داخلہ مذموم مقاصد کے لیے مجاہدین کے مفتوحہ علاقوں میں خانہ جنگی پیدا کرنا چاہتا ہے جو اپنے مقاصد میں ان شاء اللہ ناکام ہو گا۔

۲۵ اپریل کو کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے سربراہ اشرف غنی نے نمائشی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ایک تحریر پڑھ کر سنائی، جس میں افغان مسئلے، مجاہدین اور جہادی مزاحمت کے متعلق ماضی کی نسبت زیادہ تلخ لہجہ استعمال کیا گیا تھا اور کوشش کی گئی تھی، کہ مسلم حقائق کو لفاظی کے بل بوتے پر آنکھوں سے اوجھل اور عام اذہان کو فریب میں مبتلا کر سکیں۔ امریکی کٹھ پتلی اشرف غنی نے کہا کہ افغانستان کو ایسے دشمنوں کا سامنا ہے جو پاکستان میں طالبان کے غلام ہیں، مجاہدین کو براہ راست غلام کہنے کہ بجائے یہ تہمت ضرور لگائی کہ مجاہدین کو پاکستان پناہ فراہم کر رہا ہے اور گویا مجاہدینِ امارت اسلامیہ 'پاکستان کی ناپاک امریکہ نواز حکومت سے مدد لے رہے ہیں۔ طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے افغان صدر اشرف غنی کے بیان پر سماجی رابطے کی ویب سائیٹ ٹوئٹر پر اپنا ردعمل ظاہر کیا اور کہا کہ

''(افغان) قوم اندھی نہیں ہے، لوگ جانتے ہیں کہ غلام کون ہے اور کون دوسرے کے مفادات کے لیے کام کر رہا ہے''۔

اس کے علاوہ اشرف غنی نے مجاہدین قیدیوں کو پھانسی دینے کی بھی دھمکیاں دیں حالانکہ افغان کٹھ پتلی انتظامیہ نے اکثر ان مظلوم اور غریب قیدیوں کو جیل میں بند کر رکھا ہے جن کے پاس کرپٹ افغان عدالتی نظام کے ججوں اور وکلا کو بھاری فیس دینے کے لیے کچھ نہیں اور اسی طرح یہ مجبور قیدی کابل انتظامیہ کے رشوت خور افسران کو رشوت دینے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ۸ مئی ۲۰۱۶ کو کابل انتظامیہ نے نہایت بزدلانہ اور ظالمانہ عمل سرانجام دیتے ہوئے ۶ مظلوم قیدیوں کو جیل سے نکال کر شہید کر دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان شہداء میں مولوی حجت اللہ، شہید ذبیح اللہ حصام، شہید خان آغا، شہید حمید اللہ، شہید محمد اسماعیل حقمل اور شہید محمد عثمان (رحمہم اللہ) شامل ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے دشمن کے اس بزدلانہ عمل کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا:

''شہادت ہمارے مجاہدین کی آخری آرزو اور ارمان ہے۔ ایسے اعمال سے دشمن اپنے مذموم مقاصد تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر عوام کو شہید کرنے سے کسی کو کامیابی ملتی، تو کمیونسٹ اب افغانستان تو درکنار دنیا کے حکمران ہوتے۔ اب قیدیوں کی شہادت جیسے جرائم میں ملوث دشمن کے تمام اداروں کو مجاہدین ان شاء اللہ اپنے عسکری اہداف اور منصوبوں میں شامل کریں گے۔ ان میں سے کوئی مجرم بھی نہ سکھ کا سانس لے سکے گا اور نہ ہی ان سے منسلک افراد پرسکون زندگی بسر کر سکیں گے۔

دشمن سے انتقام لینے کے لیے ہمارے پاس ہزاروں کمربستہ فدائی مجاہدین ہیں۔ ہم کسی صورت میں اپنے انتقام کو نہیں چھوڑیں گے۔ ہم شہداء کے خاندانوں کو اس عظیم اعزاز شہادت کا مبارک باد پیش کرتے ہیں، جن کے نوجوانوں نے اللہ تعالیٰ کے دین پر قربان ہو کر استعمار اور مزدور دشمن کے سامنے ذلت اور رسوائی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ شہدا کو بلند مقام اور ان کے خاندان، رشتہ داروں اور متعلقین کو شفاعت اور اللہ عزوجل انہیں صبر جمیل اور اجر جزیل نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین''۔

عمری آپریشن اور طواغیتِ پاکستان:

جب سے امریکیوں کی افغانستان میں درگت بننی شروع ہوئی تب سے انہوں نے مذاکرات کا راگ الاپنا شروع کر دیا اور اسی وقت سے پاکستانی طواغیت و ناپاک عسکری ادارے اپنے امریکی آقاؤں کو اطمینان دلاتے آ رہے ہیں کہ طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانا ہماری ذمہ داری ہے، اس مقصد کے لیے ناپاک خفیہ ایجنسیوں نے ہر طرح کا حربہ اپنایا، کبھی لالچ دے کر تو کبھی دباؤ کے ذریعے مجاہدین امارت اسلامیہ کو مذاکرات پر لانے اور جہاد کے مبارک رستے سے ہٹانے کی پوری کوششیں صرف کرتی رہیں۔

مجاہدین ذرائع کے مطابق پاکستان میں امارت اسلامیہ کے گرفتار ہونے والے تمام ذمہ داران کے سامنے صرف ایک ہی مطالبہ رکھا جاتا تھا کہ آپ ہمارے لیے کام کریں، یہ گھٹیا

مطالبہ نہ ماننے کی پاداش میں مجاہدینِ امارتِ اسلامیہ کو مسلسل تشدد کا نشانہ بنایا جاتا رہا جس کی وجہ سے امارت اسلامیہ کے کئی مجاہدین تشدد کی تاب نہ لا کر خفیہ ایجنسیوں کے عقوبت خانوں اور جیلوں میں ہی شہید ہو گئے۔ مرحوم امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے نائب ملا عبیداللہ اخوند رحمہ اللہ کی کراچی کی جیل میں ناپاک ایجنسیوں کے سفاکانہ تشدد کے نتیجے میں ہونے والی شہادت اس کی واضح مثال ہے۔ اسی طرح استاد یاسر رحمہ اللہ نے بھی پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کی تحویل میں تشدد و تعذیب کے باعث جام شہادت نوش کیا۔

مجاہدین امارت اسلامیہ کی جانب سے عمری آپریشن کے آغاز سے پہلے ہی جہادی معرکوں سے بوکھلائے امریکیوں نے نام نہاد ''امن مذاکرات'' کی کوششیں تیز کر دی تھیں اور اپنے فرنٹ لائن اتحادیوں یعنی پاکستان کے ناپاک عسکری و سیاسی حکمرانوں پر دباؤ ڈال رکھا تھا کہ جلد از جلد مجاہدین امارت اسلامیہ کو ''مذاق رات'' میں شامل کیا جائے۔ امریکیوں نے اپنے تئیں یہ سمجھ رکھا تھا کہ گویا امارت اسلامیہ کے مجاہدین اور قائدین ناپاک خفیہ ایجنسیوں کے اشاروں پر ناچنے والے ہیں مگر جب بار بار کے اعلانات، خوش نما نعروں اور کھوکھلے بیانات کے بعد بھی مذاکرات میں کوئی پیش رفت نہ ہو سکی تو امریکیوں پر واضح ہوا کہ یہ سب تو صرف اُنہی کے پالتو پاکستان کے ''ناپاک عسکری و سیاسی حکمرانوں'' کی اپنے امریکی آقاؤں سے ڈالر وصول کرنے کی مہم کے ایک داؤ کے علاوہ کچھ نہ تھا تو امریکی غضب ناک ہو گئے۔

''شریفانِ پاکستان'' کو جب اپنی دھوکہ بازیوں کا بھانڈہ پھوٹتا نظر آیا تو ان کی زبانیں غلاظت اگلنے لگیں، اور امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو دھمکیاں دی جانے لگیں، پہلے مجاہدین امارت اسلامیہ کے مہاجر خاندانوں کی پاکستانی میں موجودگی کی بنیاد پر امارت اسلامیہ کو مذاکرات میں شامل ہونے کے لیے دباؤ دیا گیا مگر اللہ کی مدد سے مجاہدین نے اپنے مہاجر خاندانوں کو ایک ڈیڑھ ہفتے کے اندر اندر افغانستان واپس بلا لیا، اور جب عمری آپریشن کے آغاز کا اعلان کیا گیا تو پاکستانی حکام نے مجاہدین کو دھمکی دی کہ ''عمری آپریشن'' روک دیا جائے ورنہ خطرناک نتائج بھگتنا ہوں گے، مگر مجاہدین نے اِن خبثا کی کھوکھلی دھمکیوں کی پرواہ کیے بغیر افغانستان کے طول و عرض میں جہادی کارروائیاں جاری رکھیں۔

دوسری طرف مجاہدین امارت اسلامیہ کو مذاکرات میں شامل کرنے کے پاکستانی دعووں کے باوجود امارت اسلامیہ نے جب ان کی مذاکراتی اپیلوں کو مکمل طور پر مسترد کر دیا تو امریکہ نے بدلے میں پاکستان کو نام نہاد ''دہشت گردی کی جنگ'' میں استعمال ہونے والے ایف سولہ طیاروں کی فراہمی کی مد میں دی جانے والی ۴۳ کروڑ ڈالر کی امداد بھی روک دی، اس کے علاوہ امریکی انتظامیہ نے اس سال کے لیے پاکستان کو دی جانے والی ۴۷ کروڑ ۲۰ لاکھ ڈالر کی فوجی امداد کا جو بجٹ کانگریس کے سامنے پیش کیا تھا اس کی منظوری کا عمل بھی فی الحال روک دیا گیا ہے۔ امریکی انتظامیہ کے مطابق یہ ایف سولہ طیارے پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں استعمال کے لیے فروخت کیے جا رہے ہیں مگر اس کے لیے امریکی پیسہ خرچ نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے علاوہ افغانستان کے صدر اشرف غنی نے کہا کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کے سلسلے میں اب انہیں پاکستان سے کوئی امید نہیں اس لیے پاکستان کو مصالحتی عمل میں کئے گئے وعدوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے افغان طالبان کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ افغان صدر نے خبردار کیا کہ اگر پاکستان افغانستان سے کئے گئے وعدوں پر عمل نہیں کرتا تو وہ اقوام متحدہ اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عمری آپریشن کا براہ راست اثر پاکستان کے حالات پر بھی پڑ رہا ہے۔ جب کہ مذاکرات کے بارے میں مجاہدین کی پالیسی آج بھی وہی ہے کہ امریکہ اور تمام قابض صلیبی افواج کو افغانستان سے فی الفور نکلنا اور اپنی قید میں موجود تمام مجاہد قیدیوں کو چھوڑنا ہو گا اس کے بعد ہی مذاکرات ہو سکتے ہیں ورنہ یہ فیصلے بھی میدانِ جنگ میں ہی کیے جائیں گے اور جہاں تک بات پاکستان کی ناپاک عسکری و سیاسی قیادت کی ہے تو دو سال ہونے کو ہیں لیکن ان سے ایک وادی ہی نہیں کلیئر ہو پا رہی، حالانکہ ''ڈی جے عاصم باجوہ'' کی ٹیم کے مطابق ہر دوسرے روز دو، تین درجن دہشت گردوں کو اپنے تئیں یہ ختم کر رہے ہیں مگر باقی بچا ''دس فی صد'' علاقہ اور ''وادیٔ شوال'' ان کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے اور ان شاءاللہ اسی علاقے سے ان کی حتمی شکست کا آغاز ہو گا۔

پیمانِ وفا، امیر المومنین کی بیعت کا سلسلہ:

مارچ کے آخری ہفتے حافظ ملا عبدالقیوم ذاکر حفظہ اللہ نے بھی امیر المومنین ملا اختر منصور حفظہ اللہ کی اعلانیہ بیعت کر دی، جناب الحاج حافظ ملا عبدالقیوم ذاکر صاحب نے اپنے اعلانِ بیعت میں ملا محمد عمر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت اسلامی نظام کے قیام اور اس کے بعد امریکی جارحیت کے خلاف لاکھوں جانوں کے نذرانے اور قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کیا اور اس کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے علمائے کرام اور مجاہد بھائیوں کو پیغام دیتے ہوئے لکھا:

> ''امیر المومنین ملا محمد عمر رحمہ اللہ کی وفات کی خبر منظر عام پر آئی، تو اس کے بعد امارت اسلامیہ کی ہمہ پہلو کامیابی، استقلال، نظام کی بہبودی، صف کو متحد رکھنے اور ساتھ ساتھ موجودہ مسائل کے حل کی خاطر میرے پاس بعض عمدہ نکات اور چند شرعی ملحوظات تھے۔ للہ الحمد ساتھیوں کی مکمل سعی اور کوشش سے ان شرعی ملحوظات کے نفاذ پر موافقت ہوئی۔ اللہ تعالی تمام ساتھیوں کو اجر عظیم اور نعم البدل عطا فرمائے۔ جناب ملا اختر محمد منصور صاحب ہمارے قائد ہیں، میں ان سے شرعی طور پر بیعت ہوں۔ ان شاءاللہ حسبِ توفیق اور استطاعت کے مطابق شریعت کے دائرے میں ان کی اطاعت کروں گا۔''

ایک اور بیان میں جناب حافظ عبدالقیوم ذاکر صاحب حفظہ اللہ نے اپنے حوالے سے مذاکرات کے مطالبے کی رپورٹوں کی پرزور الفاظ میں تردید کی اور کہا کہ

"میں نے کبھی بھی مذاکرات کے حوالے بیان دیا ہے اور نہ ہی مجھے نام نہاد مذاکرات کے جھوٹے منصوبے پر یقین ہے۔ ہم سب ایک صحیح اسلامی نظام کی حاکمیت کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔"

انہوں نے تمام ابلاغی ذرائع پر زور دیا کہ غیر مصدقہ اور مبہم رپورٹیں نشر کرنے سے گریز کریں۔

صوبہ ننگرہار میں متعدد داعشی کمانڈروں نے ساتھیوں کے ہمراہ داعش کے صف کو چھوڑ کر عالی قدر امیر المومنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے بیعت کا اعلان کیا۔ان بیعت کرنے والوں میں داعش خراسان کے مرکزی شوری کے رکن اور نظم والاحتساب ادارے کے نائب محمد ادریس سیرت سرفہرست تھے اور ان کے ساتھیوں میں، خراسان عدالتی شعبے کے سابق رکن قاضی سید احمد (اسد اللہ)، مرکزی شوری کے سابق رکن اور داعش خراسان میں موجودہ قیدیوں کا انچارج کمانڈر عصمت خراسان، زاوہ کے انچارج کمانڈر مولوی ڈاکٹر یاسر حنفی، ضلع خوگیانی کے تشکیلات کے انچارج کمانڈر مولوی عبدالحسیب الہام، ضلع دہ بالا کے قاضی کمانڈر مولوی ابو حامد، ضلع خوگیانی کے مرکز کے انچارج کمانڈر قاری نصرت اور کمانڈر محمد زمان عباس شامل ہیں۔ جب کہ دیگر کمانڈروں میں مولوی جابر، قاری مجاہد، شاہد جاوید، اسامہ، احمد، عثمانی، مرتضی، مؤمن، ثاقب، سیعد احسان اور دیگر ساتھی شامل ہیں۔

تنظیم داعش کے سابقہ عہدے داروں نے اپنے بیعت نامے اور مسلم امت کے نام پیغام میں کہا کہ

"معززینِ کرام! ماضی میں ہم امارت اسلامیہ کی رہبری میں مقدس جہاد کے فریضے کو احسن اور پرخلوص فضا میں آگے بڑھا رہے تھے، لیکن چند مسائل اور مشکلات جو کہ ہمارے خیال میں امارت اسلامیہ کے استحکام وحدت، قیام اور عروج کی راہ میں رکاوٹیں اور ساتھیوں کے درمیان بے اعتمادی اور فاصلہ جو آخرکار داعش یا دولت اسلامیہ سے ہماری وابستگی کا باعث بنیں۔ بدقسمتی سے داعش کی مجہول اندھی پالیسی، مظلوم افغانوں کا بے دریغ قتل عام، تشدد، جائیداد واموال کی لوٹ مار و بدعنوانی، آتشزدگی، اغواکاری، زمینوں کا غصب، قومی بااثر مسلم قاعدین سے غداری، تعلیمی، طبّی اور عام سہولیات اور ترقی سے عوامی محرومیت، عام مصلحتوں کو مد نظر رکھنا، جائز تسائل کی جگہ تشدد کو اپنانا اور منکرات کے سد باب کی غلط صورتوں کا انتخاب ہونا، ان کے اکثر افراد کا تکفیری نظریہ کا حامل ہونا، سطحی دینی تطبیق کرنا، ان مسائل، مظالم کے روک تھام کے لیے حل اور اصلاح کے مشروع معقول اور منظم طریقہ کار کو اختیار نہ کرنا وغیرہ ان کے اہم و بدترین جرائم اور غلطیاں ہیں جس کا نتیجہ افغانوں کے زخموں پر مرہم پٹی کی بجائے نمک پاشی کی صورت میں نکلا۔

ان وجوہات کی وجہ سے ہمارا ضمیر کسی صورت میں قبول نہیں کرتا کہ اس گروہ (داعش) میں موجود رہیں، اس لیے امارت اسلامیہ کے بعض ساتھیوں کے ذریعے مثبت رابطوں اور افہام و تفہیم کے باعث محمدی شریعت کی روشنی میں ہم تمام مجاہدین کی نمائندگی میں داعش یا دولت اسلامیہ نامی تنظیم کی قیادت سے اپنی بیعت اور تعاون کو قطع کرنے، وطن عزیز میں جہاد کے مقدس فریضے کو سرانجام دینے اور حقیقی اسلامی نظام کے قیام کی خاطر امارت اسلامیہ کے نئے زعیم عالی قدر امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور حفظہ اللہ سے اپنے بیعت کا اعلان ہمہ پہلو تعاون، جدوجہد اور احترام دل کی گہرائیوں سے کرتے ہیں۔"

امیر المومنین ملا محمد عمرؒ کے بھائی اور فرزند کی جہادی عہدوں پر تعیناتی:

امارت اسلامیہ کے تازہ اعلان میں کہا گیا ہے کہ پیر کے روز ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۰۴اپریل ۲۰۱۶ء کو امارت اسلامیہ کی قیادت اور رہبری شوری کے اراکین کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں امارت اسلامیہ کی قیادت، رہبری شوری کے اراکین، اعلیٰ حکام اور فوجی کمانڈروں نے شرکت کی۔اجلاس میں امارت اسلامیہ کی قیادت اور رہبری شوریٰ کے اراکین کی جانب سے امارت اسلامیہ کے موسس مرحوم عالی قدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کے بھائی جناب الحاج ملا عبدالمنان عمری حفظہ اللہ کو رہبری شوری کا رکن اور دعوت وارشاد کمیشن کا سربراہ جب کہ مرحوم امیر المومنین کے فرزند جناب مولوی محمد یعقوب مجاہد حفظہ اللہ کو رہبری شوریٰ کا رکن اور ملک کے ۱۵صوبوں کے فوجی کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا، جنھوں نے رسمی طور پر اپنے عہدوں کا آغاز کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ اپنے فرائض کو شریعت کی روشنی میں بخوبی اور احسن طریقے سے انجام دیں گے۔

اس کے بعد اُن کی ذمہ داری کے متعلق امارت اسلامیہ کے حکام کی جانب سے دونوں منتخب ہونے والے عہدیداروں کو لازمی ہدایات دی گئیں اور دونوں ذمہ داروں کو ان کے فرائض سرانجام دینے کی خاطر اللہ تعالی کی دربار سے التجا کے لیے اجلاس کا اختتام دعا سے ہوا۔

تازہ فتوحات و کامیابیاں:

امارت اسلامیہ کے عمری جہادی آپریشن میں بالخصوص بغلان، بادغیس، پکتیا، پکتیکا، لغمان، سمنگان، کنڑ، ننگرہار، نورستان، تخار، فاریاب، بدخشاں، غزنی، ہرات، ہلمند، کنڑ، قندھار سمیت کئی علاقوں میں مسلسل فتوحات و پیش قدمی جاری رہی۔ قندھار میں بالخصوص "شاہ ولی کوٹ" طوفانی جہادی معرکوں کا مرکز رہا اور قندھار کی مرکزی قومی شاہراہ اور اس سے منسلک کئی چیک پوسٹوں پر قبضہ کرکے کٹھ پتلی انتظامیہ کی رسد و کمک کے ذرائع بند کیے گئے

جو باوجود کوشش کے افغان فورسز اب تک مجاہدین کے قبضے سے نہ چھڑوا سکیں۔ جوزجان کے مختلف اضلاع میں محاصرہ اور شدید جھڑپیں جاری رہیں، متعدد چیک پوسٹوں پر قبضہ کر لیا گیا جب کہ کئی فوجی مردار ہو گئے۔ صوبہ بغلان میں "ڈنڈی شہاب الدین" نامی علاقے میں کٹھ پتلی افواج کے بڑے حملے مکمل طور پر پسپا کر دیے گئے جن میں متعدد فوجی ہلاک و زخمی بھی ہوئے جب کہ دو ٹینک بھی تباہ ہوئے، جب کہ ایک مجاہد بھی شہید ہوئے۔ بغلان اور اس کے ضلع پل خمری میں واقع وسیع علاقوں جیسا کہ "ڈنڈ غوری" وغیرہ کو بھی فتح کیا گیا۔ بادغیس کے ذیلی اضلاع میں بھی جہادی آپریشن شروع کیے گئے جن میں متعدد چیک پوسٹیں اور فوجی مراکز قبضے میں آئے۔ صوبہ وردک کے سید آباد ضلع میں مجاہدین امارت اسلامیہ اور کٹھ پتلی افواج کے درمیان شہر پر قبضے کے لیے شدید لڑائی جاری رہی، ابتدائی حملوں میں ۱۳ فوجی ہلاک و زخمی ہوئے جب کہ ۷ فوجی گاڑیاں جل کر خاکستر ہو گئیں۔

یہ مجاہدین کے وسیع تر اور کامیاب جہادی آپریشنز کی ایک نہایت چھوٹی سی جھلک ہے ورنہ روزانہ کے حساب سے ملک کے طول و عرض میں ایسی درجنوں عملیات سرانجام دی جاتی ہیں، جن میں باثر طاغوتی شخصیات، عسکری اداروں، قافلوں اور مراکز کو نشانہ بنایا جاتا ہے اسی طرح مختلف صوبوں میں توسیعی حکمت عملی کے تحت روزانہ کی بنیاد پر چیک پوسٹوں اور مراکز پر قبضے کر کے ان سے ملحقہ علاقوں پر اپنا کنٹرول، محاصرہ اور مسلسل آگے کی طرف پیش قدمی کی جا رہی ہے۔ امارتِ اسلامیہ کی کامیابیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مجاہدین اب مرکزی دارالحکومت "کابل" کے مختلف علاقوں میں موجود فوجی چیک پوسٹوں اور فوجی مراکز پر حملے کر کے ان پر باقاعدہ قبضے کر رہے ہیں۔

قندوز کے نئے معرکے:

عمری آپریشن کے آغاز کے ساتھ ہی مجاہدین نے قندوز کے مرکزی مقامات پر قبضے کے لیے نئی لڑائی شروع کر دی، شدید لڑائیوں میں افغان سپیشل فورسز نے بھی شرکت کی جب کہ افغان فضائیہ اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کی مجاہدین کے قبضے میں موجود جزوی شہری علاقوں پر آگ برسانے کے باوجود مجاہدین نے ثابت قدمی سے حملے جاری رکھے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں کئی دیہاتی و مرکزی شہری علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں آ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس لڑائی میں مجاہدین نے خان آباد-قندوز روڈ پر موجود ۲۰ چیک پوسٹوں اور ایک آرمی بیس پر قبضہ کر کے روڈ کو طاغوتی افواج کی آمد و رفت کے لیے بند کر دیا اور اسی طرح قندوز کے ضلع امام صاحب اور ضلع چہار درہ میں بھی حملوں میں کئی چیک پوسٹس پر قبضہ کر لیا گیا اور آگے پیش قدمی جاری ہے۔ مجاہدین نے تاجکستان کی سرحد پر موجود صوبہ قندوز کے ضلع "قلعہ زل" پر بھی مکمل قبضہ کر لیا۔

"این ڈی ایس" کے کابل مرکز پر عمدہ فدائی کارروائی:

عمری جہادی بابرکت آپریشن کے سلسلے میں امارت اسلامیہ کے فدائین نے کابل شہر کے محفوظ ترین علاقے میں واقع بدنام زمانہ خفیہ ایجنسی کے مرکز نیشنل انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ آف سیکورٹی کے مرکز پر حملہ کیا۔ تفصیل کے مطابق منگل کے روز ۱۹ اپریل کو مقامی وقت کے مطابق صبح نو بجے کے لگ بھگ امارت اسلامیہ کے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے لیس تین فدائین نے کابل شہر کے محفوظ ترین علاقے میں صدارتی محل اور وزارت دفاع کے قریب بدنام زمانہ امنیت ملی ریاست (خفیہ ادارے نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سیکورٹی) کے مرکز پر حملہ کا آغاز کیا۔

سب سے پہلے فدائی مجاہد شہید جمال الدین تقبلہ اللہ نے بارود بھری مزدا ٹرک سے مین گیٹ کے قریب دھماکہ کروایا، جس سے آس پاس چوکیاں اور رکاوٹیں دور ہوئیں اور دو فدائین سید عبدالولی آغا اور ان کے ساتھی نے مرکز میں داخل ہو کر وہاں موجود مخبروں، عملہ اور باہر سے آنے والے تازہ دم کمانڈوز، پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں پر گولیاں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور یہ سلسلہ پانچ گھنٹے تک جاری رہا، جس کے نتیجے میں سید عبدالولی آغا جام شہادت نوش فرما گئے (تقبلہ اللہ) جب کہ ان کے تیسرے مجاہد ساتھی بحفاظت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

اطلاعات کے مطابق بدنام زمانہ انٹیلی جینس (این ڈی ایس) کے مرکز میں خفیہ ادارے کے نائب سربراہ فخری، نئے منتخب شدہ ڈائریکٹر کے بھتیجے عباس دانش سمیت ۹۲ مخبر (ایجنٹس)، محافظ، سیکورٹی اہل کار اور عملہ کے اراکین ہلاک جب کہ ۱۰۰ سے زائد زخمی ہوئے، جن میں مختلف عہدیدار وافسران شامل تھے جب کہ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ہلاکتوں اور زخمیوں کی تعداد ۴۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ بحفاظت واپس آنے والے غازی مجاہد نے بتایا کہ

> "جب آپریشن کا آغاز ہوا، تو صلیبی غلام گھبراہٹ میں مبتلا ہو کر آس پاس بھاگ دوڑ شروع کر دی، اس دوران ہم نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اور پانچ گھنٹے تک جاری رہنے والی کارروائی میں صرف میں نے ۵۸ اہل کاروں کو موت کے گھاٹ اتارا"۔

اس عظیم فدائی کارروائی کے بعد بزدل دشمن نے معمول کے مطابق دعویٰ کیا کہ فدائی حملے سے عام شہریوں کو نقصان پہنچا ہے امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے دشمن کے اس دعوے کی پرزور الفاظ میں تردید کرتے ہوئے کہا؛

> "بدنام زمانہ مرکز کے قریب پرندہ پر تک نہیں مار سکتا، اور شہریوں کا آنا جانا تو ناممکن ہے، کیونکہ وہاں کی سیکورٹی بہت سخت ہوتی ہے، البتہ دھماکہ شدید تھا، جس سے چند قریبی عمارتوں کے شیشے ٹوٹ گئے، جس کی وجہ سے چند افراد کو معمولی چوٹیں آئیں، جنہیں طبّی امداد کے بعد فارغ کر دیا گیا"۔

ذبیح اللہ مجاہد حفظہ اللہ نے دشمن کو پیغام دیتے ہوئے مزید کہا کہ

''اس عظیم معرکہ نے دشمن کو شدید دھچکہ اور پیغام دیا، آئندہ دشمن پر کسی قسم کا رحم نہیں کیا جائے گا، اس نوعیت کے تابڑتوڑ حملوں سے روبرو ہونا ہوگا، اہم تنصیبات اور اشخاص کو نشانہ بنایا جائے گا۔ اس حملے سے دشمن پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کی نصرت اور عوام کی مکمل حمایت سے امارت اسلامیہ کے مجاہدین ان کے تمام اہم اور محفوظ ترین مراکز تک بارود بھری گاڑیوں کے ہمراہ آسانی سے پہنچ کر اپنے اہداف اور منصوبوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہیں۔ دشمن منصوبہ سازی کی بجائے عبرت حاصل کریں، حقائق کا ادراک کریں اور افغان غیور و مجاہد عوام کے خلاف سرکشی سے دست بردار ہو جائیں اور مزید قسمت آزمائی نہ کریں''۔

ایک ہی دن میں پانچ ڈرون طیارے تباہ:

مجاہدین نے پچھلے ماہ اپنی نوعیت کے بہترین، منفرد اور کامیاب عسکری آپریشنز سرانجام دیے جن میں سے ایک ہی دن میں پانچ ڈرون طیاروں کو تباہ کرنے کی کارروائی بھی شامل ہے، تفصیلات کے مطابق مجاہدین امارت اسلامیہ نے صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں نصف شب کے لگ بھگ ''اوبو ژرندہ'' کے علاقے میں نیٹو اور افغان فورسز نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھاپہ مارا، جن پر مجاہدین نے اگلے دن ۱۵، اپریل کو علی الصبح ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، لڑائی کے دوران مجاہدین نے جارح افواج کے پانچ کمپیوٹرائزڈ ڈرون طیاروں کو بھی مار گرایا۔

کنڑ، ہیلی کاپٹر بارودی سرنگ سے تباہ:

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ کنڑ ضلع ناڑا میں ۲۸ مارچ کو کٹھ پتلی افغان افواج کے ہیلی کاپٹر کو حکمت عملی سے تباہ کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق صوبہ کنڑ کے ضلع ناڑا میں بلند پہاڑی سلسلے کی ایک چوٹی پر موجود فوجی کیمپ کے ساتھ موجود ہیلی پیڈ پر جب ایک فوجی ہیلی کاپٹر متعدد افسران کو لے کر اترا ہی تھا کہ مجاہدین نے وہاں پہلے سے چھپائی ریموٹ کنٹرول بارودی سرنگ کی مدد سے اس ہیلی کاپٹر کو زوردار بم دھماکے کے ذریعے تباہ کر دیا۔ متعدد قلا بازیوں کے بعد ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑ گئے اور اس میں سوار ۱۹ افسران بھی ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے اس خوب صورت کارروائی کی ویڈیو بھی ریلیز کر دی ہے۔

امارت اسلامیہ کی مصالحتی کوششوں کی برکات:

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے مصالحتی کوششوں کے ذریعے صوبہ نورستان ضلع وانٹ وایگل میں دیرینہ دشمنی کا خاتمہ کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق ایک مہینے سے امارت اسلامیہ کے شرعی سیشن کورٹ کے قاضیوں نے عوامی مسائل کے حل کے سلسلے میں دو متحارب دھڑوں کے درمیان ۳۰ سال پر مشتمل دیرینہ تنازعہ کو حل کرنے کی کوشش شروع کی اور اس سلسلے میں قاضی صاحبان نے جانبین کے اختیار لے کر شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کو صادر فرماتے ہوئے اسے ایک اجتماع کے دوران ابلاغ فرمایا۔ جانبین نے مجاہدین کی اس منصفانہ اور شرعی فیصلے کا خیر مقدم کیا اور علاقے سے دشمنی کا خاتمہ ہوگیا۔ واضح رہے کہ تیس سالہ پرانی دشمنی میں جانبین کے ۱۷ افراد مارے گئے تھے اور اس میں مزید کشیدگی کا امکان تھا، لیکن مجاہدین نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے دونوں دھڑوں کو پرامن ماحول فراہم کیا۔

دوسری جانب اپریل میں امارت اسلامیہ افغانستان امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے صوبہ باغیس ضلع سنگ آتش میں کمانڈر سمیت ۲۰ جنگجوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے، اسی طرح صوبہ روزگان ضلع چھارچینہ میں ۲۲ پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگجوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے اور کچھ دنوں بعد صوبہ روزگان ہی میں ''چورہ اور چارچینہ'' اضلاع کے مزید ۱۳۸ اہل کار کمانڈر سمیت سرنڈر ہوئے۔ اس کے علاوہ مزید کئی واقعات میں درجنوں بلکہ سیکڑوں اہل کار مجاہدین امارت اسلامیہ سے جا ملے۔ جب کہ صرف مارچ کے مہینے میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی تگ ودو کے نتیجے میں کابل کی نااہل کٹھ پتلی انتظامیہ کے ۳۴۳ فوجی، پولیس اہل کار اور مقامی جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صوبہ روزگان میں ۲۷ سیکورٹی اہل کار دو کلاشنکوفوں، ایک مارٹر توپ اور دو موسائیکلوں کے ہمراہ۔ صوبہ ہلمند میں ۱۷ سیکورٹی اہل کار ۱۱ کلاشنکوفوں سمیت۔ صوبہ سرپل میں پانچ اہل کار، چار کلاشنکوفیں۔ صوبہ زابل میں ۸ سیکورٹی اہل کار، ایک ہیوی مشین گن، ۶ کلاشن کوفوں اور ایک فوجی رینجر گاڑی کے ہمراہ سرنڈر ہوئے۔ صوبہ دائی کنڈی میں ۴ سیکورٹی اہل کار ایک کلاشنکوف۔ صوبہ غزنی میں ۶ اہل کار دو کلاشنکوفوں کے ہمراہ۔ صوبہ میدان وردک میں ایک فوجی اسلحہ سمیت سرنڈر۔ صوبہ قندہار میں ۲۷ سیکورٹی اہل کار۔ صوبہ ہرات میں دس اہل کار۔ صوبہ غور میں ایک فوجی۔ صوبہ بلخ میں ۱۱۳ اہل کار۔ صوبہ بدخشاں میں ۳۱ سیکورٹی اہل کار، تین کلاشن کوفوں، ایک ہیوی مشین گن اور ایک فوجی رینجر گاڑی کے ہمراہ مجاہدین سے آملے۔ اسی طرح صوبہ لغمان میں ۲۵ سیکورٹی اہل کار، صوبہ لوگر میں ۳ اہل کار، صوبہ کنڑ میں دو سیکورٹی اہل کار اور صوبہ خوست میں ایک فوجی مجاہدین کے صفوف میں داخل ہوئے۔

سرنڈر ہونے والے اہل کاروں کا مجاہدین نے شاندار استقبال کیا اور ان کے اس اقدام کو اسلام اور ملک کی آزادی کی جانب اہم پیشرفت کہا اور انہیں اسلامی اور انسانی ہمدردی کے بنیاد پر تمام سہولیات فراہم کیا۔

(بقیہ صفحہ ۸۵ پر)

ٹیکنالوجی کے بُت کیسے گرے!

انجینئر ابو محمد

صلیبی ٹیکنالوجی کو ناقابل تسخیر سمجھنے والوں کے لیے میدان جہاد کے چشم کشا تجربات کی روداد.... یہ تحریر ہلمند کے محاذ پر صلیبی افواج کو ناکوں چنے چبوانے والے مجاہد نے قلم بند کی!

صلیبی افواج کے سرداران اپنے اپنے ممالک کی عوام کو مطمئن کرنے کے لیے اور انہیں گمراہ کرنے کے لیے کوئی نا کوئی نام نہاد آپریشن لانچ کرتے رہتے۔ کبھی پینتھر کلاز، کبھی خنجر، کبھی اینا کونڈا، کبھی مشترک....

جواب میں طالبان نے بھی کبھی آپریشن عبرت تو کبھی آپریشن نفرت، الفتح، البدر، الفاروق، حضرت خالد بن ولیدؓ اور خیبر وغیرہ کے ذریعہ صلیبی افواج کی خبر لی.... آپریشن عبرت کی ایک مشہور زمانہ کارروائی میں کمانڈر ملا محمد مجاہد کی زیرِ قیادت طالبان مجاہدین نے کابل و جلال آباد میں، مین شاہراہ پر فرانسیسی قافلے کو گھات لگا کر نشانہ بنایا اور ۹۰ فرانسیسی فوجی سردار اور متعدد کو زخمی کر دیا.... مجاہد سیف اللہ نامی فدائی نے سید عباد صوبہ وردگ میں امریکیوں کے ایک بیس کیمپ پر ۹ ٹن بارودی مواد سے بھرے ٹرک کو لے جا کر پھٹایا جس سے بڑی تعداد میں امریکی سورماؤں کو جہنم واصل کیا اور بیس کیمپ اور اس سے ملحقہ عمارت کو مکمل طور پر منہدم کر کے رکھ دیا.... ہلمند میں طالبان مجاہدین نے امریکی بیس کے نیچے سے سرنگ گزار کر پورے بیس کیمپ کو ہوا میں اچھال کر بارود کے زریعہ ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔ اور اقوامِ کفر کو یہ سبق بھی دیا کہ تم نے مذاکرات کو ٹھکرا کر جنگ کا راستہ اپنایا تھا، اب ہم تمہیں سکھائیں گے کہ جنگ کیسے کی جاتی ہے!

مجاہدین کے آپریشن البدر نے گزشتہ تمام ریکارڈ توڑ دیے اور مجاہدین کی فتوحات میں کئی گناہ اضافہ ہوا۔ صوبہ کنڑ میں جہاں مجاہدین نے ۵۰ ملی فوجی گرفتار کیے، وہیں ایک فوجی بھرتی مرکز پر، چار فدائین نے باری باری حملہ کر کے ۱۳۸ امریکیوں کو دنیا سے چلتا کیا۔ صوبہ قندھار ضلع پنجوالی میں مجاہدین نے فدائی حملہ کر کے اٹھارہ امریکی فوجیوں کے بوجھ سے زمین کو ہلکا کیا....

زمین کے چپہ چپہ اور سمندر کی اتھاہ گہرائیوں کو اپنی نظر میں رکھنے کے دعوے داروں کو طالبان مجاہدین نے البدر آپریشن میں نصرتِ الٰہی سے اس طرح زمین پر دے مارا کہ ہمالیہ جیسی بلندی کے درجہ کی حامل ٹیکنالوجی کو جوتے کی نوک تلے روند کر رکھ دیا.... امریکیوں کو اس ٹیکنالوجی کے باوجود ذرا بھی خبر نہ ہو سکی اور مجاہدین مادیت پرستی کے دلدادہ ہر کاروں کو چکمہ دے کر قندھار جیل سے اپنے ۱۶۴ نامور جنگی کمانڈروں سمیت ۱۵۴۱ اسیر مجاہدین کو رہا کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

الفاروق آپریشن میں کابل کے مختلف مقامات پر اور ننگرہار، لوگر، پکتیا سمیت بیک وقت ۳۰ فدائین نے حملے کر دیے اور ۲۴ گھنٹے تک مسلسل امریکی اور ملی افواج کو شدید جانی و مالی نقصان سے دوچار کر کے شہادت کی خلعت فاخرہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے....

خوست کے صحرا باغ کے بیس کیمپ پر ۱۰ فدائین نے گھس کر ایک بڑا حملہ کیا اور گھنٹوں جاری رہنے والے اس معرکہ میں ۱۰۰ کے قریب صلیبی فوجیوں کو مردار کیا.... اس کے علاوہ قندھار، شین ڈنڈ اور ہرات میں واقع صلیبی بیس کیمپ پر پرزور حملے کر کے توقع سے کہیں زیادہ بہتر نتائج حاصل کیے۔ اس آپریشن میں بھی سرپل جیل توڑ کر اسیر مجاہدین کی بڑی تعداد کو آزادی دلائی... صوبہ ہلمند میں بیس چینا یک برطانوی فوجی اڈہ تھا جسے نیٹو کا ہیڈ کوارٹر بھی کہا جاتا تھا اور میلوں پر محیط تھا۔ اس عالمی شہرت یافتہ حملے کو شوراب آپریشن کا نام دیا گیا۔ اس حملے میں ۱۵ تربیت یافتہ مجاہدین نے خود کو تین گروپوں میں تقسیم کر کے حملہ کر دیا اور صلیبیوں کے ۵ عدد انتہائی اعلیٰ لڑاکا طیاروں کو نابود اور ۱۲ صلیبی فوجیوں کو جہنم واصل کر دیا، یاد رہے کہ یہ حملہ صلیبیوں کی طرف سے توہین آمیز خاکے شائع کرنے کے رد عمل کے طور پر کیا گیا تھا۔

۲۰۰۱ء سے شروع ہونے والی مقدس جنگ میں امارت اسلامیہ نے وحشی استعمار کو بھگانے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام کو قائم و مربوط رکھنے کے لیے سیاسی، ثقافتی، تعلیمی اور دعوتی سرگرمیوں کو بھی جاری رکھا اور رائے عامہ کو ہموار رکھنے کے لیے ہر ماہ ملک کے مختلف صوبوں، اضلاع اور علاقوں میں طالبان کے قائم کردہ دعوت وارشاد کمیشن کی جدوجہد کے نتیجہ میں کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے متعدد کارکن و سیکورٹی اہل کار ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے طالبان مجاہدین کے ہم رکاب بنے...

صرف ۲۰۱۳ء میں ۶۱۱۹ افراد حق و صداقت کے علم بردار طالبان مجاہدین کے لشکر کے ہم راہی بنے، یہ صرف ایک سال کے اعداد و شمار ہیں اسی سے باقی ماندہ سالوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۲۰۱۴ء افغان کٹھ پتلی حکومت کے صدارتی الیکشن کے ڈرامے کا سال تھا۔ طالبان نے ان کے اس ڈرامے کو خوف ناک اور الم ناک فلم میں بدل کر رکھ دیا۔ ملک بھر میں ۲۰۱۴ء کے صدارتی الیکشن کے دن ۱۰۸۸ حملے کیے گئے۔ اور صدارتی الیکشن کو مکمل طور پر ناکام بنا دیا۔ جب کہ صلیبی افواج نے اقتدار کی منتقلی کا ڈرامہ رچانے کے لیے اس الیکشن کو نہایت شفاف اور کامیاب گردانتے ہوئے آنے والی کٹھ پتلی حکومت کو اقتدار سونپ کر یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی کہ اب ہم نے امن وامان قائم کر کے تمہیں جمہوری حکومت کا تحفہ دے دیا لہٰذا اب ہم واپس جا رہے ہیں۔

۲۰۰۱ء میں فرعونیت سے مغرور ہو کر آنے والی اس سپر پاور امریکہ نے ۱۳ سال بعد سرزمینِ خراسان کے قبرستان سے اپنی باقی ماندہ فوج کو فرار کرانے کے لیے اس ڈرامہ کو

رچایا تھا۔اور اب وہ اس دلدل سے فرار کے راستے تلاش کر رہا تھا۔ عصر حاضر کی سپر پاور ۱۳سال قبل ایک ایسے ملک پر حملہ آور ہونے جارہی تھی، جس کی اپنی کوئی باقاعدہ منظم فوج بھی نہیں ٹیکنالوجی اور وسائل تو چہ معنی،اسی لیے بڑے طمطراق سے اِتراتی ہوئی حملہ آور ہوگئی۔

لیکن اسے کیا خبر تھی کہ یہ نہتے،اجڈ، غیر تربیت یافتہ ،سادہ لوح لوگ اس قدر سخت جان اور ماہر جنگ جو ہیں کہ اُسے فرار کے راستے بھی میسر نہیں آ سکیں گے....عہدِ حاضر میں جاری مقدس جنگ کا یہ معرکہ اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ جہاں پیروانِ ابلیس اہل ایمان کے مقابلہ میں اپنی تمام تر قوت صرف کر دینے کے باوجود شکست خوردہ حالت میں واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں اور اپنی بقا کے لیے طاغوتِ عصر امریکہ اپنے تمام تر معاشی، انسانی اور مادی وسائل کو اس جنگ میں جھونک چکا ہے اور دنیا کا سب سے زیادہ مقروض ملک بن گیا ہے...

سپر پاور ہونے کے دعوے دار امریکہ کی اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ اس مغرور متکبر قوم کا سیاسی، معاشی، معاشرتی اور عسکری طور پر جنازہ نکل چکا ہے۔اس کی معیشت اس حد تک گرگئی ہے کہ ایک امریکی ماہرِ معاشیات کے مطابق عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ جب کوئی امریکہ کو قرض دینے پر بھی تیار نہ ہوگا، 'ریزرو' نام کی چیز تو پہلے ہی نہیں بچی...

امریکہ کا قومی قرض ۱۲۰ کھرب ڈالر سے تجاوز کر چکا ہے اور معاشی بدحالی کی بدولت بے روزگاری کا سیلاب اُمڈ آیا ہے.... سیکڑوں بنک سودی منافع حاصل کرنے کے باوجود دیوالیہ ہو چکے ہیں.... بنکوں کے قرض ادا نہ ہو سکنے کے باعث ۳لاکھ سے زیادہ امریکی خاندان بے گھر ہو کر پناہ گزینوں کی مانند کیمپوں اور خیموں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ دوسری طرف عسکری لحاظ سے امریکہ نہ صرف شکست بلکہ زوال کا شکار ہو چکا ہے...ایک ایسا ملک جس میں کوئی منظم فوج اور دفاعی نظام بھی نہیں ہے اس ملک میں صلیبی جنگ پر خرچ کیے گئے امریکہ کے ۱۰ کھرب ڈالر بھی اس کے کام نا آئے۔اس نے بارود اور ڈالروں کی بارش برسائی لیکن بے سود!!!

جنگ کے پہلے چھ ماہ میں صلیبی اتحادیوں نے افغان سرزمین پر ۲۰۰۰۰۰ ہزار سے زائد میزائل اور بم برسائے جن میں جوہری مواد سے لیس ڈیزی کٹر بموں سے لے کر ۵ہزار پونڈوزنی بموں اور کلسٹر بموں کے علاوہ کروز میزائل بھی شامل ہیں...

اس کے باوجود نصرت الٰہی اور توکل علی اللہ سے مجاہدین اسلام نے ۲۰۰۱ء سے لے کر ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء تک اس جدید ٹیکنالوجی اور مادیت پرست افواج پر (ڈبلیو کے ایس)WKS ڈیوائس کو بارود سے منسلک کر کے ۲۵۳۹۴ حملے کیے، ۵۸۹ فدائی کارروائیوں میں دشمن کے بیچوں بیچ مجاہدین اسلام نے اپنے آپ کو قربان کیا....ملک کے طول و عرض میں پھیلے صلیبی و مرتد ملی افواج کے ۴۸۰۷ مراکز اور چیک پوسٹوں پر تابڑ توڑ حملے کیے۔جب کہ میزائل و راکٹ حملوں کی تعداد ۴۹۳۵ ہے....اس مبارک جنگ کے طویل دورانیہ میں ۶۲۶۷ کمین گاہیں لگائی گئیں۔اس طرح سپلائی لائن معطل کرنے کے لیے ۲۵۹۴ کاری ضربیں ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔اس طویل جنگ میں صلیبیوں کے جانی و مالی نقصان کے اعداد و شمار جو سوشل میڈیا کے ریکارڈ پر موجود ہیں درج ذیل ہیں :

صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں: ۵۵۶۲۰

صلیبی زخمیوں کی تعداد: ۱۳۹۱۴

مرتد افغان ملی فوج کی ہلاکتیں: ۸۵۰۰۶

مرتد افغان ملی فوجی زخمی: ۴۵۱۴۱

صلیبی ہیلی کاپڑ و جیٹ طیارے اور سی ون تھرٹی وغیرہ تباہ ہوئے: ۳۹۲

ڈرون طیارے تباہ ہوئے: ۱۹۶

ہیوی وہیکلز اور بکتر بند و ٹینک وغیرہ تباہ ہوئے: ۱۲۲۹۵

سپلائی لائن پر حملوں میں تباہ ہونے والے آئل ٹینکرز: ۹۴۷۵

عام فوجی گاڑیاں، ہموی وغیرہ تباہ ہوئیں: ۱۱۴۷۶

جب کہ سرزمین خراسان پر طالبان جن میں مہاجر و مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے عرب، ازبک، تاجک، پاکستانی، بنگالی، الجزئر، چیچن اور مغرب سے بھی ۱۸۷ مخلصانِ دین نے اپنی جانیں نچھاور کیں....

گھات، چھاپہ یا صلیبیوں کے چھاپہ و محاصرہ اور صلیبی بم باری کے نتیجے میں ۳۳۳۸ مجاہدین اسلام نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے شہادت کی خلعتِ فاخرہ حاصل کی....مجاہدین کی ۱۱۴ گاڑیاں بھی صلیبیوں کا نشانہ بنیں۔یہ بات الگ ہے کہ مذکورہ بالا اعداد و شمار سے امریکہ اور اس کے اتحادی نظریں چراتے ہیں اور جھوٹی انا اور ناک بچانے کی خاطر عوام الناس کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہتے ہیں....حالانکہ مغربی اداروں کی مرتب کردہ ایک رپورٹ کے مطابق: ۱۷۸۴۸۳ صرف امریکی فوجی جو جنگ سے واپس آئے تھے پاگل یا ذہنی مریض بن چکے ہیں....

باقی ماندہ اتحادی ممالک کا اندازہ اسی رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے.... یہ صلیبی فوجی کیوں نہ ذہنی مریض بنتے؟ طالبان تو ان کے لیے ایک خوف ناک آسیب سے کم ثابت نا ہوئے تھے....اسی طرح ایک اور رپورٹ (جو کہ روزنامہ دنیا میں ۲۱ فروری ۲۰۱۵ء کو تحریر کی گئی تھی) کے مطابق دبے لفظوں میں تسلیم کیا گیا ہے کہ !

"۲۰۱۴ء میں طالبان نے صرف صوبہ غزنی میں ۵ہزار سے زیادہ فوجیوں اور پولیس افسروں کو قتل کیا"۔

مزید یہ کہ ۲۰۰۱ء میں اسلام آباد میں CIA کے اسٹیشن چیف رہنے والے امریکی جاسوس 'رابر گرنیئر' اپنی کتاب "قندھار کے اٹھاسی دن" "88 DAYS TO KANDAHAR" جو کہ ابھی منظر عام پر آئی ہے، میں لکھتا ہے!

"آج ۱۳ سال گزر جانے کے بعد جب امریکہ افغانستان سے نکلنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ہم سلطنت کو وسعت دینے کے اس نصابی فارمولے پر دو لاکھ سے زائد جانی نقصان اور اربوں ڈالر کا مالی نقصان برداشت کر چکے ہیں"۔

درج بالا رپورٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے باقی ماندہ اتحادی ممالک کے جانی و مالی نقصانات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۲۰۰۱ء میں جب طالبان مجاہدین 'امیر المومنین ملا عمر مجاہد رحمہ اللہ کے حکم پر منتشر ہو گئے تھے تو صلیبی افواج یہ سمجھ بیٹھی تھیں کہ طالبان مر گئے، ڈر گئے، بھاگ گئے، شکست کھا گئے لیکن ۲۰۱۴ء میں طالبان مجاہدین نے دنیا کی سپر پاور اور اقوامِ کفریہ کو یہ ثابت کر دکھایا کہ

سخت جان قافلے مرا نہیں کرتے

ڈرا نہیں کرتے

میدانِ جنگ سے بھاگا نہیں کرتے

اور کبھی ہارا نہیں کرتے

بلکہ بھیس اور ٹھکانہ چکما دینے کے لیے بدل لیتے ہیں

۱۴ سال کے طویل عرصہ کے بعد یہ بات سمجھ آئی کہ نفاذِ شریعت محمدی کے کیمپ میں ۸۰ سالہ بڑھیا کی انڈوں کی پوٹلی نیٹو کے خلاف طالبان مجاہدین کی ایک مدد تھی جو ضعیف ہاتھوں سے ممکن ہو سکی.... جس قوم کی ضعیف العمر ماؤں کے یہ جذبات ہوں تو ان ماؤں کے جگر گوشوں پر کون حکمرانی کر سکتا ہے....

اسی لیے آج تک اس سر زمین خراسان پر کوئی جارح قوم اپنا پرچم نہ لہرا سکی اور آخر کار ۲۸ دسمبر ۲۰۱۴ء کو تمام صلیبی افواج کے پرچم سر نگوں ہو گئے اور صرف اور صرف کلمہ توحید سے مزین طالبان مجاہدین کا سفید پرچم ہی فاتح بن کر لہراتا رہا.... اور ان شاءاللہ لہراتا ہی رہے گا۔

غازیانِ اسلام اور شہدائے اسلام کو سلام

☆☆☆☆☆

بقیہ: عمری آپریشن کا آغاز اور تازہ صورت حال

صلیبی اور مقامی طواغیت کے مظالم کی جھلک:

دوسری جانب امریکی افواج اور افغان کٹھ پتلی انتظامیہ افغان مسلم عوام پر مسلسل ظلم ڈھانے میں مصروف ہیں۔ صلیبی ڈرون طیاروں نے صوبہ پکتیکا ضلع گومل میں ۶ اپریل دوپہر گیارہ بجے کے لگ بھگ نیو آڈہ کے علاقے میں صلیبی ڈرون طیاروں نے قبائل تنازعے کے حل کے لیے جانے والے کاکڑزئی قبائلی عمائدین کی تین گاڑیوں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں مذکورہ قبیلے کے ۱۸ عمائدین موقع پر شہید ہوئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون

اسی طرح قندوز کے نئے معرکوں کے دوران صلیبیوں کی عوامی مقامات پر بمباری میں کم از کم ۶ عام افراد شہید جب کہ ۸۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔ اس دوران امریکیوں نے پرانی بزدلانہ اور ظالمانہ حکمت عملی کے تحت طبّی کلینکس اور ہسپتالوں وغیرہ کو بھی نشانہ بنائے رکھا اور بعد ازاں اسے جنگی جرم ماننے سے بھی انکار کر دیا۔

عزم آپریشن کے آخری سو ایام:

امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے عزم آپریشن کے دوران کٹھ پتلی دشمن کے خلاف ہر طرح کی موثر جنگی حکمت عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے بارودی سرنگوں، شہیدی حملوں اور کمین گاہوں کو اس نوعیت سے ترتیب دیا ہے کہ ایک طرف سے عوام کو کوئی نقصان نہ پہنچنے پائے اور دوسری جانب دشمن کو حواس باختہ کر کے اس کی کمر توڑ دی جائے، عزم جہادی آپریشن کے آخری سو روز میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے ایک سو سات (۱۰۷) انٹیلی جینس، پولیس اور فوجی کمانڈروں کی ہلاکت سے ان کے فوجیوں، پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگوؤں کے نقصانات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری محمد یوسف احمدی حفظہ اللہ کی جانب سے جاری کی گئی دشمن کے مارنے جانے والے کمانڈروں کی فہرست صوبوں کے ترتیب سے دی گئی ہے۔

اروزگان میں ۶ کمانڈر، بادغیس میں ۴ کمانڈر، بدخشاں میں ایک جنگجو کمانڈر، بغلان، چار کمانڈر، بلخ میں تین کمانڈر، پروان میں چار کمانڈر، پکتیا میں سمیت دو کمانڈر، تخار میں تین کمانڈر، جوزجان میں تین کمانڈر، خوست میں دو کمانڈر، زابل میں چار کمانڈر، سرپل میں چار کمانڈر، غزنی، پانچ کمانڈر، فاریاب میں دو کمانڈر، فراہ میں ۸ کمانڈر، قندہار میں ۹ فوجی اور جنگجو کمانڈر، کابل میں ایک کمانڈر، قندوز میں سات فوجی کمانڈر، کنڑ میں ۸ کمانڈر، لوگر میں چار فوجی کمانڈر، لغمان میں تین کمانڈر۔ میدان وردگ میں چار کمانڈر، ہرات میں ۶ کمانڈر، ہلمند میں ۱۰ کمانڈر ہلاک ہوئے۔

☆☆☆☆☆

> "اے مسلمانو! تم نے ایک طویل مدت سو لیا، اتنی مدت کے تم پر ظالم لوگ حکمرانی کرنے لگے، تم نے غلامی کی زندگی قبول کیا اور ظالموں کے آگے سر جھکا دیا۔ اب وقت آگیا ہے کہ بغاوت کر دی جائے۔ اور غلامی کی زنجیروں کو پاش پاش کر دیا جائے"۔
>
> شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ

تم ہی تو غم ہمارا ہو

ضرار خان

اب پولیس کی بھاری نفری تھی جو ہمیں لینے آئی تھی، یہاں مجھے معلوم ہوا کہ خالد بھائی اورعبدالرحمٰن بھائی بھی موجود ہیں۔ یہ سی آئی ڈی پنجاب کا کوئی خفیہ سیل تھا۔ یہاں سے دس دن بعد نکال گیااور ایک بڑی گاڑی میں (جو عام طور پر پنجاب پولیس قیدیوں کو لے جانے میں استعمال ہوتی ہے) دور دور کرکے بٹھادیا گیا، ہاتھوں کو پیچھے باندھا گیا تھااور اُن کی زنجیر کا دوسرا سرا نیچے باندھا گیا تھا۔ گاڑی میں دو پولیس اہلکار موجود تھے ایک دائیں اور ایک بائیں لائن میں۔ باقی اہلکار بیرونی دورزے پر حفاظتی ڈیوٹی پر مامور تھے۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد پٹرول ڈلوانے کے لیے ایک جگہ گاڑی رُک گئی۔

اس دوران پولیس اہلکار بھی نیچے اتر گئے تو میں نے چہرے پر پڑے غلاف سے جھانک کر اندازہ لگالیا کہ سامنے خالد بھائی بیٹھے ہیں میرا غلاف کا کپڑا پتلا تھااور پولیس اہل کار غلاف کے اوپرپٹی باندھنا شاید بھول گئے تھے جس کا مجھے فائدہ تھا کہ میں دیکھ سکتا تھا۔ اب میں نے موقع دیکھ کر خالد بھائی کو آواز دی اُنھوں نے جواب دیا میں سلام کیا حال احوال پوچھا۔ وہ کافی پریشان ہوئے کیونکہ اندازہ نہیں تھا کہاں جارہے ہیں اور اب کس فرعون کی اولاد کے حوالے کردیاجائے گا۔

میں نے انہیں بتایا کہ آپ کے ساتھ ایک اور ساتھی بھی ہیں لہٰذا گھبرائیں نہیں سب ٹھیک ہوگا۔ اب گاڑی ایک بڑے شہر میں داخل ہوگئی تھی، کافی شور تھااس بعد ایک تھانے کے سامنے گاڑی رک گئی تو میں سمجھ گیا کہ شاید ہمیں تھانے میں تفتیش کے لیے لایا گیا۔ سردی سے ہمارا برا حال ہوگیا تھا، ایک بوسیدہ سی جرسی تھی اور پاؤں میں چپل پرانی سی۔ ایسا سمجھ لیں جیسا کہ فقیر ہو یا شاید سے بھی کچھ آگے کی چیز۔

میں دیکھ رہا تھا کہ ایلیٹ فورس نے تھانے کے گیٹ کو مکمل گھیرے میں لیااور حفاظتی حصار بنایا پھر ہمیں ایک ایک کر کے گاڑی سے اتارا گیا اور تھانے کے اندر موجود حوالات (زندان) میں ڈال دیا گیا۔ اب ہم سب آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب جاکر سلام کرتے حال پوچھتے۔ اسی دوران میں ایک پولیس والا اندر آیااور تمام ساتھیوں کے غلاف اتار دیئے ہم سب نے ایک دوسرے کے چہرے دیکھے اور سب نے ایک دوسرے کو گلا لگانا شروع کردیا۔ کچھ ساتھی خوشی سے رورہے تھے۔ میں نے خالد بھائی کو دوران قید دیکھا تھا اس لیے میں نے خالد بھائی کو گلا لگایااور باقی ساتھیوں کو بھی گلے لگایا۔ یہ منظر پولیس کی ایک بہت بڑی تعداد دیکھ رہی تھی اور ہماری خوشی پر حیران تھے۔

اس بعد مغرب کے بعد کھانا دیا گیا جو انتہائی ناقص تھا پھر پوچھ گچھ کا عمل شروع ہوگیا کوئی باہر کی ٹیم آئی ہوئی تھی جو اس تھانے سے متعلق نہیں تھی، آنکھیں بند کرکے اُن کے سامنے پیش کیا گیا وہاں کچھ سوالات کئے گئے پھر واپس لاکر بند کردیا گیا۔

جب میں واپس آیا ساتھیوں نے پوچھ کیا ہوا میں نے بتایا ''بس سوالات کئے زیادہ سخت نہیں کچھ بھی''۔ یہاں ایک بات بتاتا چلوں کہ یہاں موجود ایک ساتھی کہ علاوہ میں کسی کو پہلے نہیں جانتا تھا۔ یہ رات بھی آدھے سوتے آدھے جاگتے گزر گئے۔

اگلے دن شام کو تھانے میں بہت ہل چل محسوس ہورہی تھی اور پولیس والے ایسے تعجب سے دیکھتے جیسے پہلی بار کسی انسان کو دیکھا ہو۔ اس بعد اُن کا ایک افسر آیا پوچھا کیسے ہیں آپ لوگ؟ ہم نے ٹھیک! تو پوچھا کھانا ٹھیک ہے؟ ہم نے بتایا کہ بہت خراب ہے۔ یہ سن کر وہ چلا گیا۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ اسی شام پولیس کے کسی بڑے عہدے دار نے پریس کانفرنس کی اور بتایا کہ ہم نے دہشت گرد پکڑے ہیں جنھوں نے بہت سے بڑے حملے کیے ہیں۔ اس پر ایک صحافی سے سوال کیا کہ اتنے ہی بڑے وہ مجرم ہیں تو بس ایک گھنٹے میں وہ سب کچھ مان بھی گئے۔

اصل میں میری اور ایک دو اور ساتھیوں کی گمشدگی کی رٹ ہائی کورٹ میں درج تھی اور کیس چل رہے تھے جس پر اُس افسر نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر ہم ان معالات سے بے خبر تھے۔

اس رات ہمیں دیکھنے سول کپڑوں والے بہت سے لوگ آئے۔ صبح ہوتے ہی گاڑیاں تھانے میں داخل ہوگئیں انہیں عام طور پر بکتر بند کہتے ہیں، ہمارے ہاتھ پیچھے باندھے جانے لگے، جلیل بھائی جو کہیں سے پکڑ کر ہمارے ساتھ شامل کردیے گئے تھے نہایت پریشان نظر آئے۔ میں نے دلاسے دینے کے کہا بھائی بالکل پریشان مت ہوں ان شاءاللہ کچھ بھی نہیں ہوگا اس بعد کالا غلاف ہمارے چہروں پر ڈال دیا گیا تھااور ایک ایک ساتھی کو پکڑ کر بکتر بند گاڑی میں بٹھادیا گیا۔

میں چونکہ درمیان میں تھااس لیے سامنے والے شیشے سے باہر کا منظر غلاف سے کسی حد تک صاف نظر آرہا تھا۔ ہماری گاڑی سے آگے پولیس اور ایلیٹ فورس کی کئی گاڑیاں چل رہیں تھیں۔ پیچھے کتنی تھیں اس کا اندازہ نہیں تھا۔ پولیس والے پورے شہر کے ٹریفک کو سامنے ہٹانے میں مصروف تھے اور عجیب سماں بنا ہوا تھا۔ ہر طرف سائرن بجا کر گاڑیوں کو ہٹایا جا رہا تھا۔ اس کے بعد ہماری گاڑی کسی عدالت کے احاطے میں داخل ہوئی، یہاں میڈیا کے نمائندوں کی بڑی تعداد موجود تھی جو ہماری غلاف میں تصاویریں لے رہے تھے۔ اب کمرہ عدالت میں جج کے سامنے پیش کیا گیا۔

جج نے غلاف اتارنے کا کہا تو ایک پولیس والے نے غلاف اتارے۔ جج نے سوال کیا ''آپ کو کچھ کہنا ہے''۔ یہ سوال ہمارے لیے حیران کن تھا کہ ہمیں کیا کہنا ہوگا بس ہم خاموش ہی رہے۔ اس طرح ہمیں تعزیراتِ پاکستان ایکٹ ۱۹۳۷ کے تحت شناخت پریڈ کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔

مجھے حیرانی ہوتی ایسی لوگوں کی سوچ پر جو بلا تحقیق اس ملک کے قانون کو ''اسلامی'' کہتے ہیں وجہ جب کہ حقیقت میں یہاں وہی قانون نافذ ہے جو انگریز ے ۱۹۳۷ء میں بنا گیا تھا۔ اسی کفری قانون کا شکار ہم خود ہو چکے ہیں۔ دوسرا دھوکہ جو درباری ملا حضرات دیتے ہیں وہ یہ کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے اس پر ایک سادہ سی بات کروں گا اپنے ناقص علم کے مطابق کہ کوئی قانون ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس کے متعلق ہم کہیں کہ ہے تو یہ اسلامی مگر تھوڑا کفر بھی اس میں شامل ہے۔ اگر اسلامی ہو گا تو پھر کفر نہیں ہو گا۔ اگر کفری ہو گا تو اسلامی نہیں ہو گا! اس میں درمیان کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اکثر لوگوں نے جو آئین کے ''اسلامی'' ہونے کی وکالت کرتے ہیں 'اُنہوں نے آئین پڑھا ہی نہیں ہوتا بس ایک بات مذہبی جماعتوں کے رہ نماؤں سے سن لیتے ہیں کہ ''آئین میں لکھا ہے کہ کوئی قانون قرآن سنت کے مخالف نہیں بنایا جائے گا''۔ حالانکہ اس کے بعد نیچے کی تمام ہی شقوں میں اس بات کارد کیا گیا ہے۔ جب قرآن وسنت کی بنیاد پر فقہائے اسلام کا مدون کردہ پورا ذخیرہ قانون 'اسلامی فقہ' کی صورت میں موجود ہے تو پھر کسی اور قانون کا ہمارے ہاں کیا کام؟!

پاکستان کے قانون اور آئین کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے صرف ایک مثال کافی ہے کہ ذرا غور کیجیے کہ اس آئین کے ذریعے کیسے شیطانی طریقے سے سودی نظام کو تحفظ دیا گیا ہے۔ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود اعلان فرماتے ہیں کہ سود اللہ اور اُس رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ ہے۔ مگر یہاں تو تمام بنکنگ سسٹم سودی چل رہا ہے پاکستان کا کوئی بنک چاہے وہ کتنا ہی اسلامی نام رکھ لے سٹیٹ بنک آف پاکستان کو سود دیے بغیر نہیں چل سکتا۔ پھر اسی آئین میں لکھا ہے کہ صدر، گورنرز، وزیر اعظم، کو (ہر قسم کا جرم کرنے کے باوجود) استثناء حاصل ہو گا جب کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اپنی صاحب زادی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ''اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو اُس کا ہاتھ کاٹا جائے گا''!

اس آئین کے غیر اسلامی نہیں کفری ہونے کی کئی دلیلیں موجود ہیں مگر پیٹ نے حق گوئی سے روک رکھا ہے! لوگ اسلامی نظام اور شریعت کے نفاذ کی بات کرتے ہیں مگر ساتھ میں یہ بھی چاہتے ہیں کہ اُن کے کاٹن پر سلوٹ بھی نہ آئے!... تو ایسا نہیں ہوتا! یہ اللہ کی سنت نہیں ہے! اسلام کی بہاریں دیکھنی ہیں تو اپنا سب کچھ قربان کرنا ہو گا جہاد و ہجرت کی راہ اپنانی ہو گی۔

لوگ اسی طاغوتی نظام کی بھول بھلیوں میں اسلام کا پاکیزہ پھول تلاش کر رہے ہیں! وہ بھول جاتے ہیں کہ اس ملک کو وہ فوج چلا رہی ہے جو اُسی امریکی اکیڈمی کی تربیت یافتہ ہے جہاں سے مصری فرعون سیسی تربیت پا چکا ہے۔ اس لیے اخوان المسلمین کا حشر کیوں بھول جاتے ہو؟ کبوتر کی آنکھیں بند کر لینے سے بلی اپنی فطرت بدلے گی نہ ہی شکار کا موقع ہاتھ سے جانے دے گی! پاکستانی آئین کا مطالعہ شریعت کی روح سے کرنا ہے تو شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی کتاب ''سپیدۂ سحر اور ٹمٹاتا چراغ'' کا مطالعہ کریں۔ مقطعہ میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات کے مصداق یہ تو درد دل ''مقطعہ'' میں آپڑا تھا!

اب موضوع کی طرف آتا ہوں۔ جیل جانے سے پہلے راستے میں ایک پولیس چوکی میں پھر سے تصاویریں لیں گئیں اور کچھ فضول سے سوالات کئے گئے۔ اب عصر کا وقت قریب تھا، ہمیں نمازِ ظہر تک ادا کرنے کا موقع نہ دیا گیا تھا۔ گاڑی جیل کے احاطہ میں داخل ہو چکی تھی، جیل کی وہ جگہ جہاں قیدیوں کی آمد اور اخراج درج کیا جاتا ہے اور جامہ تلاشی لی جاتی ہے اُسے انگریز ''ڈیڑی'' کہتے تھے اور گندمی رنگت کے حامل اُس کے غلام آج بھی آقا کے الفاظ کو بھول نہیں پائے وہ بھی ''ڈیڑی'' ہی کہتے ہیں۔ اس ڈیڑی میں ہماری پھر سے تلاشی لی گئی۔ پھر نام درج کئے گئے تصاویریں لی گئیں اور آخر کار ہمیں جیل میں گیٹ سے اندر داخل کر دیا گیا۔

اندر داخل ہوتے ہیں سامنے سورج دیکھا تو عجیب سا لگا، کیوں پورے پانچ ماہ بعد سورج دیکھا تھا اور آسمان نظر آیا۔ اب ہمیں جیل کے سیل میں پہنچایا گیا۔ ایک سیل کے اندر کئی زندان ہوتے جس میں ساتھی مختلف اوقات میں مختلف تعداد میں رہتے تھے۔ یہ تفصیل بعد میں بتاؤں گا۔ ہمارا نام سیل کی کتاب میں درج کر دیا گیا اور ہمیں ایک ایک زندان میں جانے کا کہا گیا ہم جوں ہی سیل کے احاطے میں داخل ہوئے پہلے ساتھی جو زندان میں موجود تھے اُنھوں نے دیکھتے ہی استقبال میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو سارے ساتھی جو زندانوں میں موجود تھے باآواز بلند جواب دے رہے تھے۔ ہم سب بہت خوش ہو گئے ایسا لگا کہ بس مشکلات کا سمندر کٹ چکا ہے ساحل قریب آگیا۔

جیل کی زبان میں زندان کو ''چکی'' کہتے تھے یہ لفظ بھی انگریز نے عطا کیا تھا جو غلام بھول نہیں پائے۔ میں جس (چکی) زندان میں داخل ہوا یہاں ساتھیوں نے داخل ہوتے ہیں گلے لگایا خوشی سے ملے اور فوری کھانے کا پوچھا۔ چونکہ صبح سے بھوکا تھا اسے لیے جیل کے چنے اور دو روٹیاں مل گئیں۔

پھر نماز ادا کی تو ساتھیوں نے دودھ جو ڈبوں میں موجود تھا وہ پینے کے لیے دیا۔ میں بخوشی سارا ہی پی گیا پھر ایک ساتھی نے بسکٹ دیئے یہ سب کچھ میرے لیے نیا نیا سا تھا۔ سردی کا موسم تھا ایک ساتھی نے سونے کے لیے اپنی چادر دی۔ اللہ اُس پیارے بھائی کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائیں۔ میں اُس وقت بہت کسمپرسی کی حالت میں تھا۔ ٹوٹے جوتے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے تھا مگر یہاں ساتھیوں نے کپڑے بھی دیے اور پہنے کو جوتے بھی۔ جو میسر ہوتا کھانے کو وہ بھی۔ کئی دن گزر گئے۔

اس سیل میں ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کسی زندان میں سات اور کسی میں چھ ساتھی بند ہوتے۔ ہر روز ساتھیوں کی تبدیلی ہوتی۔ جیل والے اس کو اپنے آقا کی زبان کے

مطابق ''اڑتی'' بولتے۔ جس مطلب یہ تھا کہ اپنا سامان اٹھانااور ہر دن کسی اور زندان میں نئے ساتھیوں کے ساتھ چلے جانا۔انتظامیہ کی نظر میں یہ سزا تھی مگر ساتھی اس بہت خوش ہوتے چلو دوسری جگہ اور ساتھیوں سے ملیں گے گپ شپ لگائیں گے۔ ہمارے پاس اُن دنوں میں سامان ہی کیا تھا بس کسی کے پاس ایک چادر، کسی کے پاس ایک کمبل دو سوٹ بس۔ باقی سب اجتماعی رکھا گیا تھا جو ہر زندان میں موجود رہتا تھا۔

ایک دن میرے نام کی آواز لگی اور مزید کچھ ساتھیوں کی بھی اب ہمیں زندان سے نکال کر مین گیٹ کے ساتھ موجود کھڑکی پر لایا گیا جہاں پولیس والوں نے بات کے بہانے ہماری شکلیں اور حلیے دیکھ لیے۔ پھر دو دن بعد شاخت پریڈ کے لیے تمام ساتھیوں کو نکالا گیا۔ شناخت پریڈ میں یہ ہوتا ہے کہ جتنے ملزم ہوتے اتنی لائنیں بنائی جاتی ہیں عام قیدیوں کی پھر اُن کے اندر اس کیس سے متعلقہ ملزمان بٹھا دیے جاتے ہیں۔ جس پولیس والے نے موقع پر ملزمان کو دیکھنے کا دعویٰ کیا ہوتا ہے وہ باری باری آکر پہچانتا ہے۔اب تمام گواہان جو پولیس والے تھے وہ آئے دو ٹھیک پہچانے باقی ایک کسی اور کو شناخت کیا جو ہمارے لیے پلس پوائنٹ تھا۔

اس سارے عمل میں اللہ نے میری خاص مدد کی کہ کسی بھی پولیس والے گواہ کی مجھ پر نظر نہیں پڑی۔ لیکن میرا نام مرکزی ملزمان شامل تھا۔کئی کیس ہمارے اوپر ڈالے گئے اور ایک کیس میں میرے علاوہ کوئی بھی شامل نہ تھا۔اس جیل میں یہاں ہم ایک ماہ سے زیادہ رہے۔ایک دن صبح ناشتے کے بعد اچانک آواز لگی جس میں میرا نام بھی شامل تھا۔ میں اٹھا منہ دھو کر کر تیار ہو گیا کہ مجھے کہیں پھر جانا ہے ہمیں بتایا گیا کہ آپ کو کورٹ جانا ہے آپ کی پیشی ہے۔ ہم پھر جیل کے مرکزی گیٹ پر آگئے تھے یہاں ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگا دی گئی۔ مگر کمال بات یہ محسوس ہوئی کہ غلاف چہرے پر نہیں تھا۔ ہمیں گاڑیوں میں بٹھا کر ایک بڑے لاؤلشکر کے ساتھ عدالت میں لایا گیا یہاں کا منظر دیکھ کر میرا خود پر قابو رکھنا مشکل ہو گیا۔ یہاں میرے والد، بھائی، بہنوئی، بہن اور ایک بھتیجا موجود تھا۔ میں نے سب کو سلام کیا اور پولیس والے مجھے گھسیٹ کر کمرہ عدالت میں پیشی کے لیے لے گئے۔ جج کو وکیل نے بتایا کہ کافی عرصے سے ان لوگوں کو گھر والوں سے نہیں ملایا گیا۔اس پر گھر والوں کو اجازت دی گئی کہ وہ ہم سے آکر باری باری مل لیں۔اب میرے والد اور بہن کو اندر آنے کا کہا گیا۔آپ خود سوچیں کہ جس باپ کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اُس کا بیٹا مر گیا یا زندہ ہے اگر زندہ ہے تو کس حال میں اسی حال میں سات ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہو اچانک بیٹا نظر آئے تو کیا کیفیت ہو گی؟

والد صاحب آتے ہی مجھے گلے لگایا اور سادیوانہ وار مجھے پیار کرنے لگے! وہ میرے جسم کو ہاتھ لگا لگا کر ٹٹول رہے تھے اور بار بار پوچھ رہے تھے کہ بیٹا کیسے ہو؟ زیادہ مارا تو نہیں؟ زخمی تو نہیں؟ آج یہ الفاظ لکھتے ہوئے بھی میرے آنسو نہیں تھم پا رہے۔ مگر اُس وقت اللہ نے اتنی ہمت دی کہ میں نے آنسوؤں کو ضبط کر کے اُنہیں حوصلہ دیا کہ ابو جان کچھ بھی نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں خیریت ہوں بس مشکل وقت گزر گیا۔ پریشان مت ہوں۔ اباجان نے کچھ پیسے میری جیب میں ڈال دیئے اور کہا بیٹا بس ہمت سے کام لینا۔

پھر میری بہن کو لایا جو بے اختیار بہت روئی۔ میں اُن سے چھوٹا ہوں مگر ہم دونوں نے بچپن ایک ساتھ کھیلتے لڑتے گزارا تھا۔ وہ مجھ سے شدت سے محبت رکھتی تھی اس لیے مجھے زندہ دیکھ کر خود پر قابو نہ رکھ سکی، میرے بھی کچھ آنسو بے اختیاری میں بہہ گئے، میں نے بہن کو دلاسہ دینے کی کوشش کی پھر بھائی اور بہنوئی سے ملاقات بھی زیادہ مختلف نہ تھی۔ بھانجا جس کو میں اپنے ہاتھوں میں کھلایا تھا میرے گلے لگ گیا، اُسے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ وہ ہمیشہ کہتا تھا ماموں میں بھی مجاہد بنوں گا۔ تو میں اُسے زنجیر دکھائی اور کہا دیکھ لو بھانجے! مجاہدین کو ایسے زنجیریں لگتی ہیں!

پھر ہمیں جسمانی ریمنڈ کے لیے تھانے میں بھیج دیا گیا۔ تھانے میں کچھ زیادہ برا سلوک نہ ہوا کیونکہ پولیس والوں پر اللہ کے اُن شیروں کا خوف تھا جو جسم سے بارود باندھ کر دشمن کے قلعوں میں گھس جاتے ہیں۔ البتہ کھانا انتہائی ناقص تھا اور چونکہ ہم سب ایک دوسرے کو نہیں جانتے تھے اس لیے ہر کسی نے اپنی اپنی کہانی یاد رکھی ہوئی تھی۔میرا شروع سے پولیس والوں کو تنگ یا مصروف رکھنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ میں اُن کو جہاد کشمیر کے واقعات میں ہی تھکا دیتا۔ میں جو بھی لکھواتا اُن کا کام تھا اس کو لکھنا اس لیے کافی لمبی لمبی کہانیاں سنا کر اُنہیں زچ بھی کرتا اور تھکا بھی دیتا۔

ایک دن تھانے میں ہمارے استعمال کا پانی بند کر دیا گیا صبح سے ہی تکلیف کا سامنا تھا وضو تو کیا پینے کا پانی بھی میسر نہیں تھا۔ بار بار کہا کہ پانی نہیں ہے مگر ایک نہ سنی گئی جب دوپہر ہوئی تو ہماری برداشت جواب دے گئی۔ میں آرام سے اٹھا اور ایک پولیس والا جو منشی تھا غالباً اُس کو بلایا وہ آیا تو بہت آرام سے دھیمی آواز میں کہا کہ اپنے افسر کو کہنا کہ ''پانی نہیں ہے اور ہم تنگ ہو رہے ہیں یاد رکھنا تم نے بھی یہیں رہنا ہے اور اس تھانے نے بھی یہیں رہنا ہے مگر ہم نے چلانے جانا ہے بس یہ یاد رکھنا''۔ بس اللہ تعالیٰ نے جانے کیا اُس کے دل میں خوف ڈالا کہ اُس نے فوراً پانی والا وال کھول دیا اور پانی آگیا۔

یہاں کھانا ناقص ہونے کی جو وجہ سامنے آئے وہ بھی ''اسلامی پاکستان'' والوں کے لیے اعلیٰ مثال ہے کہ انگریز کے دور میں جو تھانے میں موجود قیدیوں کے خورد و نوش کے انتظام کے لیے پچاس پیسہ فی قیدی مقرر کیا گیا تھا، جو کہ حکومت انگلیشیہ ادا کرتی تھی، یہ پچاس پیسے فی قیدی کا حساب اب تک قائم و دائم ہے وہ ابھی تک قائم تھے، غلاموں کو یہ پچاس پیسے بھی ''ہلاتے'' یا زیادہ کرتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے! یہاں ہم کئی دن رہے اس کے بعد ہمیں پھر جیل بھیج دیا گیا۔ اب مجھے تقریباً سال ہونے والا تھا، ایک دن جب ہم عدالت آئے تو میں نے دیکھا کہ میری والدہ ملنے آئی ہوئی ہیں۔ اس بار آنے سے پہلے جیل میں ہمیں بیڑیاں لگا

دیں گئیں تھیں۔ یہ بیڑی بھی برطانوی سامراج کا تحفہ تھا کہیں امریکہ کی بیڑی اور کہیں برطانیہ کی بیڑیاں۔ یہ سابقہ بیڑیوں سے قدرے مختلف تھی، پاؤں میں گول لوہے کا گڑا نما اور اُن کے اندر سے دو ڈنڈے اوپر گھٹنے تک اور پھر ایک چھوٹا سا چھلا۔ جس میں دونوں ڈنڈے باندھے تھے۔ اس حالت میں میری والدہ نے مجھے دیکھا تو بہت روئیں، ایک تو طویل عرصے بعد دیکھ رہیں تھی پھر ایسی حالت میں دیکھ کر عام انسان ڈر جاتے تھے کہ اتنی زنجیریں۔ باقی ساتھیوں کے گھر والے بھی ملنے آتے تھے۔ والدہ سے ملنے پر اللہ نے کافی حوصلہ دیا انھوں نے اسرار کیا قمیض اٹھاؤ، اور مجھے دیکھاؤ دکھاؤ تمہارے زخم کیسے ہیں کیسے مارا ظالموں نے؟ تم بہت تکلیف میں ہو نا؟ یہ الفاظ ایک ایسی ماں کے تھے جس کو ایک عرصے تک یہ بھی معلوم تھا کہا اُس کا بیٹا زندہ ہے یا مر گیا اگر مارا گیا تو کس طرح مار دیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ زندگی اور موت کے فیصلے کرنے والے ہیں۔ مارنے والے بھول جاتے ہیں کہ بچانے والا اُس سے بہت بڑا ہے۔ امی جان کے بڑے بڑے آنسو میری قمیض پر برسات کی طرح برس رہے تھے۔ میرے ہاتھوں پر بار بار بوسہ دیتیں میں بار باراُن کی توجہ بٹانے کے لیے ادھر ادھر کی باتیں کرتا، کبھی کہتا دیکھیں میرے داڑھی کتنی بڑی ہوگئی مگر آنسوؤں کی برسات کہاں تھمتی تھی۔ آخر ہم واپس جیل چلے گئے۔

میرے بہنوئی بار بار کہتے یار اتنے کیس اور اتنے بڑے کیس، کیا ہوگا؟ میں ہر بار یہی کہتا ''جو وقت اللہ نے میرا باہر آنے کا مقرر کیا ہے اُس دن کوئی مجھے روک نہیں سکے کا یہ خود کہیں گے کہ دورازہ کھلا ہے جاؤ باہر اور جو دن اللہ نے باہر آنے کا نہیں لکھا کوئی مجھے نکال نہیں سکتا''۔ جیل میں جیل انتظامیہ کے ساتھ بہت سے لڑائیاں ہوئیں۔ جب وہ ہماری بات نہ مانتے ہم خوب شور کرتے۔ پہلے تو ہمیں پنسل کاغذ رکھنے کی اجازت بھی نہ تھی مگر آہستہ آہستہ اللہ پاک نے آسانیاں فرمائیں۔ ہر ساتھی کی مختلف کہانی تھی۔ جیل میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد پھر ہمیں ریمانڈ (تفتیش) کے لیے کسی اور ادارے نے عدالت سے لے مانگ لیا۔ عدالت بھی اُن کی، کی جج بھی اُنہی کے جو چاہے کر سکتے تھے۔ اب پھر ایک تھانے میں لے جایا گیا اور کچھ بے معنی سے سوالات کئے گئے۔ جیسے بس کارروائی ہی پوری کی جاری ہو ۔ ایک مرتبہ رات کے وقت ہمیں حوالات (زندان) سے نکالا گیا وہاں موجود سپاہی نے مجھے برے طریقے سے ہتھکڑی لگانے کی کوشش کر رہا تھا جس سے میری کلائی زخمی ہو رہی تھی، میں نے انکار کر دیا کہ ہتھکڑی نہیں لگواتا جو مرضی کر لو۔ اب دس سے پندرہ پولیس والے میرا منہ دیکھ رہے تھے ایک افسر اُن میں سے آیا اور بولا کیا مسئلہ ہے؟ میں نے اُسے کہا کہ اپنے سپاہی سے کہو ہتھکڑی انسانوں کی طرح لگائے۔ بلآخر اُس نے ٹھیک کر کے لگا دی۔ ایک ساتھی نے میرے کان میں کہا ''یار ایسا لگ رہا ہے جیسا ہمیں باہر نکال کر پولیس مقابلے میں شہید کر دیں گے''۔ یہ سن کر میں کہا ''اچھا ہے نا بھائی! اسی کے لیے تو گھر سے نکلے تھے''۔ میں نے آہستہ آہستہ ترانہ پڑھنا شروع کیا ''زندگی میری فقط تیری رضا کے واسطے''، ہم بکتر بند گاڑی میں سوار تھے اور آگے پیچھے ایلٹ فورس کی گاڑیاں تھیں۔ اصل میں وہ ہمیں ایک تھانے سے دوسرے تھانے میں شفٹ کر رہے تھے۔ وہاں بھی ایسا ہی سب کچھ تھا مگر تحقیق کے لیے کچھ اور لوگ وہاں آئے جو مقامی اور غیر مقامی ایجنسیوں کے لوگ تھے ان میں ایف آئی اے کے لوگ بھی شامل تھے۔ بہت سے عرب مجاہدین کے بارے میں سوالات کئے گئے میں مکمل طور پر انکار کرتا رہا اور ہمیشہ معصومانہ انداز میں دائیں بائیں دیکھتا کہ جیسے عجیب سوال کر دیا گیا ہو۔ ایک چیز کتو ہر تھانے ہر ایجنسی اور جیل والوں نے کی کہ وہ ہماری تصاویر لیتے، پھر ہاتھوں کی انگلیوں کے نشان لیتے، ہاتھ کے نشان، قد، آنکھوں کا رنگ، چہرہ کیسا ہے، کوئی نشانی جس سے فوری پہچان لیا جائے، اس کے علاوہ پورے خاندان کے افراد کے نام مثلاً چچا، بھائی بہن، والد، والدہ اور تمام دوستوں کے نام اور فون نمبر حاصل کئے۔ ایک بات جو یاد رکھنی چاہی کہ نادرا کا ادراہ اس لیے بنایا کہ پاکستان میں جہادی لوگوں تک رسائی آسان ہو۔ ایسا جدید سسٹم دنیا کم ہی ممالک میں ہے، اس کی وجہ یہ ہے امریکہ کو آسانی ہو اپنے مطلوبہ افراد کو ڈھونڈے میں۔ جیسا کہ بہت سی جہادی کارروائیاں جو امریکہ کہ خلاف انجام پائیں اُن کا کسی نہ کسی طرح سے تعلق پاکستان سے تھا اور افغان جہاد کے بعد پاکستان کو کنٹرول رکھنا امریکہ کے لیے لازم وملزوم تھا۔ کیونکہ پاکستان میں موجود امریکی اڈے اس جس قدر محفوظ ہیں اتنے افغانستان میں بھی نہیں اور پاکستان کی حیثیت امریکہ کے لیے ایک ایسے محفوظ اڈے کی سی ہے، جس میں وہ آکر رہتے ہیں اپنے کام سرانجام دیتے ہیں اور یہاں سے مجاہدین پر حملے کرتے ہیں اور پھر محفوظ نکل جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کراچی سے طورخم تک کتنا ہی فاصلہ ہے اور نیٹو کی سپلائی چودہ سال سے جاری ہے مگر کوئی بہت بڑا ایسا حملہ نہیں ہوا جس سے نیٹو کو یہ سوچنا پڑا ہو کہ سپلائی کا کوئی اور روٹ ہونا چاہیے۔ ایک دو بار جب پاکستان کو ضرورت پڑی کے کہ ہمارا کام زیادہ اور معاوضہ کم ہے تو پھر نیٹو سپلائی کو وقتی بند کر دیا گیا جب ریٹ بڑھا دیا گیا تو پھر نیٹو سپلائی بحال کر دی گئی۔ اس لیے امریکہ ہر وہ چیز پاکستان کو دیتا ہے جس سے وہ مجاہدین کے خلاف استعال کر سکے۔ اسی طرح پاسپورٹ کو جدید بھی اسی لیے بنایا گیا۔ ویسے تو ہمارے تمام گھر کے افراد کی معلومات اور تصاویر فوری اُن کو نادرا سے مل چکی تھی مگر اپنی کاغذی کارروائی مکمل کرنے کے لیے انھوں نے ایسا کیا۔ میرے پاؤں کا سائز اور چلنے کا انداز سب نوٹ کیا گیا اور ایک بات کہ میرا پاؤں دیکھ کر ایف آئی اے والے افسر نے کہا کہ آپ بھاگنے میں بہت تیز لگتے ہیں جس کے جواب میں نے کہا پتہ نہیں، موقع دیں پھر پتہ لگ جائے گا تیز ہوں یا سست۔ اس پر وہ مسکرایا مگر اندر اندر سے بہت غصے میں تھا۔ اس بعد کسی اور ایجنسی کے لوگ آئے، اس موقع پر مجھے ایسا لگا جیسا ہمارے ایمان کو چیک کرنے کی کوشش کی جاری ہے کہ اتنے عرصے کی مار، جیل ذہنی اذیت کے بعد کس حال میں ہیں...(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

پہاڑ اور شہر کی فضا

سعد خالد

انجنیئر ملک محمد عادل (بارود و الیکٹرانکس کے استاد سہیل بھائی) ہمارے ایک شہید مجاہد ساتھی تھے۔ ان سے منسوب ایک قصہ ہے، وہی بیان کرنا آج مقصود ہے۔ معمولی ردّ و بدل کے ساتھ قصہ کا مدعا پیشِ خدمت ہے۔ یہ تحریر بھی شہید ملک محمد عادل کے نام منسوب کی جاتی ہے، رحمۃ اللہ علیہ۔

عادل بھائی بتاتے ہیں کہ ایک بار وہ وزیرستان کے کسی علاقے میں پیدل سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ایک کُوچی [1] کا خیمہ نما گھر تھا۔ وہ ذرا دیر کو آرام کی غرض سے اس کے ہاں رُک گئے۔ کوُچی سے کچھ دیر گپ شپ ہوئی، پھر کوُچی نے عجیب بات کی۔ کہنے لگا:

''جانتے ہو؟ شہر کے شخص کا، پہاڑوں میں رہنے والے شخص کے مقابلے میں اللہ پر زیادہ پکا ایمان کیوں ہوتا ہے؟''

پہلے سوال کیا اور پھر ساتھ ہی بولا:

''دیکھو بھئی، ایک بچہ شہر میں پیدا ہوتا ہے۔ آنکھ کھولتا ہے تو ہسپتال میں۔ وہاں سے باہر نکلتا ہے تو گاڑی میں بیٹھتا ہے۔ گاڑی سڑک پر چلتی ہے۔ سڑک کے ارد گرد بڑی بڑی عمارتیں ہوتی ہیں۔ گھر دیکھتا ہے، گھر میں پانی چاہیے تو ٹونٹی کھولتا ہے۔ پڑھنے کے لیے اسکول جاتا ہے۔

جب وہ پوچھتا ہے کہ میں جس ہسپتال میں پیدا ہوا، وہ کس نے بنایا ہے؟ تو جواب ملتا ہے انسان نے۔

جب وہ پوچھتا ہے کہ گاڑی کس نے بنائی؟ تو جواب ملتا ہے انسان نے۔

سڑک کس نے بنائی؟ انسان نے۔

بڑی بڑی عمارتیں کس نے بنائیں؟ انسان نے۔

گھر میں پانی چاہیے، ٹونٹی کس نے بنائی؟ انسان نے۔

اسکول کی عمارت سے لے کر اسکول کے نصاب تک، کس نے بنایا؟ مستری اور لارڈ میکالے نے یعنی انسان نے۔

اب ہمارا بچہ پیدا ہوا پہاڑ میں۔ آنکھ اوپر اٹھائی تو نیلا آسمان۔ نیچے دیکھا تو چٹیل میدان، دامنِ کوہ۔ دائیں بائیں دیکھا تو پتھر اور درخت اور بکریاں۔ سواری کی تو گدھے، گھوڑے اور اونٹ کی۔ پانی چاہیے تو چشمہ اور ندیاں، نالے۔ علم حاصل کیا تو کہیں جاتے ہوئے کسی مولوی صاحب سے۔

اب یہ پوچھتا ہے کہ میں جس پہاڑ پر پیدا ہوا، وہ کس نے بنایا ہے؟ جواب ملتا ہے اللہ نے۔

آسمان کس نے بنایا؟ جواب ملتا ہے اللہ نے۔

یہ میدان، دامنِ کوہ، پتھر، درخت، بکریاں، یہ کس نے بنائیں؟ اللہ نے۔

یہ سواری کے لیے گدھے، گھوڑے اور اونٹ کس نے بنائے؟ اللہ نے۔

یہ چشمے اور ندی، نالے کس نے بنائے؟ اللہ نے۔

مولوی صاحب اور ان کے پاس جو علم ہے، انہیں کس نے بنایا؟ علم کس نے عطا کیا؟ جواب ملتا ہے اللہ نے۔''

کُوچی مسکرایا۔ اسی لیے پہاڑ والے کا یقین اللہ پر ہے اور شہر والے کا یقین انسان پر۔ یہ چیزیں شہر میں بھی مل جاتی ہیں مگر انسان پر سے نظر اٹھانے کی فرصت نہیں ملتی۔ یہاں وقت بہت ہے لیکن ساتھ ہی وقت کو استعمال کرنے کا بہترین موقعہ بھی۔ تدبّر کا وقت، تفکر کا وقت، اللہ کی نشانیاں دیکھنے کا وقت، غور کرنے کا وقت۔

وہ کوُچی سادے سے انداز میں وہ باتیں سمجھا گیا جن کو بڑے بڑے فلسفی، عقل کے پہاڑ، دانش ور اور مفکر ساری زندگیاں لگا کر بھی نہ سمجھ پائے!

دینِ فطرت اتنا ہی آسان ہے۔

☆☆☆☆☆

''ہم مسلمانوں کے خون کی ایک ایک بوند کے بارے میں بھی انتہائی فکر مند اور درد مند ہیں۔ ان کا جو خون ناحق و ظلماً بہایا جاتا ہے، ہمیں اس کے ہر قطرے پر دکھ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی حالت زار پر تڑپ کر ہی ہم گھروں سے نکلے ہیں۔ ان کے دین، عزت و آبرو اور ان کے مال کے دفاع کی خاطر نکلے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ مسلمان کے خون کی حرمت قطعی ہے۔ اور یہ قطعیت آفتاب کی طرح روشن و بے غبار دلائل قطعیہ کے ساتھ ہی زائل ہو سکتی ہے۔ ہم خونِ مسلم کو بودی اور کمزور دلیلوں کے ذریعے حلال جاننے یا مسئلہ تترس میں معتمد اہل علم کی کتب میں مذکور شرعی اصولوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے، وسعت دینے یا بغیر دلیل و برہان کے الزامات ان کے سر منڈھ دینے کے طرزِ عمل سے شدت کے ساتھ خبر دار کرتے ہیں۔ نہ ہی ہم یہ جائز سمجھتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اس وجہ سے باغی قرار دے کر اس سے قتال کیا جائے کہ وہ کسی جہادی جماعت سے الگ ہو گیا ہے''۔

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

[1] کُوچی افغانستان و قبائل کے وہ خانہ بدوش لوگ ہوتے ہیں جو سارا سال سفر میں گزارتے ہیں۔ سال کا آغاز افغانستان کے ایک کونے سے کرتے ہیں اور پنجاب کے آخری کونے تک سفر کرتے ہیں۔ غرض کُوچی متبادل ہے خانہ بدوش کا۔ میرے وِجدان کے مطابق شاید کُوچی کا لفظ کُوچ کرنے سے نکلا ہو؛ یعنی وہ شخص جو مسلسل کُوچ کرتا رہتا ہو۔

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

14مارچ:

☆مجاہدین نے کٹھ پتلی فوج پر صوبہ خوست ضلع نادر شاہ کوٹ میں حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دو سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ تین زخمی ہوئی۔

☆مجاہدین نے صوبہ کاپیسا ضلع نجر آب میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا۔ جس میں چار اہل کار ہلاک جب کہ دو زخمی اور دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆مجاہدین نے صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام میں دو فوجی ٹینکوں کو بارودی سرنگوں سے نشانہ بنایا۔ دونوں ٹینک تباہ ہوگئے جب کہ ان میں سوار افغان فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے ضلع اسمار میں افغان فوجی چوکیوں پر حملہ کیا۔ ڈب، چپکو اور بروڑ نامی چوکیوں پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں مجموعی طور پر 21 فوجی ہلاک ہوئے جب کہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔ ڈب نامی چوکی کو مجاہدین نے فتح کر لیا۔

☆امارت اسلامیہ کے کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے صوبہ روزگان ضلع دہراود میں 49 پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔

15مارچ:

☆مجاہدین نے صوبہ لغمان کے صدر مہترلام شہر میں صوبہ نورستان ضلع دوآب کے پولیس چیف کی گاڑی پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا۔

☆صوبہ اورزگان کے ضلع دہراود میں مجاہدین کی پولیس اہل کاروں اور جنگ جوؤں سے شدید جھڑپیں ہوئیں، جن کے نتیجے میں 9 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جب کہ دیگر نے راہِ فرار اختیار کی۔ مجاہدین نے 2 امریکن بندوقیں اور ایک مارٹر توپ بھی غنیمت کر لیا۔

☆پولیس اہل کاروں پر مجاہدین نے صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں حملہ کیا۔ غزنی شہر کے قلعہ جوز کے علاقے میں مجاہدین نے اہل کاروں کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار پانچ اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے صوبہ نورستان ضلع وانٹ وایگل میں 5 سیکورٹی اہل کار مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ پکتیکا کے ضلع برمل میں پولیس اہل کاروں کی گاڑی پر مجاہدین کی نصب شدہ بم کا دھماکہ ہوا۔ جس سے گاڑی تباہ اور اس میں سوار اہل کاروں میں سے تین ہلاک جب کہ دو زخمی ہوئیں۔

☆مجاہدین نے صوبہ غزنی ضلع دہ یک میں میران کے علاقے میں آپریشن کے لیے آنے والے سیکورٹی فورسز کے کاروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئیں۔

☆صوبہ روزگان ضلع دہراود میں کٹھ پتلی فوجوں، پولیس اہل کاروں اور مقامی جنگ جوؤں پر مجاہدین نے حملہ کیا، کٹھ پتلی فوجیں، پولیس اہل کار اور مقامی جنگ جو آپریشن کی غرض سے آئے، جن پر مجاہدین نے حملوں کا سلسلہ جاری رکھا، مجاہدین کے حملوں کی شدت کی وجہ سے دشمن نے پسپائی اپنالی۔ صوبہ روزگان میں گزشتہ دو ہفتوں میں دشمن کے پچاس اہل کار ہلاک وزخمی اور 6 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 3 چوکیاں فتح ہوئیں۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع چنارتو واقع افغان فوج کی چوکی میں 4 رابطہ مجاہدین نے وہاں تعینات فوجیوں پر حملہ کیا، جس سے دو فوجی ہلاک ہوئیں۔ چاروں مجاہد 2 کلاشنکوفوں، 2 رائفل گنوں ایک مارٹر توپ، ایک راکٹ لانچر اور مختلف النوع فوجی سازوسامان سمیت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

16مارچ:

☆مجاہدین نے صوبہ غزنی ضلع دہ یک کے علاقے میران میں آپریشن کے لیے آنے والے کٹھ پتلی فوجوں کے کاروان پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں حواس باختہ دشمن نے فرار کی راہ اپنالی اور لڑائی کے دوران 5 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے صدر مقام لشکر گاہ شہر کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں اللہ کی فضل سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن، 3 کلاشنکوفیں، 2 رائفل گنیں اور ایک مارٹر توپ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی کے علقہ شاول ماندہ میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کی اہم چوکی پر حملہ ہوا۔ چوکی میں نصب ایک ٹاور تباہ اور 9 اہل کار ہلاک وزخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک امریکن ہیوی مشن گن، ایک امریکن بندوق اور دو کلاشنکوفیں غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں سیکورٹی فورسز پر مجاہدین کے حملے میں 8 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔

17مارچ:

☆ہلمند کے ضلع ناد علی مین مجاہدین نے امریکی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ ناد علی کے علاقے شاول ماندہ میں امریکی فوج اور نام نہاد افغان کمانڈوز نے عوام پر تشدد کی غرض سے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے چھاپہ مارا اور یہ سلسلہ رات ایک بجے تک جاری رہا۔ مجاہدین نے ایک ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا، جو شنہ جامع کے علاقے میں گر کر تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام وحشی فوجیں واصل جہنم ہوئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ بغلان ضلع پل خمری میں کٹھ پتلی فوجوں پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے مذکورہ ضلع کے ڈنڈ غوری کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں، مقامی جنگ جوؤں اور پولیس اہل کاروں پر وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے 32 بڑے گاؤں سے دشمن کا مکمل صفایا ہو گیا۔

☆افغان فوجی قافلے پر مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے ضلع ناڑا میں حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 4 فوجی ٹینک 2 گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 27 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ایم 16 امریکن گن، درجنوں گرنیڈز اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کیا

☆صوبہ قندہار کے ضلع شاولیکوٹ میں افغان فوجی چوکی پر مجاہدین کے حملے کے نتیجے میں 4 افغان اہل کار ہلاک ہو گئے۔

20 مارچ:

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں افغان سیکورٹی کانوائے پر مجاہدین کے حملے میں 3 کمانڈروں سمیت 12 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ بلخ کے صدر مقام مزار شریف میں رینجرز گاڑی کو بارودی سرنگ دھماکے کے ذریعے تباہ کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں 2 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع واشیر میں سرہ غونڈہ کے علاقے میں افغان فوج کی گشتی پارٹی پر مجاہدین کے حملے میں ایک فوجی ٹینک تباہ اور اس میں سوار 7 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع چارچینہ میں علاقے دوسنگ کے مقام پر واقع کٹھ پتلی فوجوں کے مراکز اور چوکیوں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اب تک ایک فوجی مرکز اور تین چوکیاں فتح ہوئی ہیں۔ ایک مارٹر توپ، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، ایک 82 ایم ایم توپ، 8 امریکن گنیں، 3 ٹریکٹر کی ٹرالیاں بھری گولہ بارود اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا ہے۔

21 مارچ

☆امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر اور ضلع چھارچینہ میں دو کمانڈروں سمیت 22 پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔ سرنڈر ہونے والوں نے ایک مارٹر توپ، ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، ایک 82 ایم ایم توپ اور آٹھ امریکن بندوقوں سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد کے علاقے گورگوری میں قائم کٹھ پتلی فوجوں کی چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، ایک چوکی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مکمل طور پر فتح اور وہاں تعینات 13 اہل کار ہلاک ہوئے۔

22 مارچ:

☆صوبہ کنڑ کے ضلع اسمار میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر گھات لگا کر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 3 فوجی ٹینک تباہ اور 6 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہو گئے۔

☆صوبہ کنڑ کے ضلع غازی آباد میں مجاہدین نے فوجی کارروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 فوجی ٹینک مکمل طور پر تباہ اور ان میں سوار اہل کار ہلاک ہو گئے۔

23 مارچ:

☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر میں سپلائی کانوائے پر حملے کے نتیجے میں ایک گاڑی تباہ اور اس میں سوار دو اہل کار ہلاک ہو گئے۔

☆صوبہ میدان کے صدر مقام میدان شہر کے زمان خیل کے علاقے میں مجاہدین نے جنگ جو کمانڈر اسلام الدین کو مسلحانہ کاروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا۔

☆صوبہ فراہ ضلع فراہ رود میں کمانڈر سمیت 14 پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

24 مارچ:

☆روزگان کے ضلع دہراود کے علاقے مرچہ میں پولیس اہل کاروں اور کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 15 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ایک فوجی ٹینک، دو گاڑیاں بھی تباہ ہوئی ہیں۔

25 مارچ:

☆صوبہ ننگرہار ضلع شیر زاد کے مرکز پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں مرکز کو نقصان پہنچنے کے علاوہ انٹیلی جنس سروس ڈسٹرکٹ چیف کمانڈر رحمت اللہ شدید زخمی ہوا، جو بعد ازاں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔

☆کابل شہر کے مربوطہ علاقے مکرویان سہ میں فردوسی پارک کے مقام پر افغان خفیہ ادارے کی رینجر گاڑی ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے تباہ ہو گئی۔ گاڑی میں سوار 7 اہل کار ہلاک ہو گئے۔

26 مارچ:

☆صوبہ روزگان کے ضلع ضلع دہراود کے مرچہ کے علاقے میں ایک بار پھر کٹھ پتلی فوجوں اور نظم عامہ اہل کاروں پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 16 اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہونے کے علاوہ دو گاڑیاں تباہ اور مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، ایک مارٹر توپ، تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع چارچینہ میں مجاہدین نے ساخربند کے علاقے توغی کے مقام پر پولیس اہل کاروں کی چوکی پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے فتح اور وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 7 ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، تین آر پی جی راکٹ، ایک مارٹر توپ، 6 کلاشنکوفیں اور ہزاروں کی تعداد گولیاں غنیمت کر لیے۔

☆امارت اسلامیہ کے فدائین نے صوبہ قندہار ضلع دامان میں نائب کور کمانڈر جنرل خان آغا کے گیسٹ ہاؤس پر حملہ کیا۔ فدائین نے ڈیوٹی پر مامور اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور بعد میں گیسٹ ہاؤس میں داخل ہو کر وہاں موجود کمانڈر اور دیگر کرائے کی فوجیوں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں اسسٹنٹ کور کمانڈر جنرل خان آغا امین اور اس کے بیٹے سمیت دس سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ننگرہار ضلع شیر زاد میں سیکورٹی فورسز کے 10 اہل کار مجاہدین سے آملے۔

☆روزگان کے ضلع دہراود میں فوجی ٹینک باردی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا، جس کے نتیجے میں 5 سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔

27 مارچ:

☆مجاہدین نے صوبہ روزگان ضلع چھارچینہ میں کٹھ پتلی فوجوں کے مراکز اور چوکیوں پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 10 چوکیاں فتح، مشہور بم ڈسپوزل کمانڈر نسیم سمیت 12 سیکورٹی ہلاک جب کہ 4 گرفتار ہوئے۔ 4 رینجر گاڑیوں، 9 موٹر سائیکلوں، 11 امریکن بندوقوں، 13 کلاشنکوفوں، 2 مارٹر توپوں، 3 ہیوی مشن گنوں، ایک اینٹی ائیر کرافٹ گن، ایک 82 ایم ایم توپ سمیت مختلف النوع فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا گیا۔

☆امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ روزگان ضلع دہراود میں فوجی مرکز پر میزائل داغے جو اہداف پر گرے۔ جس کے نتیجے میں 6 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئیں۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع شلگر میں عالم خیل علاقہ میں پولیس اہل کاروں کی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار چار اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

28 مارچ:

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر کے تلوکی کے علاقے حق العبور کے مقام پر واقع مجاہدین کے مراکز پر کٹھ پتلی فوجوں نے حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جو ایک گھنٹے تک جاری رہی، جس کے نتیجے میں 4 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 3 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع دشت آرچی کے مرکز کے قریب امام صاحب بندرگاہ کے علاقے میں جارح صلیبی فوجوں اور کٹھ پتلی انتظامیہ کی سپیشل فورس اہل کاروں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں متعدد صلیبی اور سپیشل فورس اہل کار ہلاک و زخمی ہوئیں، جن میں سے 10 سپیشل فورس اہل کاروں کی لاشیں کئی دن تک میدان جنگ میں پڑی رہیں۔

☆صوبہ زابل کے صدر مقام قلات شہر اور ضلع میزان میں کٹھ پتلی فوجوں کی گشتی پارٹی پر دھماکے ہوئے۔ ضلع میزان کے سعد اللہ خان گاؤں کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کی گشتی پارٹی پر 2 دھماکے ہوئے جس سے پانچ اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ 3 مزید زخمی ہوئیں۔

قلات شہر میں کاکڑان کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں کی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ اور اس میں سوار 7 اہل کار ہلاک ہوئیں۔

☆مجاہدین نے صوبہ ہرات ضلع شینڈنڈ میں کٹھ پتلی فوجوں کے قافلے پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ، 9 سیکورٹی فورسز ہلاک جب کہ مزید 6 زخمی ہوئیں۔

☆مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے ضلع ناڑا میں کٹھ پتلی فوجوں کے ہیلی کاپٹر کو بارودی سرنگ دھماکے میں مار گرایا۔ مجاہدین نے انجگل کے علاقے میں فوجی مرکز میں لینڈنگ کرنے والے ہیلی کاپٹر کو بارودی سرنگ دھماکے سے نشانہ بنا کر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں عملہ سمیت 12 کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئیں۔ یاد رہے کہ مائن کارروائی میں کسی ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کی یہ تاریخی اور انوکھی کارروائی ہے جسے مجاہدین نے سرانجام دیا۔

29 مارچ:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک کے تیمورک کے علاقے میں واقع جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 3 جنگ جو ہلاک جب کہ دو زخمی اور مجاہدین نے دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی ساز و سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کے کاروان اور سپلائی کانوائے پر مجاہدین نے حملہ، جس کے نتیجے میں کمانڈر زلمئے سمیت 5 اہل کار ہلاک جب کہ 8 زخمی ہوئے۔ حملے کے دوران 5 سپلائی اور 2 فوجی گاڑیاں مکمل طور پر تباہ جب کہ 10 کو جزوی نقصان پہنچا۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع دہراود کے مرگئی کے علاقے میں کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کی طرف سے بند کر دی گئی راستے کی کھولنے کی ناکام کوشش کی جن پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں 4 ٹینک تباہ، 20 اہل کار ہلاک و زخمی جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆امریکی کمانڈوز پر مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں حملہ کیا۔ علاقے میں امریکی کمانڈوز آپریشن کے لیے آئے، جن پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں وحشی کمانڈوز زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں کٹھ پتلی فوجوں کے قافلہ پر حملہ مجاہدین نے حملہ کیا۔ کٹھ پتلی فوجوں نے سینکڑوں ٹینکوں اور فوجی گاڑیوں سمیت ضلع شینڈنڈ میں آپریشن کی ناکام کوشش کی، جن پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملے اور بارودی سرنگوں کے ذریعے حملہ کیا۔ 2 فوجی ٹینک تباہ، 31 اہل کار ہلاک و زخمی جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆امارت اسلامیہ کے دعوت و ارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 19 پولیس اہل کار اور مقامی جنگ جو صوبہ روزگان ضلع دہراود میں مجاہدین سے آملے۔

30 مارچ:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین میں حاجی امین وادی کے علاقے میں واقع کٹھ پتلی فوجوں کی چوکی پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 11 اہل کار موقع پر ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے دو امریکن ہیوی مشن گنیں، ایک راکٹ لانچر، سات امریکن بندوقیں اور ایک وائرلیس سیٹ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں حیدر آباد کے علاقے نیو کاریز کے مقام پر کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں کے ضلع سنگین جانے والا فوجی قافلہ پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 13 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک وزخمی ہوئیں۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر میں مسلسل تین دھماکوں سے 4 امریکی فوجی ہلاک جب کہ 2 زخمی ہوئے۔

☆مجاہدین نے صوبہ پروان ضلع بگرام میں بگرام ایئر بیس کے قریب سہ دکان کے علاقے میں امریکی ایف 16 جنگی طیارے کو نشانہ بنا کر مار گرایا۔ مجاہدین کا نشانہ بننے والا طیارہ مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار عملہ کے تمام ارکان بھی ہلاک ہوگئے۔

☆مقامی جنگ جوؤں اور کٹھ پتلی فوجوں پر مجاہدین نے صوبہ سمنگان ضلع درہ صوف میں حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں فوجی اٹارنی جنرل سردار سمیت 6 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور ایک فوجی ٹینک اور رینجر گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

2اپریل:

☆امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ ہرات ضلع غوریان میں فوجی کاروان پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک رینجر گاڑی تباہ اور دو سیکورٹی اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک کاماز، ایک فوروہیل ڈرائیور اور دو فلائنگ کوچ گاڑیوں کو غنیمت کرنے کے علاوہ 16 سیکورٹی اہل کاروں کو بھی گرفتار کر لیا۔

3اپریل:

☆صوبہ روزگان ضلع دہراود میں کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں پر حملہ ہوا۔ کئی روز سے کٹھ پتلی فوجوں اور پولیس اہل کاروں نے مرچہ کے علاقے میں مجاہدین کی طرف سے بند کیا گیا راستہ کھولنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے، جن پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 20 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 15 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 4 امریکن ہیوی مشن گنیں، 8 امریکن بندوقیں اور 3 راکٹ لانچروں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان بھی غنیمت کر لیا۔

4اپریل:

☆مقامی جنگ جوؤں کی چوکی پر امارت اسلامیہ کے فدائین نے صوبہ قندوز ضلع قلعہ ذال میں حملہ کیا۔ فدائین نہایت مہارت سے چوکی میں داخل ہوئے اور وہاں موجود جنگ جوؤں پر اندھادھند فائرنگ شروع کر دی، جس کے نتیجے میں دو جنگ جو موقع پر ہلاک جب کہ تین زخمی ہوئے، دشمن کے جوابی فائرنگ سے ایک فدائی شہید تقبلہ اللہ، جب کہ دوسرا بحفاظت مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع چھارچینہ میں 22 پولیس اہل کار اور جنگ جوؤں اسلحہ سمیت سرنڈر ہوگئے۔

☆صوبہ ہلمند کے اضلاع مارجہ اور گریشک میں امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے 10 پولیس اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالے۔

6اپریل:

☆امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد نے قندہار شہر میں پولیس ہیڈ کوارٹر میں شہیدی حملہ سرانجام دی۔ قندہار شہر کے وسط میں واقع پولیس ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ نمبر 2 امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید حمید اللہ تقبلہ اللہ حکمت عملی کے تحت بارودی جیکٹ کے ذریعے شہیدی سرانجام دیا۔ حملے میں سات پولیس اہل کاروں کو ہلاکتوں کا سامنا ہوا۔

پکتیکا، صلیبی ڈرون حملے، 18 قبائلی عمائدین شہید

☆صلیبی ڈرون طیاروں نے صوبہ پکتیکا ضلع گومل میں قبائلی عمائدین کے قافلے کو نشانہ بنایا۔ نیو آڈہ کے علاقے میں صلیبی ڈرون طیاروں نے کاکڑزئی قبائلی عمائدین تین گاڑیوں کو نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں مذکورہ قبیلے کی 18 عمائدین موقع پر شہید ہوئے۔ اناللہ وانالیہ راجعون۔ واضح رہے کہ کاکڑزئی قبیلے کے مشران ایک اور قبیلے کے درمیان رونما ہونے والے تنازعہ کو حل کرنے کی خاطر جارہے تھے، جنہیں صلیبی طیاروں نے نشانہ بنایا۔

7اپریل:

☆افغان فوجی کارروان پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبہ کابل ضلع سروبی میں حملہ کیا۔ کابل، جلال آباد قومی شاہراہ پر ابریشم تنگی کے علاقے میں شہید ملابورجان کی مقام شہادت کے قریب مجاہدین نے فوجی کاروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 6 فوجی رینجر گاڑیاں تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے۔

☆کٹھ پتلی فوجوں اور انٹیلی جنس سروس اہل کاروں پر صوبہ خوست کے صدر مقام خوست شہر اور ضلع دومندو میں دھماکے ہوئے۔ سید خیل کے علاقے میں فوجی رینجر گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ ہوئی اور اس میں سوار تین اہل کار لقمہ اجل بن گئے۔

☆افغان فوجی کارروان پر مجاہدین نے صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دو کمانڈروں سمیت 25 اہل کار ہلاک وزخمی اور دیگر فوجی مرکز کی جانب فرار ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 6 امریکن ہیوی مشین گنیں، ایک امریکی گن، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک امریکی بندوق اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

جنوبی سوڈان میں مسلمانوں کے قتل عام میں تیزی آگئی۔عیسائی ملیشیا 5ماہ کے دوران سینکڑوں مسلمانوں کو شہید کرچکی ہیں۔مسلم کش فسادات کو سرکاری فوج کی سرپرستی حاصل۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے۔ جب سے مسلمانوں نے فریضہ جہاد کی ادائیگی کو ترک کیا ہے،بلائیں ہیں کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتیں،مصیبتیں ہیں کہ تھمنے کو ہی نہیں آ رہیں۔شرق تا غرب اور شمال تا جنوب مسلمانوں ہی کا خون ہے جو پانی کی مانند بہایا جا رہا ہے۔سوڈان رقبے کے لحاظ سے عالم اسلام کا سب سے بڑا ملک شمار کیا جاتا تھا،پر ھائے افسوس کہ اپنوں کی بےحمیتی اور دشمن کی چالوں نے اسے دولخت کردیا اور وہ خطہ جہاں کل مسلمانوں کی حکومت تھی،وہاں آج مسلمان گاجر مولی کی طرح تہہ تیغ کیے جارہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تاجکستان پولیس نے پچاس ہزار مسلمانوں کی داڑھیاں مونڈھ دیں۔

اہل اسلام پر ظلم و بربریت کی جتنی مثالیں خود انہی کی نام نہاد اسلامی جمہوری حکومتوں نے قائم کی ہیں اتنی صلیبی مغرب نے بھی نہیں۔اہل یورپ کی نقالی میں مسلمانوں پر مسلط ان دین دشمن حکومتوں نے ہروہ کام شروع کررکھا ہے کہ جسے خود ان کے آقا شیطان مغرب نے بھی نہ سوچا ہوگا۔کبھی پردے کا تمسخراور اس پرپابندی تو کبھی داڑھی کا تمسخر۔تاجکستان کی اسلام دشمن حکومت نے تو ہر حد ہی پار کردی کہ اس کے شیطان منصوبے میں اہل ایمان کی داڑھیاں تک زبردستی صاف کر ڈالنا ہے۔

مصر میں خواتین کے حجاب اور برقعے پر مکمل پابندی کی تیاری

مصری حکومت نے خواتین کے برقعہ اوڑھنے اور حجاب پر مکمل پابندی کی تیاری شروع کردی ہے۔حکومت نے مصری پارلیمنٹ میں عوامی مقامات پرخواتین کے برقعہ اوڑھنے اور حجاب پر مکمل پابندی کا بل پیش کردیا ہے۔برطانوی اخبار انڈیپنڈینٹ کے مطابق پابندی کے بل کی منظوری کے بعد خواتین پر عوامی مقامات و حکومتی دفاتر میں چہرے ڈھانپنے پرپابندی عائد کردی جائے گی۔

۴۰فیصدپاکستانیوں کوپیٹ بھرکر کھانا نہیں ملتا:اقتصادی ماہرین کی رپورٹ

چوروں،ڈاکووں اور لٹیروں کی جنت ملک پاکستان میں کہ جس کا دفاعی بجٹ پچاسی فیصد تک پہنچ چکا ہے جبکہ حقیقت اس سے کہیں زیادہ خوفناک ہے۔ جرنیلوں، سیاسی وڈیروں اور ان کے حواریوں نے اس ملک میں لوٹ مار کا وہ بازار گرم کیا ہے کہ خود لفظ لوٹ مار بھی شرما جائے۔قوم بھوک کے مارے خودکشی پر مجبور تو کہیں تھر میں موت کی آغوش میں جھونکی جارہی اور دوسری جانب سیاستدانوں اور جرنیلوں کے عشرت کدے ہیں کہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں

افواج پاکستان عوام کی سرونٹ ہیں، قائد کا فرمان نہیں بھولنا چاہیے: چیئرمین سینٹ

چیئرمین سینٹ نے یاوہ گوئی کی ہے کہ پاکستانی فوج عوام کی خدمتگار ہے اور اس بارے محمد علی جناح کا فرمان نہیں بھولنا چاہیے۔یہ کیسی خدمت ہے کہ آئے روز اس بدبخت فوج کی طرف سے اہل پاکستان کو خود انہی کے جگرگوشوں کی مسخ شدہ لاشیں ملنا معمول بن گیا ہے،گلگگت بلتستان تا کراچی اور چمن تا واہگہ وہ کونسے مظالم ہوں گے جو اس مرتد فوج نے پاکستانی اہل ایمان پر نہ ڈھائے ہوں۔بستیوں کی بستیاں ملیا میٹ کردی گئیں،بوڑھوں بچوں اور خواتین تک کو چند ٹکوں کے عوض اس منحوس فوج نے اپنے وحشی پن کا نشانہ بنا ڈالا۔ کاش کہ اس کرائے کے لشکر بارے چیئرمین سینٹ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پڑھنے کی توفیق بھی ہوتی

شام کے ڈھائی لاکھ بچے اپنے خاندانوں سے جدا ہوگئے:سیو دی چلڈرن۔

بچوں کی حفاظت کے بین الاقوامی ادارے سیو دی چلڈرن نے رپورٹ جاری کی ہے کہ شام کے ڈھائی لاکھ بچے اپنے خاندانوں سے جدا ہوگئے ہیں۔ مجوسی ایرانی حکومت اور شامی رافضی حکومت نے شام کے مسلمانوں پر اپنے سینے میں چھپے اہل اسلام کےلیے بغض و کینہ کواس حد تک بشکل ظلم و بربریت نکالا کہ ہلاکو خان بھی جس سے شرما جائے۔بیرل بموں،میزائیلوں حتی کہ شامی اہل ایمان پر کیمیاوی بموں تک کو استعمال کیا گیا۔اہل شام پر روافض و اہل صلیب کے مظالم اپنی تمام تر شکلوں کے ساتھ جاری ہیں۔بچے،بوڑھے اور خواتین آج دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے۔ بہنوں سے بھائی اوروالدین سے ان کے نورنظر رافضہ نے جدا کرڈالے ہیں۔

نائن الیون کے فوراً بعد ہم نے کئی کام کیے جو غلط تھے۔ہم نے بہت سے ایسے کام کیے جو ٹھیک تھے مگر ہم نے غلط لوگوں کو ٹارچر(جسمانی تشدد) کیا۔اوباما

اس بات کو ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے جب امریکی صدر براک اوبامہ نے اعتراف کیا کہ "سی آئی اے" نے اپنی تفتیشی مراکز میں قیدیوں پر تشدد کیا ہے۔ سی آئی اے نے کافی عرصہ پہلے قیدیوں پر "واٹر بورڈنگ" طریقۂ تشدد کے استعمال کا اعترااف کیا تھا۔یہ تشدد کا وہ طریقہ ہے جس میں قیدی کے ناک اور منہ میں اس قدر پانی ڈالا جاتا ہے کہ قیدی اپنے آپ کو ڈوبنےجیسی کیفیت میں

محسوس کرتا ہے اور سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ دسمبر ۲۰۱۵ میں سینیٹ انٹیلیجینس کمیٹی کی جانب سے پیش کی جانے والی ایک رپورٹ میں بھی اسی طرح کے تشدد کے کئی طریقے درج تھے۔تشدد کی ان تکنیکوں میں قیدیوں کو تھپڑ اور مکے مارنے،ننگا کر کے گھسیٹنا،مکمل اندھیرے اور تنہائی میں رکھنا،مسلسل کان پھاڑنے والے اذیت ناک میوزک اور شور میں رکھنا،تابوت نماڈبوں میں بند رکھنا وغیرہ شامل تھے۔سی آئی اے کے اس سفاکانہ تفتیشی پروگرام میں ترقی کا باعث وہ قانونی میمو بنا جس میں تفتیش و تشدد کے ہر اس طریقے کو ٹارچر کی تعریف سے بری کیا گیا تھا کہ جب تک کہ "قیدی کا کوئی عضو معطل نہ ہو یا مکمل طور پر اس کا جسم مفلوج یا مردہ نہ ہو جائے"۔ نئے حملوں کے بارے معلومات حاصل کرنے میں مکمل ناکامی کے باوجود "سی آئی اے"نے نائن الیون کے سالوں بعد تک تشدد کے یہ سفاکانہ طریقے اپنائے رکھے۔ درجنوں قیدیوں کو بغیر کوئی الزام لگائے بعد میں چھوڑ دیا گیا جب کہ ان قیدیوں میں سے کم از کم ایک چوتھائی افراد کو سرکاری طور پر "ناحق حراست میں لیے گئے" افراد قرار دیا گیاحالانکہ ان بے گناہ قیدیوں پر ہونے والے سفاکانہ تشدد نے ان کے ذہنوں کو مستقل طورپرمتاثر کر دیا تھا۔(الجزیرہ رپورٹ)

امریکہ کا حشر بھی سوویت یونین جیسا ہوگا:گوربا چوف

سابق سوویت یونین کے آخری سربراہ گوربا چوف نے کہا ہے کہ ''امریکہ بھی وہی غلطی دہرا چکا ہے جو سوویت یونین نے کی تھی اور سوویت یونین کی طرح پر امریکہ کی تباہی بھی زیادہ دور نہیں۔افغانستان پر قبضہ اور سرد جنگ بلاشبہ ایک ناقابل معافی غلطی تھی جس کی وجہ سے سوویت یونین کا شیرازہ بکھر گیا۔اب امریکہ بھی اسی ڈگر پر چل پڑا ہے اور وہی غلطی دہرا رہا ہے۔اگر امریکہ نے منافقانہ پالیسیاں نہ بدلیں تو اس کا حشر بھی سوویت یونین جیسا ہی ہوگا''۔

جنرل مشرف ہماراپالتورہا،اس نے کبھی ہمارے ساتھ منافقت نہیں کی:رابرٹ گرینیئر

سی آئی اے کے سابق سٹیشن چیف رابرٹ گرینیئرجس نے افغانستان میں ۲۰۰۱ء جب کہ عراق میں ۲۰۰۳ء میں امریکی حملوں میں سی آئی اے آپریشنز کی قیادت کی،وہ گواہی دیتا ہے کہ مشرف شروع سے ہمارا وفادار تھا اورنائن الیون سے بھی پہلے سے وہ ہماری مٹھی میں تھا۔اس نے پاکستانی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی تعریت کرتے ہوئے کہا کہ ''آئی ایس آئی کی مجاہدین کے خلاف اامریکہ کے لیے خدمات لگاتار اورانتہائی قابل قدر ہیں جن میں القاعدہ مجاہدین کو گرفتار کرکے امریکہ کے حوالے کرنا بہت اہم کارنامہ ہے۔تاہم اس نے یہ بتانے سے انکار کیا کہ ان مجاہدین کے سروں پر لگی انعامی رقم کن کے حوالے کی گئی۔

امریکی اور یورپین عوام اور اراکین پارلیمنٹ کے نام:

''افغانستان ایک آزاد اسلامی ملک ہے جو علاقائی اور عالمی سطح پر قابل فخر تاریخ رکھتا ہے اور اس کے عوام آزادی پسند ہیں،اور یہ قوم کبھی بھی کسی کی آزادی کے لیے خطرہ نہیں بنی اور تاریخی ادوار میں بھی کسی کو اپنی آزادی سلب کرنے کی اجازت بھی نہیں دی ہے،اب جب کہ تمہارے فوجیوں نے کچھ استعماری اہداف کے حصول کی خاطر اس سرزمین پر قبضہ کیا ہوا ہے،تو اب یہ افغان عوام کا دینی اور انسانی فریضہ ہے کہ وہ تمہارے فوجیوں کا مقابلہ کریں،تم خود اس بات کو سمجھو کہ اگر تمہارے ممالک پر کوئی اس طرح حملہ کر دے کیا تم خاموش رہو گے ؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری قوم اپنے ملک میں جاری قبضے اور مداخلت کی اجازت دے دے ؟اور قابض کے آگے خاموش تماشائی بن جائے ؟اور اپنی عزت و ناموس،دینی اقدار اور ملک کی حیثیت اور آزادی کی خاطر کوئی رد عمل نہ دکھائے ؟انصاف کی صورت میں یہ بات حقیقت ہے کہ تم بھی ہمیں قابض افواج کے خلاف مزاحمت کو مزید تیز تر کرنے کا حق دو گے۔

افغانوں نے اپنے محدود وسائل لیکن عزم مصمم اور اپنے دین کی حقانیت پر بھروسہ کرتے ہوئے گزشتہ نو سال میں تمہاری فوجی اور سیاسی قیادت کو بتا دیا کہ وہ اپنے قبضے کو اس قوم سے نہیں منوا سکتے ہیں،فوجیوں کے اضافے سے بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی اور نہ آئے گی ان شاءاللہ ! بلکہ تمہارے فوجیوں کی ہلاکتوں میں اضافہ ہوا ہے،لیکن اس حقیقت کے باوجود تمہارے سیاسی اور عسکری قائدین اپنی ہٹ دھرمی اور ناکام سیاست کو مزید طول دے رہے ہیں۔اس حوالے سے سب سے پہلے تم لوگ اپنے لیے حقائق کو واضح کرتے ہوئے ان کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرو اور اس پہلو پر خوب غور اور فکر کرو کہ دنیا کی حکومتیں اور اس کے عوام کب تک تمہاری استبدادی سیاست اور اقوام کو غلام بنانے کی سیاست کو برداشت کر سکتے ہیں ؟اگر تم اس جنگ کی تھکاوٹ سے باہر آنا چاہتے ہو تو جلد از جلد اسے ختم کرنے کے اقدامات کرو۔اگر جنگ طویل ہو جاتی ہے تو تمہارے فوجیوں کی ہلاکتوں میں اضافہ اور اقتصادی بوجھ دوگنا ہو جانے کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ برآمد نہیں ہو گا۔تمہیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ یہ افغانوں کا ملک ہے اور افغان اپنا ملک کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتے،یہاں پر بیرونی افواج جتنی بھی مدت کے لیے قیام کریں گے،ان کے خلاف مزاحمت جاری رہے گی۔اس حوالے سے اگر تم تاریخی واقعات کا مشاہدہ کرو تو تمہیں سیکھنے کو بہت کچھ مل جائے گا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تم اس خطے کو چھوڑ کر جنگ کی آگ پر پانی ڈال دو،افغانستان میں صلیبی افواج کی موجودگی خود بخود جنگ کے اضافے اور اس کی شدت کا سبب بن رہی ہے اور اس کا انجام تم لوگوں کے لیے بے پناہ مالی اور جانی نقصان پر منتج ہو گا''۔

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ

اَمیرُ المُؤمِنِین مُلّا مُحَمّد عُمَر مُجَاهِد رَحِمَهُ اللّٰه

حافظ ابن الامام

آج دنیا میں وحدت کے گم ہیں نشاں
فرقہ بندی کی لعنت کے دریا رواں
مرضِ کبر و وھن سب کے دل میں نہاں
اس دعا سے بھی لبریز ہے ہر زباں
کوئی مل جائے انصاف کا حکمراں
کوئی مل جائے انصاف کا حکمراں
دہر میں ہر مسلمان بے حال ہے
کفر و باطل کے ہاتھوں سے پامال ہے
ہر طرف ظلم و طغیاں کا جنجال ہے
آہ! سچی قیادت کا بھی کال ہے
پوری امت ہے دنیا میں نوحہ کناں
کوئی مل جائے انصاف کا حکمراں
ہم بتاتے ہیں امت کو وہ راہ بر
جن کو رب نے عطا کی ہے فتح و ظفر
اپنے رب کی رضا جن کے پیشِ نظر
ان کا اسم گرامی ہے ملا عمر
ان کی مدحت میں ملت افغان رطب اللساں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
جس نے تنہا اٹھایا تھا دیں کا عَلم
کیا قیامت تھا اس کا ثباتِ قدم
کر دیں طاغوت پر یورشیں دم بہ دم
ہیبتِ کفر کے توڑ ڈالے صنم
کر دیا دشمنِ دیں پہ جینا گراں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
ان سے سیکھیں مجاہد حیا کا چلن
موہ لے ہر طبیعت کو ان کا سخن
ان کی عظمت سے روشن ہیں کوہ و دمن
ان کا عزمِ مصمم ہوا بت شکن
ان کے اخلاق سنت کے ہیں ترجماں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
کس روشنائی سے میں ان کی مدحت لکھوں
تابعِ عدل ان کی فراست لکھوں
کیسے اصلاحِ دورِ امارت لکھوں

کس طرح وصفِ توحید و غیرت لکھوں
جس کی ہے اک جھلک غزوۂ بامیاں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
جس نے امن و اماں کی ردا تان دی
خود کفیلی کی شمشیر کو سان دی
غیر سودی معیشت کی پہچان دی
پاک بازی کی تعلیم ہر آن دی
دشمنوں کو بھی دیتا رہا جو اماں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
جس کے دشمن ہیں اپنے بھی اور غیر بھی
خادمانِ حرم، لشکرِ دیر بھی
کچھ ہیں پیرو مگر دل میں ہے بیر بھی
کچھ دغا دینے کو لاتے ہیں خیر بھی
آفریں ہے کہ پھر بھی نہیں بدگماں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
جس پہ آیا تھا اک وقت ایسا کبھی
دھمکیاں دیتے کفار مل کے سبھی
چھوڑ دو تم اسامہ کو فوراً ابھی!
پر نہیں تھا ادھر خوف کا نام بھی
استقامت پہ ان کی تھا دنگ آسماں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
اس نے طاغوتِ اکبر کو ہر دم کہا:
”گر ارادہ کو لڑنے کا تو مرحبا
تم نہ دیکھو گے اپنا کبھی سر جھکا
اس سے پہلے ہی ہم دیں گے گردن کٹا
ہم کو منظور ایمان کا امتحاں“
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
پھر وہ آیا نمائندہ شیطان کا
ساتھ چرچا تھا نیٹو کے طوفان کا
سب کا دعویٰ تھا تحلیلِ افغان کا

ہاں مگر فیصلہ تھا یہ قرآن کا
جو ہیں مومن انہیں ہو گا غلبہ یہاں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
بس شریعت ہی تھی دشمنوں کا ہدف
نخلِ اسلام کو کرنے آئے تلف
پر مقابل تھی مانندِ بنیان صف
ہر مجاہد تھا سینہ سپر، سر بکف
کاش! دیکھے زمانہ عدو کا زیاں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
کتنی جانیں لٹائیں، مظالم سہے
ہر جگہ خونِ افغان کے دریا بہے
وہ شہادت کے رستے پہ چلتے رہے
امت مسلمہ سے کوئی تو کہے
کبرِ اعدا ہے عبرت کی اب داستاں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
آج چودہ برس ہو چکے جنگ کو
کچھ نہ راحت ہے اقوامِ افرنگ کو
کب مٹا پائے توحید کے رنگ کو
آئے شیشے سے تھے توڑنے سنگ کو
اب یہ حالت کہ خود کو چھپائیں کہاں
ایسا ہوتا ہے اسلام کا حکمراں!
اے نبی مکرم ﷺ کی امت، اٹھو!
مل کے پہنچائیں دشمن کو ذلت، اٹھو!
گر تمہیں ہے نبی ﷺ سے محبت، اٹھو!
کب تلک اس فریض سے غفلت، اٹھو!
آؤ بن جائیں ہم دین کے پاسباں!
آؤ پھر چھوٹ جائے نہ یہ کارواں!
آؤ وحدت کی تلوار بن جائیں ہم!
اس اِمارت کے انصار بن جائیں ہم!
پیشِ طاغوت للکار بن جائیں ہم!
پھر شجاعت کے شاہکار بن جائیں ہم!
چاہتے گر ہیں دنیا میں امن و اماں
اس اِمارت کو کر دیں ہبہ اپنی جاں!

ہم نے امتِ مسلمہ کے دفاع اور اس کی عزت و حرمت کی حفاظت کی خاطر اپنے ملکوں سے ہجرت کی ہے!

”ہم افغانستان، پاکستان، عراق، صومالیہ، جزیرۃ العرب اور مغربِ اسلامی کے تمام مجاہدین کو مکمل تائید کا پیغام دیتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ وہ صلیبیوں اور ان کے حلیفوں کے خلاف قتال کو اور بھی تیز کر دیں، ہم اپنے فلسطینی مجاہد بھائیوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں۔ ہم انہیں اور بیت المقدس کے اطراف میں بسنے والی امتِ صابرہ مرابطہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم امریکہ کے امن کو تباہ کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے یہاں تک کہ فلسطین میں حقیقی امن قائم ہو جائے۔

ہم پاکستان کے عامۃ المسلمین کو کرائے کی قاتل فوج اور پیٹ کے پجاری حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہونے پر ابھارتے ہیں جو ان کی قسمت کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور جنھوں نے پاکستان کو ایک امریکی کالونی بنا دیا ہے۔ جس کو چاہتے ہیں قتل کر دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں گرفتار کر لیتے ہیں اور جس بستی کو چاہتے ہیں بمباری کر کے تباہ کر دیتے ہیں۔ یہ وہ فوج اور حکمران ہیں جنھوں نے چند ڈالروں کے عوض پاکستان کی عزت و حرمت کو فروخت کر دیا ہے۔ اے پاکستانی مسلم قوم! اپنے تیونس، مصر، لیبیا، یمن اور شام کے بھائیوں کی طرح کھڑے ہو جاؤ اور اپنے اوپر پڑے اس ذلت کے غبار کو دھو ڈالو۔

ہم ساری دنیا کے مجاہد بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ عامۃ المسلمین کے ساتھ ربط ضبط پیدا کریں اور ان میں گھل مل جائیں، ان کی خدمت کریں اور ان کی عزت، حرمت اور سلامتی کے محافظ بن جائیں۔ ہم مجاہدین کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ مسجدوں، بازاروں اور رش والی جگہوں پر ہر ایسی کارروائی سے اجتناب کریں جس میں عام مسلمانوں کے نقصان کا خدشہ ہو۔ ہم نے تو اپنے ملکوں سے ہجرت ہی صرف اسی لیے کی ہے اور اپنے گھر بار چھوڑے ہیں کہ ہم امتِ مسلمہ کے دفاع کا فریضہ سر انجام دے سکیں اور اس کی عزت و حرمت کی حفاظت کریں۔

ہم امتِ مسلمہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے لشکر ہیں اور ہم کشمیر، فلپائن، افغانستان، چیچنیا، عراق اور فلسطین سمیت تمام مقبوضات کی آزادی تک اپنی جدوجہد رکھیں گے اور ہم تیونس، مصر، لیبیا، یمن اور شام کی عوامی تحریکوں کی مکمل تائید کرتے ہیں، بے شک ہم سب امریکہ اور اس کے خائن غلاموں کے خلاف ایک ہی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم شام کے مسلمانوں کو پیغام دیتے ہیں کہ وہ اپنے شہریوں کے خون بہانے والے ظالم، فاسد اور خوں خوار نظام کے خلاف اپنی قربانیوں اور جدوجہد کو جاری رکھیں۔

ساری دنیا میں غلبۂ اسلام کے لیے سرگرم اہلِ اسلام! ہم تمہارے پشتی بان ہیں اور ہمارے سینے تمہارے لیے کھلے ہیں تا کہ ہم اعلائے کلمۃ اللہ اور کسی انسانی آئین کی آمیزش سے پاک شریعت کی غیر محکوم حاکمیت جیسے عظیم مقاصد کے لیے باہم تعاون کر سکیں، تمام دیارِ اسلام کو غاصب حکمرانوں سے پاک کر دیں اور ہر مظلوم کی نصرت کریں۔ اسلامی جماعتوں کے بھائیو! بے شک تیونس و مصر سے طواغیت کے زوال کی بنیاد پڑی ہے۔ ساری امت کو بیدار کرو اور اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دو یہاں تک کے تمام دیارِ اسلام میں شریعتِ مطہرہ کی حاکمیت قائم ہو جائے اور وہ غاصب و فاسد حکمرانوں سے پاک ہو جائیں، مظلوم قیدیوں کی آزمائش ختم ہو، دولت کی منصفانہ تقسیم ہو اور ہر قسم کا سیاسی و اجتماعی ظلم مٹ جائے اور یہ دونوں ممالک اسلام کے قلعے اور فلسطین سمیت ساری دنیا کے مظلومین کے مددگار بن جائیں“۔

شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ